راہِ عقیدت
ضیاء القرآن پبلی کیشنز

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

والصلوٰۃ والسلام علی رسولہ الکریم وعلی آلہ واصحابہ اجمعین

بغداد و کربلا و نجف اور ملکِ شام
ہے مظہر جمال محمد (صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم) ہر اک مقام
مکہ معظّمہ کہ مدینہ منورہ
انوارِ مصطفٰے (صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم) کے خزانے ہیں یہ تمام

(میکشؔ)

☆☆☆

جملہ حقوق بحق پسران خطیب اعظم پاکستان محفوظ ہیں

نام کتاب	راہِ عقیدت (سفرنامہ)
مؤلف	خطیب اعظم حضرت مولانا محمد شفیع اوکاڑوی رحمۃ اللہ علیہ
مرتبہ	مولانا اوکاڑویؒ اکادمی (العالمی)، 53۔بی، سندھی مسلم سوسائٹی، کراچی 74400
طبع جدید	جنوری 2006ء
تعداد	ایک ہزار کمپیوٹر کوڈ 1Z88
ناشر	ضیاء القرآن پبلی کیشنز، لاہور
ہدیہ	-/175 روپے

ملنے کے پتے

ضیاء القرآن پبلی کیشنز

داتا دربار روڈ، لاہور۔فون: 7221953 فیکس:۔ 042-7238010

9۔الکریم مارکیٹ، اردو بازار، لاہور۔فون: 7225085-7247350

14۔انفال سنٹر، اردو بازار، کراچی،

فون: 021-2212011-2630411 ۔ فیکس:۔ 021-2210212

e-mail:- sales@zia-ul-quran.com

zquran@brain.net.pk

Visit our website:- www.zia-ul-quran.com

فہرست مضامین

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ - وَالصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلٰی رَسُوۡلِہِ الۡکَرِیم

عرضِ مرتّب

اللہ کریم جل شانہ نے میرے ابّا جان قبلہ علیہ الرحمہ کو بہت نوازا تھا۔ بحمدہٖ تعالیٰ سمتوں میں ان کے نام اور کام کی دھوم ہے۔ وہ اپنی حیاتِ ظاہری کا ہر لمحہ دین متین اور مسلک حق اہل سنت و جماعت کی تبلیغ و اشاعت کے لئے وقف کیئے رہے۔ 55 برس کی مختصر مدت میں انہوں نے صدیوں کے کام کیئے۔ اللہ کریم جل مجدہ ان کے فیضان کو جاری رکھے، آمین۔

''راہ عقیدت'' بظاہر ایک سفر نامہ ہے مگر حقیقت میں یہ کتاب اردو زبان میں اپنی نوعیت کی پہلی رہ نما کتاب ہے جس میں کچھ مما لک میں موجود مقاماتِ مقدسہ اور زیارت گاہوں کی تفصیل کے ساتھ ان کی تاریخ اور کسی قدر تحقیق بھی ہے اور ان کے فضائل و مناقب بھی ہیں۔ عازمینِ عمرہ و زیارت کے لئے نہایت مفید معلومات اور آداب اور ضروری مسائل بھی اس میں بیان ہوئے ہیں۔ پہلی مرتبہ یہ کتاب 1965ء میں طبع ہوئی تھی، اب تک اس کتاب کے متعدد ایڈیشن شائع ہو چکے ہیں۔ متعدد اکابر علما و مشائخ نے برملا یہ اعتراف کیا کہ وہ ان مما لک میں اس کتاب کی رہ نمائی میں زیارات کرتے رہے اور میرے والد گرامی علیہ الرحمہ کو دعائیں دیتے رہے۔ الحمد للہ علیٰ احسانہ۔

ابا جان قبلہ علیہ الرحمہ کی اس دنیا سے رحلت کے بعد ان کی تمام تصانیف کی اشاعت کے لئے ''ضیاء القرآن پبلی کیشنز'' کے سربراہ محترم الحاج حفیظ البرکات شاہ صاحب نے مجھ سے رابطہ کیا تھا۔ انہیں حقوقِ اشاعت دے دیئے گئے۔ بفضلہٖ تعالیٰ وہ جب سے اب تک تمام کتب شائع کر رہے ہیں۔ ضیاء القرآن پبلی کیشنز کی طرف سے ''راہ عقیدت'' کی جدید اشاعت میں تاخیر کی وجہ یہ ہوئی کہ ابّا جان قبلہ علیہ الرحمہ اس کتاب میں عراق و شام میں موجود جن مزارات کا ذکر نہیں کر سکے تھے، ان کی تفصیل اور مکہ مکرمہ کی زیارات اور

ان کی تفصیل بھی شامل کرنا چاہتے تھے اور حج کا طریقہ وآداب بھی لکھنا چاہتے تھے۔اس کتاب کی پہلی طباعت کے ایک نسخے میں انہوں نے اضافوں کے عنوان درج فرمائے تھے، وہ نسخہ محفوظ ہے۔خیال تھا کہ یہ اضافے میں تحریر کردوں گا لیکن مجھے مہلت نہ ملی اور اتنا عرصہ ضیاء القرآن پبلی کے شنز سے یہ کتاب طبع نہ ہوسکی بالآخر گزشتہ ماہ حفیظ البرکات شاہ صاحب نے مطبوعہ کتاب کے متن کو کمپیوٹر سے کمپوز کرواکے مسودہ مجھے بھجوادیا۔اس کتاب میں درج اقتباسات مَیں جتنی کتابوں میں دیکھ سکا ان کے حوالے میں نے قارئین کی آسانی کے لئے تحریر کردیئے ہیں۔میرے بھائیوں جناب ڈاکٹر محمد سبحانی اوکاڑوی اور جناب حامد ربانی اوکاڑوی نے مطبوعہ کتاب کے مطابق نئے کمپوزڈ متن کی تصحیح میں میری معاونت کی، بایں ہمہ دوران مطالعہ اگر قارئین کو فی الواقع کوئی غلطی نظر آئے تو ہمیں ضرور آگاہ فرمائیں۔اللہ کریم جل شانہ اپنے حبیب کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے صدقے میرے والد گرامی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے درجات ومراتب بلند فرمائے۔آمین

مخلص

المرقوم: ماہ محرم الحرام 1427ھ — کوکب نورانی راأحمد (صلّی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم) شفیع

(اوکاڑوی غفرلہ)

توجہ: اس کتاب میں درج زیارات ومقامات کی جس قدر تصاویر میرے پاس موجود ہیں وہ بھی شائع کی جارہی ہیں۔(کوکب غفرلہ)

بِسۡمِ اللّٰهِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ وَالصَّلٰوۃ وَالسَّلَامُ علٰی رَسُولِہِ الکریم

مؤرخہ 17 ؍جنوری 1962ء بروز بدھ صبح آٹھ بج کر چالیس منٹ پر کراچی سے بی، او، اے، سی (B.O.A.C) کا ہوائی جہاز چلا جو چار گھنٹے کے بعد بخیر و عافیت بغداد شریف پہنچ گیا۔ جہاز سے اتر کر کسٹم کے کمرے میں پہنچے، سامان چیک ہونا شروع ہوگیا، چونکہ کسٹم ڈیوٹی والی کوئی چیز نہ تھی لہٰذا جلد ہی فراغت ہوگئی۔ باہر آکر ٹیکسی کارلی اور باب الشیخ کی طرف روانہ ہوئے۔ دس بارہ منٹوں میں باب الشیخ آگیا۔ ٹیکسی والے نے سامان اتار کر رکھ دیا اور کرائے کا مطالبہ کیا۔ میرے پاس ٹریولنگ چیک تھے۔ پوچھنے پر معلوم ہوا کہ یہاں قریب کوئی صرّاف نہیں ہے جس سے چیک کے بدلے میں عراقی سکہ لیا جائے، بڑی پریشانی ہوئی، ادھر ٹیکسی والا جلدی کر رہا تھا، میں نے اس سے کہا تھوڑا صبر کرو اور خود باب الشیخ میں داخل ہوگیا۔ ایک خادم سے پوچھا نقیب الاشراف کہاں ہیں؟ جواب ملا گھر میں۔ ان کا گھر کہاں ہے؟ یہاں سے دور ہے۔ خیال کیا اب کیا کروں ذرا اور آگے ہوا تو بائیں طرف دروازہ تھا جس میں لوگوں کی آمدورفت تھی، پوچھنے پر معلوم ہوا کہ اسی کے اندر حضرت غوث الاعظم رضی اللہ عنہ کا مزار شریف ہے۔ میں دروازے کی طرف منہ کرکے دست بستہ کھڑا ہوگیا اور آہستہ سے کہنے لگا اَلسَّلَامُ عَلَیۡکَ یَا سَیِّدِیۡ یَا غَوۡثَ الۡاَعۡظَمۡ اَلسَّلَامُ عَلَیۡکَ اَیُّھَا الۡعَبۡدُ الۡوَلِیُّ الصَّالِحۡ اَلسَّلَامُ عَلَیۡکَ یَا وَلِیَّ اللّٰهِ اَلسَّلَامُ عَلَیۡکَ یَا قُطۡبَ الۡاَقۡطَابِ وَرَحۡمَۃُ اللّٰهِ وَ بَرَکَاتُہٗ یَا سَیِّدِیۡ اَنَا ضَیۡفُکُمۡ جِئۡتُ فِیۡ حَضۡرَتِکُمۡ لِزِیَارَتِکُمۡ ابھی میں فارغ نہیں ہوا تھا کہ ٹیکسی والا پھر آدھمکا۔ میں اس کے ساتھ اس خیال سے باہر آرہا تھا کہ اس کی ٹیکسی میں بیٹھ کر وہاں چلوں جہاں کرنسی تبدیل ہوتی ہے لیکن جوں ہی میں نے بائیں طرف دیکھا ایک صاحب نظر آئے جو کوٹ پتلون پہنے ہوئے تھے، میں نے ان کے لباس اور شکل وصورت سے اندازہ کیا کہ یہ ہندوستانی ہیں یا پاکستانی۔ میں نے آگے بڑھ کر کہا اَلسَّلَامُ عَلَیۡکُمۡ! وَعَلَیۡکُمُ السَّلَامُ

م۔آپ پاکستانی ہیں؟
ج۔میں ہندوستان کا رہنے والا ہوں، کیا بات ہے؟
م۔میں پاکستان سے آیا ہوں۔میرے پاس عراقی سکہ نہیں ہے اور ٹیکسی کا کرایہ دینا ہے۔
انہوں نے فوراً ٹیکسی والے کو کرایہ دے دیا اور ایک دینار اور اڑھائی سو فلس مجھے دے کر کہا ممکن ہے آپ کو ضرورت پیش آجائے اور بغیر کچھ پوچھے چلے۔میں نے کہا میں آپ کو کہاں ملوں؟ انہوں نے اپنا تعارفی کارڈ دے دیا۔میں نے ان کا شکریہ ادا کیا اور وہ چلے گئے۔(یہ تھے پروفیسر ڈاکٹر محمود علی صاحب جو کہ لکھنؤ کی طرف کے رہنے والے ہیں اور ایک طویل عرصہ سے بغداد شریف میں آباد ہیں۔چنانچہ وہ جمعہ شریف کو تشریف لائے اور بشکریہ ان کے پیسے ادا کر دیئے گئے)۔بعد ازیں ایک افغانی صاحب کے حجرے میں سامان رکھا اور نماز ظہر کی تیاری میں لگ گئے، ابھی وضو کر رہے تھے کہ اذان شروع ہو گئی۔ اذان سن کر دل بہت خوش ہوا، عرب کے مخصوص لہجے میں مؤذن صاحب کی آواز فضا میں گونج رہی تھی، اذان کے بعد صلوٰۃ شروع ہوئی: اَلصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلَیْکَ یَا سَیِّدَنَا یَارَسُوْلَ اللّٰہِ، اَلصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلَیْکَ یَا حَبِیْبَنَا یَا حَبِیْبَ اللّٰہِ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلَیْکَ وَ عَلٰی اٰلِکَ وَاَصْحَابِکَ یَا خَاتِمَ رَسُوْلِ اللّٰہِ۔سن کر بے حد دل خوش ہوا، وضو کے بعد مسجد میں آیا، سنتیں پڑھیں اور جماعت کے ساتھ نماز ادا کی۔

مسجد: حضرت سیدنا غوث الاعظم رضی اللہ عنہ کی مسجد نہایت خوبصورت اور عظیم الشان ہے، پوری مسجد میں بہترین قالین بچھے ہوئے ہیں، مسجد کی لمبائی چوڑائی برابر اور پر گنبد ہے۔ لوگ ذوق وشوق سے پانچوں وقت نماز پڑھنے آتے ہیں۔مسجد کے پچھلے بائیں کونے سے دربار شریف کی طرف ایک دروازہ نکلتا ہے۔اس دروازے سے گزریئے تو آگے ایک ہال کمرہ ہے جس کے دائیں طرف مزار پُر انوار کا دروازہ اور بائیں طرف مسجد کے دالان کا دروازہ ہے جس سے گزر کر لوگ باہر نکل جاتے ہیں۔

حاضری: جوں ہی مزار شریف کے دروازے پر پہنچے دل فرط عقیدت سے جھک گیا،

چوکھٹ کو بوسہ دیا اور اندر داخل ہو گیا، جھک کر قدموں کے مقام پر بوسہ دیا اور کہا: قَدَمُکَ عَلٰی عَیۡنِیۡ وَ عَلٰی رَاۡسِیۡ۔ پھر رخ انور کی جانب تھوڑا سا پیچھے ہٹ کر دست بستہ کھڑا ہو گیا اور مختلف الفاظ و القاب کے ساتھ سلام عرض کرتا رہا پھر باادب دوزانو بیٹھ گیا، کچھ دیر بیٹھنے کے بعد فاتحہ خوانی کی اور ثواب ہدیہ کیا۔ تھوڑی ہی دیر کے بعد ایک صاحب جو کلید بردار ہیں اندر آئے اور اشارہ کیا کہ باہر آ جائیے، میں نے دعا کی اور باہر آ گیا۔ چنانچہ یہی معمول ہے کہ ہر نماز کے وقت مزار شریف اور مسجد کا دروازہ کھلتا ہے اور تھوڑی دیر کے بعد بند کر دیا جاتا ہے۔

قطب الاقطاب، غوث الثقلین، شیخ الاسلام والمسلمین، محی الملۃ والدین، محبوب سبحانی، ابومحمد سید عبدالقادر الحسنی والحسینی الجیلانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی ذات گرامی محتاج تعارف نہیں، کیونکہ آپ کی ذات اقدس کو عالم اسلام میں جو درجۂ شہرت حاصل ہے وہ شاید ہی کسی ولی کو حاصل ہو۔ علماء و محدثین و فقہائے عارفین نے آپ کے حالات اور فضائل و کمالات میں سیکڑوں کتابیں تالیف فرمائی ہیں۔ بلاشبہ آپ کے فضائل و مناقب، کمالات و کرامات بے شمار اور حد تواتر کو پہنچ چکی ہیں۔ بہت سے اکابر اولیائے کرام نے آپ کی ولادت سے پہلے بطور پیش گوئی فرمایا تھا کہ عنقریب بغداد میں ایک شخص ظاہر ہوگا جس کا نام عبدالقادر ہوگا، وہ اپنے وقت کے تمام اولیاء کرام کا سردار ہوگا اور وہ کہے گا: قَدَمِیۡ ھٰذِہٖ عَلٰی رَقَبَۃِ کُلِّ وَلِیِّ اللّٰہِ۔ اور اس وقت کے تمام اولیاء اپنی گردنیں جھکا کر اس کے قدم کو سر آنکھوں پر رکھیں گے۔ چنانچہ ایسا ہی ہوا کہ جس وقت آپ اللہ کے فضل و کرم سے مقام غوثیت و محبوبیت پر فائز ہوئے اور آپ نے بحکم رب العالمین فرمایا: قَدَمِیۡ ھٰذِہٖ عَلٰی رَقَبَۃِ کُلِّ وَلِیِّ اللّٰہِ۔ تو اس وقت کے تمام اولیاء اللہ جو حاضر و غائب، قریب و بعید تھے، سب نے سن کر اپنی گردنوں کو جھکا دیا اور آپ کے قدم کو سر آنکھوں پر لیا اور اعتراف کیا۔

آپ کی ریاضت و عبادت اور مجاہدہ کا یہ حال تھا کہ آپ نے چالیس سال عشاء کے وضو سے فجر کی نماز ادا کی اور پندرہ سال متواتر ہر روز عشاء اور فجر کے درمیان ایک ٹانگ پر

کھڑے ہو کر پورا قرآن ختم کیا۔ پچیس سال عراق کے صحراؤں میں رہ کر عبادت کی ہے۔
حضور سید الانبیاء والمرسلین صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے سات مرتبہ اور سید الاولیاء والمتقین حضرت علی کرم اللہ وجہہ نے چھ مرتبہ آپ کے منہ میں لعاب دہن ڈالا جس کی برکتوں سے آپ پر ظاہری و باطنی علوم کے صدہا دروازے کھل گئے۔ حضرت خضر علیہ السلام اکثر آپ کی مجلس شریف میں تشریف لاتے اور مشائخ سے ملاقات فرماتے اور ان کو وصیت فرماتے کہ اگر کامیابی چاہتے ہو تو غوث الاعظم کی مجلس کو لازم پکڑ لو۔ آپ نے سیکڑوں کافروں کو مسلمان کیا اور ہزاروں مسلمانوں کو فسق و فجور اور گمراہی سے نکال کر تقویٰ و ہدایت سے مزین و سرفراز فرمایا۔ اس وقت بھی دنیائے اسلام میں لاکھوں آپ کے معتقدین اور محبین ہیں۔ آپ کے دربار میں مجھے گیارہ روز حاضری کا شرف حاصل ہوا۔ اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ ۔

مزار پُر انوار: حضرت سیدنا غوث الاعظم رضی اللہ عنہ کی قبر انور کے اوپر سبز رنگ کا غلاف چڑھا ہوا ہے جس پر آیاتِ قرآنی اور قصیدۂ غوثیہ کے اشعار لکھے ہوئے ہیں۔ قبر انور کے چاروں طرف اور اوپر قبر نما چاندی کی مضبوط جالیاں ہیں جن کی لمبائی تقریباً چار گز اور چوڑائی اور اونچائی پونے تین گز ہے۔ جالیوں کے اوپر کی جانب اللہ تعالیٰ کے اسمائے مبارکہ اور عربی کے اشعار لکھے ہوئے ہیں، اوپر گنبد کے اندر اور دیواروں پر نہایت شاندار شیشہ کا کام کیا ہوا ہے، نیچے قبر انور کے گرد زائرین کے لئے بہترین قالین بچھے ہوئے ہیں۔ حقیقت یہ ہے کہ یہ مقام دیکھنے سے ہی تعلق رکھتا ہے۔ اللہ تبارک وتعالیٰ تمام اہل محبت وعقیدت کو دکھائے۔ آمین ثم آمین۔

بغداد: اس کے بعد کرنسی تبدیل کرانے شارع الرشید گیا۔ ایک ٹریولنگ چیک کے بدلے ایک دینار پینسٹھ (۶۵) فلس ملے (1:65)۔ فی الحال دس چیک تبدیل کروالئے۔ واپسی پر پیدل چلتا ہوا آیا اور ایک ہوٹل سے کھانا کھایا۔ بغداد بڑا خوبصورت شہر ہے، عالیشان عمارتیں ہیں، بعض عمارتیں بالکل جدید فیشن کی ہیں، بعض پندرہ پندرہ بیس بیس منزل بلند ہیں، بازار صاف ستھرے ہیں، موٹر کاریں بے شمار ہیں، ٹریفک اس قدر زیادہ ہے کہ سڑک

پار کرنا دشوار ہے۔ اکثر باشندوں پر مغربیت غالب ہے۔ بہت کم لوگ ہیں جن کی شکل و صورت اور لباس وغیرہ شریعت کے مطابق ہے۔ یہاں تک کہ اکثر مساجد کے ائمہ اور خطبا داڑھی منڈے ہیں۔ ویسے خوش رُو اور خوش پوش ہیں، عورتیں سروں کے بال کٹواتی ہیں اور گھٹنوں تک فراک، پوری پنڈلیاں ننگی اور بعض عورتیں جرابیں پہنے ہوتی ہیں، کالے رنگ کے جبہ نما برقعے بغیر نقاب کے پہنتی ہیں۔ عام گفتگو عربی ہے۔

جب واپس باب الشیخ آئے تو عصر کی نماز ہو چکی تھی، اتفاق سے چند آدمی اور آگئے انہوں نے بھی نماز پڑھنی تھی میں نے ان کو اشارہ کیا کہ آؤ مل کر پڑھ لیں۔ وہ آگئے، چونکہ کسی کی داڑھی نہ تھی لہٰذا امامت کے فرائض مجھ ہی کو انجام دینے پڑے، نماز کے بعد میں افغانی صاحب کے حجرے میں چند منٹ بیٹھا رہا۔

امام صاحب کی داڑھی ندارد: اب مغرب کی اذان ہونے والی تھی نمازی جوق در جوق مسجد میں آنے شروع ہو گئے اور صفیں باندھ کر بیٹھ گئے اذان ہوئی، اذان کے فوراً بعد امام صاحب آئے، دیکھا تو حیرت ہوئی کیونکہ امام صاحب کی داڑھی بالکل نہ تھی، میں پہلی صف میں تھا کیا کرتا کھڑا رہا ان کے پیچھے نماز پڑھ لی مگر بعد میں اعادہ کر لیا۔ نہایت افسوس ہوا کہ اتنے بڑے مقدس اور روحانی مقام کی مسجد کے امام و مؤذن (جو اوقاف کی طرف سے مقرر ہیں) داڑھی منڈے ہیں۔ چنانچہ یہ امام صاحب جو مغرب و عشاء اور فجر کی نماز پڑھاتے ہیں، غالباً روزانہ داڑھی مونڈتے ہیں، ویسے قرآن کریم بہت ہی اچھا پڑھتے ہیں۔ ہاں ایک امام صاحب جو ظہر اور عصر کی نماز پڑھاتے ہیں ان کی داڑھی حد شرع کے مطابق ہے۔ اللہ تعالیٰ ان ائمہ کو توفیق عطا فرمائے کہ وہ شریعت مطہرہ کے مطابق عمل کرتے ہوئے داڑھیاں رکھیں اور دوسروں کے لئے نمونہ بنیں۔ آمین ثم آمین۔

مسئلہ: داڑھی رکھنا سنت مؤکدہ قریب بواجب ہے، اور تمام انبیائے کرام علیہم السلام اور حضور سید المرسلین صلی اللہ علیہ وسلم، تمام صحابہ، ائمہ اہل بیت، تابعین، تبع تابعین، ائمہ، علماء، اولیاء کاملین، عارفین اور صالحین کی قولی و فعلی اور نہایت پسندیدہ سنت ہے اور منڈانا یا حدِ

شرعی سے کم کرانا گناہ کبیرہ، حرام، علانیہ فسق۔ بدعت سیئہ اور طریقۂ نصاریٰ و کفار ہے۔ شریعت مطہرہ میں داڑھی منڈانے یا حد شرع سے کم کرانے والے کے پیچھے نماز پڑھنا مکروہ تحریمی، واجب الاعادہ ہے۔

نماز مغرب سے فارغ ہو کر دربار اقدس میں حاضری دی۔ سبحان اللہ! غوث اعظم کے دربار کی کیفیت کیا بیان کی جائے، جب مزار شریف کا دروازہ بند ہو گیا تو مسجد کے دالان میں آ کر بیٹھ گیا جو ہر وقت کھلا رہتا ہے۔ عشاء کی اذان سے کچھ دیر پہلے مسجد کا دروازہ کھلا تو میں جا کر دوسری صف میں بیٹھ گیا، اذان ہوئی سنتیں پڑھیں وہی امام صاحب آئے، جماعت ہوئی اور نماز سے فارغ ہوئے۔

نقیب الاشراف: صاحب الفضلیۃ حضرت محترم السید محمد ابراہیم سیف الدین صاحب الگیلانی نقیب الاشراف بڑے عالم و فاضل اور بڑے مہمان نواز ہیں اگرچہ آپ بہت بوڑھے اور ضعیف ہو گئے ہیں اور رہائشی مکان بھی دربار شریف سے بہت دور ہے مگر باوجود اس کے ہر روز اپنی موٹر پر تشریف لاتے ہیں اور عشاء کی نماز باجماعت ادا فرماتے ہیں، نماز کے بعد چند منٹ وظیفہ پڑھتے ہیں اور پھر دربار شریف میں حاضری دیتے ہیں۔ حاضری کا انداز یہ ہے کہ داخل ہوتے ہی کہتے ہیں اَلسَّلَامُ عَلَيْكَ يَا سَيِّدِیْ يَا غَوْثَ الْاَعْظَمْ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْكَ۔ پھر قدموں کی طرف جھک کر بوسہ دیتے ہیں اور کہتے ہیں قَدَمُكَ عَلٰی عَيْنِیْ وَعَلٰی رَأْسِیْ يَا سَيِّدِیْ يَا غَوْثَ الْاَعْظَمْ۔ پھر چہرۂ انور کی طرف آ کر کھڑے ہو کر فاتحہ خوانی کرتے ہیں اور حضور سید المرسلین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم وجمیع انبیائے کرام علیہم السلام اور صحابہ واہل بیت وتابعین وائمہ وجمیع اولیاء وصلحاء کا نام لے کر پھر حضرت غوث الاعظم، آپ کے والدین، اجداد، امہات اور اولاد کی ارواح کو ثواب ہدیہ کرتے ہیں اور پھر جالیوں کو تھام کر اس انداز سے عاجزانہ دعا کرتے ہیں کہ سبحان اللہ! ایک عجیب وقت ہوتا ہے اور پھر حضرت غوث الاعظم سے عاجزانہ عرض کرتے ہیں کہ اے غوث اعظم لوجہ اللہ تعالیٰ و لخاطر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم آپ بھی ہمارے لئے دعا فرمائیے۔ جس

وقت آپ حضرت غوث اعظم سے مخاطب ہوتے ہیں ایسا معلوم ہوتا ہے کہ جیسے سچ مچ باتیں کر رہے ہیں اور بعض مرتبہ تو عجیب وغریب انداز اختیار فرمالیتے ہیں کہ حاضرین پر رقت طاری ہوجاتی ہے۔ آپ کی تمام دعائیں عموماً تمام مسلمانوں اور خصوصاً تمام قادریوں کے لئے ہوتی ہیں۔

اس کے بعد آپ حضرت غوث اعظم کے بیٹے حضرت سید عبدالجبار رحمۃ اللہ علیہ کے مزارشریف پر حاضر ہوکر فاتحہ خوانی کرتے ہیں جو احاطۂ درگاہ شریف کے اندر ہی ہے۔

رہائشی انتظام: حضرت نقیب الاشراف جب اپنے مشاغل سے فارغ ہوئے تو میں نے سلام کے بعد مخدوم ومحترم حضرت مولانا شاہ احمد نورانی صدیقی قادری دامت برکاتہم العالیہ کا تعارفی خط پیش کیا جو انہوں نے اس عاجز کے متعلق حضرت نقیب الاشراف صاحب کو تحریر فرمایا تھا۔ نقیب الاشراف صاحب خط پڑھ کر بہت خوش ہوئے، فرمایا ہوٹل میں رہنا پسند کرو گے یا درگاہ شریف میں؟ میں نے عرض کیا درگاہ شریف میں، فوراً باہر نکلے اور خاص دیوان خانہ میں تشریف لے گئے۔ اتفاق سے وہاں صاحب الفضیلۃ السید یوسف الگیلانی جو صاحب الفضیلۃ السید عبدالقادر الگیلانی سفیر عراق کے بھائی ہیں تشریف فرما تھے ان سے ملے اور میرا ذکر کیا، انہوں نے بھی شفقت فرمائی اور اپنے بھائی کی خیریت پوچھی اور ایک کمرہ جو نہایت صاف ستھرا تھا اس کی چابی خادم دیوان خانہ سے لے کر میرے حوالے کی۔ کمرہ کے اندر لوہے کی چارپائی جس پر صاف ستھرا بستر تھا، کمرے میں بجلی لگی ہوئی تھی اور باہر بیت الخلا اور وضو وغیرہ کی جگہ بھی تھی، نقیب الاشراف نے ایک خادم کو ایک طرف لے جا کر ایک دینار دیا اور فرمایا کہ اس کو دو وقت کا کھانا اور دو وقت کی چائے ناشتا وغیرہ لا کر دو۔ اس کے بعد نقیب الاشراف یہ فرما کر تشریف لے گئے کہ انشاء اللہ کل ملاقات ہوگی۔ میں نے سامان لا کر کمرہ میں رکھا اور رات کو سو رہا۔

کرامت: اس سفر سے تقریباً دو ماہ پہلے میں نے زرمبادلہ کے لئے درخواست دے دی اور تیاری وغیرہ شروع کر دی تھی لیکن باوجود کوشش کے میں کوئی رفیق سفر نہ بنا سکا۔ میں اور

مجھ سے زیادہ میرے گھر والے خصوصاً قبلہ والد صاحب مدظلہ، اتنے طویل سفر کے لئے میرا تنہا نکلنا شدت سے محسوس کر رہے تھے لیکن شوقِ زیارات اس قدر غالب تھا کہ میں ہمیشہ گھر والوں کو یہ کہہ دیتا کہ اللہ تعالیٰ اور اس کا رسول ﷺ اور پھر اولیائے کرام محافظ ہیں۔ روانگی سے ایک مہینا پہلے ایک چٹھی بغداد شریف سے میرے نام آئی۔ کھول کر پڑھی تو اس میں بڑے القاب و آداب کے بعد یہ لکھا ہوا تھا کہ میں تقریباً ایک سال سے بغداد میں رہائش پذیر ہوں اور یہاں ایک بہت بڑی فرم میں ملازم ہوں۔ اس سے پہلے میں کراچی میں ملازم تھا اور ہمیشہ جمعہ آپ کے پیچھے پڑھتا تھا اور کبھی کبھی رات کو بھی آپ کی تقریر سنتا تھا میرے دل میں آپ کی بے پناہ عقیدت و محبت ہے، آپ مجھے بہت یاد آتے رہتے ہیں خصوصاً جمعہ کے دن، کئی مرتبہ خط لکھنے کا خیال کیا مگر کامیابی نہ ہوئی، آج لکھ رہا ہوں اگر آپ بغداد شریف تشریف لائیں تو مجھے بہت خوش ہوگی وغیرہ وغیرہ۔

چٹھی پڑھ کر میرے دل میں یقین پیدا ہو گیا کہ یہ حضرت غوث الاعظم رضی اللہ عنہ کی کرامت ہے، میں نے چٹھی کا جواب لکھا اور اس میں اشارہ کیا کہ میں عنقریب زیارت کے لئے حاضر ہو رہا ہوں، آپ حضرت غوث الاعظم رضی اللہ عنہ کے مزار شریف پر حاضر ہو کر دعا فرمائیں کہ مجھے حاضری کا شرف حاصل ہو۔ روانگی سے تین روز پہلے خط آیا کہ میں نے دعا کی ہے آپ ضرور آئیں اور آنے سے پہلے اطلاع ضرور دیں، چونکہ وقت تھوڑا تھا میں اطلاع نہ دے سکا۔

یہ چٹھی بھیجنے والے محمد اسلم صاحب تھے جو علاقہ راولپنڈی کے رہنے والے ایف، اے پاس، خوبصورت، نیک سیرت اور باشرع نوجوان ہیں۔

دوسرے دن فجر کی اذان سے کچھ پہلے جب میں وضو کر کے مسجد میں پہنچا تو داخل ہوتے ہی ایک صاحب مسکراتے ہوئے میری طرف آئے اور آ کر فرمایا السلام علیکم! میں نے جواب دیا وعلیکم السلام! انہوں نے کہا: میں اسلم ہوں۔ بہت خوب! ہم دونوں گلے ملے اور پھر وہیں بیٹھ کر چند منٹ باتیں کرتے رہے۔ میں نے کہا میرا آنا آپ کو کیسے معلوم ہوا؟

وہ کہنے لگے مجھے میرے ایک دوست نے بتایا جو کل شام کے وقت آپ کو یہاں دیکھ کر گئے ہیں۔ میں نے ان سے آپ کا حلیہ پوچھا۔ ان کے بتانے پر مجھے یقین ہوگیا کہ آپ ہی ہیں۔ نماز فجر کے بعد دربار اقدس میں حاضری ہوئی اور پھر رہائش گاہ میں آکر تلاوت کلام پاک اور وظائف سے ابھی فارغ ہی ہوا تھا کہ خادم ناشتا لے آیا، ہم دونوں نے مل کر ناشتا کیا، یہ ملاقات ہم دونوں کے لئے بے حد مسرت کا باعث تھی۔ اسلم صاحب نے مجھ سے پوچھا یہاں کتنے دن قیام کا پروگرام ہے؟ میں نے کہا گیارہ روز کا! اچھا میں تھوڑی دیر کے بعد حاضر ہوتا ہوں یہ کہہ کر اسلم صاحب چلے گئے اور تقریباً دو گھنٹے کے بعد واپس آئے اور کہا اب کیا پروگرام ہے؟ میں نے کہا سب سے پہلے پاسپورٹ آفس جا کر پاسپورٹ پر دخول کی مہر لگوانی ہے اور اس کے بعد زیارات! بہت اچھا چلئے! میں نے کہا آپ آفس نہیں جائیں گے؟ نہیں فی الحال میں پانچ روز کی رخصت لے آیا ہوں، میں نے کہا میں یہ چاہتا ہوں کہ میری وجہ سے نہ تو آپ کا کوئی نقصان ہو اور نہ کوئی تکلیف! اس نے کہا نہیں نہیں۔ آپ یہ خیال ہی نہ فرمائیں، میرا کوئی نقصان نہیں ہوگا اور نہ مجھے کوئی تکلیف ہوگی، بلکہ مجھے بے حد خوشی و مسرت ہے کہ مجھے آپ کی خدمت کا موقع ملا ہے۔ میں نے کہا اللہ تعالیٰ آپ کو جزائے خیر دے۔ خیر، ہم دونوں باہر آئے ٹیکسی لی اور پاسپورٹ آفس پہنچے، کافی محنت و مشقت کے بعد یہ مرحلہ طے ہوا۔ حقیقت یہ ہے کہ اگر اسلم صاحب ساتھ نہ ہوتے تو بہت دشواری ہوتی۔

اعظمیہ : پاسپورٹ آفس سے فارغ ہو کر امام الائمہ، سراج الامہ، حضرت امام اعظم سیدنا نعمان بن ثابت الکوفی امام ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ کے مزار شریف پر حاضر ہوئے۔ امام صاحب کی ذات گرامی محتاج تعارف نہیں۔

دنیائے علم و فضل میں جو مقام آپ کو حاصل ہے وہ اہل علم پر اظہر من الشّمس ہے۔ بڑے بڑے محدثین مثل امام بخاری و مسلم آپ کے شاگردوں کے شاگرد ہیں۔ محدثین، مفسرین، علماء فقہاء نے آپ کے مناقب و فضائل میں بڑی بڑی ضخیم کتابیں تصنیف فرمائی

ہیں، بلاشبہ آپ کے فضائل ومناقب بے شمار ہیں۔ آپ 70ھ یا 80ھ میں پیدا ہوئے اور 150ھ میں انتقال فرمایا، آپ نے سات صحابہ کرام کو دیکھا اور بعض سے روایت بھی کی ہے لہٰذا بلاشبہ آپ تابعی ہیں اور آیت وَالَّذِيْنَ اتَّبَعُوْهُمْ بِاِحْسَانٍ اور حدیث شریف خَيْرُ الْقُرُوْنِ قَرْنِیْ ثُمَّ الَّذِيْنَ يَلُوْنَهُمْ ثُمَّ الَّذِيْنَ يَلُوْنَهُمْ (مسند الفردوس: 2857) کے شرف سے مشرف ہیں۔

حضرت عبداللہ بن مبارک رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ ابوحنیفہ افقہ الناس تھے میں نے ان کا مثل نہیں دیکھا (تاریخ بغداد، ص ۳۴۲ / ۱۳)، اور یہ عبداللہ بن مبارک رضی اللہ عنہ امیر المؤمنین فی الحدیث ہیں۔ ان کی امامت وصداقت پر اجماع ہے، وہ اپنے شاگردوں سے فرمایا کرتے تھے کہ ابوحنیفہ کی رائے مت کہو بلکہ تفسیر حدیث کہو۔ امام صاحب کی وفات کے بعد آپ کی قبر انور پر حاضر ہوکر کہا کہ: ابراہیم نخعی اور حماد بن سلیمان نے اپنے انتقال کے وقت اپنا خلیفہ چھوڑا تھا۔ اللہ تعالیٰ آپ پر رحم کرے، آپ نے اپنا خلف یعنی قائم مقام نہیں چھوڑا، یہ کہہ کر زار زار روتے رہے۔

حضرت امام شافعی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے حضرت امام مالک رضی اللہ عنہ سے کئی محدثین کا حال دریافت کرکے حضرت امام ابوحنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا حال پوچھا، فرمایا: سبحان اللہ! سبحان اللہ میں نے ان کا مثل نہیں دیکھا۔

(الخیرات الحسان، ص ۴۷، مطبوعہ کراچی)

خود امام شافعی فرمایا کرتے تھے کہ جس کو فقہ کی معرفت منظور ہو وہ ابوحنیفہ اور ان کے اصحاب کو لازم پکڑے کیونکہ فقہ میں سب امام ابوحنیفہ کے عیال ہیں۔

(تاریخ بغداد، ص ۳۴۶ / ۱۳۔ الخیرات الحسان، ص ۱۴)

امام حسن بن زیاد لولوی فرماتے ہیں کہ ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ ایک دریائے بے کنار تھے، ان کے علم کی انتہا ہمیں معلوم نہ ہو سکی۔

امام وکیع کی مجلس میں ایک ایسی حدیث پیش ہوئی جس کا مضمون مشکل تھا، وہ کھڑے

ہو گئے اور ٹھنڈی سانس بھر کر کہا اب ابوحنیفہ کہاں ہیں جن سے یہ اشکال حل ہوتا۔

علی ابن ہاشم رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں کہ ابوحنیفہ علم کے خزانہ تھے جو مسائل، اعلیٰ درجہ کے عالم پر سخت مشکل ہوں وہ ان پر آسان تھے۔

یزید بن ہارون سے کسی نے پوچھا کہ آپ کے نزدیک امام مالک کی رائے بہتر ہے یا امام ابوحنیفہ کی؟ فرمایا امام مالک حدیث کی تحقیق خوب کرتے ہیں اور فقہ، ابوحنیفہ اور ان کے اصحاب کا کام ہے گویا وہ اسی کے لئے پیدا کئے گئے ہیں۔

(الخیرات الحسان، ص ۷۷۔ عقود الجمان ص ۱۹۴)

امام سفیان ثوری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ ابوحنیفہ کی مخالفت ایسا شخص کرسکتا ہے جو ان سے قدر اور علم میں بڑھا ہوا ہو اور ایسا شخص کہاں ہے؟ (الخیرات الحسان، ص ۷۶)

سفیان بن عیینہ رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ ابوحنیفہ کا مثل میری آنکھوں نے نہیں دیکھا۔ (تاریخ بغداد، ص ۳۳۶ / ۱۳۔ مطبوعہ دار الکتب العلمیہ، بیروت۔ الخیرات الحسان ص ۷۵)

مکی بن ابراہیم فرماتے ہیں کہ ابوحنیفہ علم میں اپنے زمانہ کے علماء میں اعلم تھے۔

(الخیرات الحسان، ۷۸)

سیدنا امام جعفر صادق رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ابوحنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کل فقہائے کوفہ سے افقہ ہیں (☆)

دیکھئے کیسے کیسے جلیل القدر محدثین، امام اعظم کی تعریف میں رطب اللسان ہیں، یہ بطور نمونہ ہیں۔ ورنہ امام صاحب کی عظمت وشان کے بیان کے لئے دفتروں کے دفتر درکار ہیں۔ آپ نے چھیالیس سال متواتر عشاء کے وضو سے فجر کی نماز ادا کی ہے۔ رمضان المبارک میں ساٹھ (۶۰) قرآن شریف ختم کیا کرتے تھے۔ ہر روز دو قرآن کریم ایک رات میں، ایک دن میں۔ (تاریخ بغداد، ص ۳۵۵ / ۱۳)

☆۔ محدثین کے اقوال ''حقیقۃ الفقہ'' جلد اول مصنفہ علامہ مولانا محمد انوار اللہ حیدر آبادی سے نقل کیے گئے ہیں۔

جس طرح آپ علم وفضل میں یگانہ تھے اسی طرح زہد وعبادت اور تقویٰ و وَرع میں لاثانی تھے۔حضور سید عالم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے روضۂ انور پر حاضر ہوئے اور عرض کیا اَلسَّلَامُ عَلَیْکَ یَا امام الْمُرْسَلِیْنَ جواب آیا وَعَلَیْکُمُ السَّلَامُ یَآ اِمَامَ الْمُسْلِمِیْنَ!

دنیا بھر کے کروڑوں مسلمان، لاکھوں اولیاء، صلحاء آپ کے مقلد اور معتقد ہیں۔ بغداد شریف کے جس علاقہ میں آپ کا مزار شریف ہے وہ ''اعظمیہ'' کہلاتا ہے۔ مزار شریف نہایت عالی شان ہے، قبر انور کے اردگرد چاندی کی جالیاں بنی ہوئی ہیں۔ایک دروازہ مسجد کی طرف ہے اور دوسرا باہر کی طرف ہے۔ مسجد بڑی فراخ اور نہایت عالی شان ہے۔ روضۂ انور اور مسجد مبارک کو جدید طرز کی تعمیر سے مزین کیا جا رہا ہے اور اس قدر شاندار کام ہو رہا ہے کہ مکمل ہونے پر یہ عمارت بہت عمدہ عمارت ہوگی۔ دیکھ کر دل بہت خوش ہوا، بنانے والوں کو اللہ تعالیٰ جزائے خیر عطا فرمائے۔ آمین، دومرتبہ حاضری دی اور کافی دیر بیٹھ کر اجر و ثواب ہدیہ کرنے اور مستفیض ہونے کا شرف حاصل ہوا۔ اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ۔

حضرت ابوبکر شبلی: سیدنا امام اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے مزار انور کے قریب قدیم قبرستان ہے جس میں صاحب علم و حال، عالم علوم ظاہری و باطنی، واقف رموز خفی وجلی حضرت شیخ دُلَف بن جَحْدَر ابوبکر شبلی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا مزار شریف ہے۔آپ عبادات و ریاضات اور مجاہدات ومکاشفات میں بہت بلند مقام رکھنے والے ہیں۔ چونکہ آپ اس قسم کے اسرار ورموز بیان فرماتے جو لوگوں کی عقلوں سے بہت بلند و بالا ہوتے اس لئے لوگ آپ کو دیوانہ و پاگل کہا کرتے۔ چنانچہ ایک مدت تک پاگل خانے میں قید رہے، آپ فرماتے میں لوگوں کے نزدیک پاگل ہوں، اور لوگ میرے نزدیک پاگل۔ایک مرتبہ پاگل خانے میں چند دوست ملنے کے لئے گئے فرمایا: تم کون ہو؟ کہا تمہارے دوست! آپ نے ان کو پتھر مارنے شروع کردیئے وہ سب بھاگ گئے۔ فرمایا: جھوٹے کہیں کے۔ میری دوستی کا دعویٰ اور میری بلا پر صبر نہیں کرسکتے۔ (رسالہ قشیریہ، ص ۳۸۳) ایک مرتبہ کسی نے آپ کو پتھر مارا جس سے آپ کا خون نکل آیا تو آپ کے خون کا ہر قطرہ زمین پر گرتے ہی نقش اسم

’’اللہ‘‘ بن جاتا تھا۔

فرماتے: ایک مدت سے آرزو ہے کہ حق تعالیٰ سے ایسی خلوت ہو کہ شبلی درمیان میں نہ ہو۔ فرماتے: دل دنیا و آخرت سے بہتر ہے کیونکہ دنیا محنت کا مقام، اور آخرت نعمت کا مقام اور دل معرفت کا مقام ہے۔ فرماتے: شکر یہ ہے کہ نعمت کو نہ دیکھو، منعم کو دیکھو! فرماتے: جب میں بازار میں جاتا ہوں، تو لوگوں کی پیشانیوں پر سعید و شقی لکھا ہوا دیکھتا ہوں۔

(تذکرۃ الاولیاء، ص ۵۲۸ تا ۵۳۲)

حضرت ابوبکر بن مجاہد بہت بڑے محدث، فقیہ اور بزرگ ہوئے ہیں، ان کی مجلس میں علماء و فقہاء حاضر رہتے، ایک دن حضرت شبلی ان کی مجلس میں تشریف لے گئے، تو وہ ان کی تعظیم کے لئے کھڑے ہو گئے اور سینے سے لگایا اور پیشانی کو چوما۔ کسی نے کہا حضرت یہ تو دیوانہ ہے اور آپ نے اس کا اتنا احترام فرمایا۔ کہا: میں نے اس کے ساتھ ایسا ہی کیا ہے جیسا کہ میں نے رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو اس کے ساتھ کرتے دیکھا ہے۔ میں نے خواب میں دیکھا کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی مجلس لگی ہوئی ہے اور یہ شبلی آئے تو رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کھڑے ہو گئے اور ان کی پیشانی کو چوما۔ میں نے عرض کیا: یارسول اللہ! صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم شبلی پر اتنی شفقت و مہربانی کس وجہ سے ہے؟ فرمایا یہ ہر نماز کے بعد پڑھتا ہے:

لَقَدْ جَآءَكُمْ رَسُوْلٌ مِّنْ اَنْفُسِكُمْ عَزِيْزٌ عَلَيْهِ مَا عَنِتُّمْ حَرِيْصٌ عَلَيْكُمْ بِالْمُؤْمِنِيْنَ رَءُوْفٌ رَّحِيْمٌ ﴿١٢٨﴾ فَاِنْ تَوَلَّوْا فَقُلْ حَسْبِيَ اللّٰهُ ۖ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ ۭ عَلَيْهِ تَوَكَّلْتُ وَهُوَ رَبُّ الْعَرْشِ الْعَظِيْمِ ﴿١٢٩﴾ اور اس کے بعد تین مرتبہ کہتا ہے۔ **صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْکَ یَارَسُوْلَ اللّٰهِ**۔ (جلاء الافہام، ص 258)

آپ نے 334ھ ماہ ذی الحج میں بعمر ستتر (77) برس وفات پائی۔ رضی اللہ تعالیٰ عنہ

کاظمیہ: اعظمیہ سے کچھ فاصلے پر کاظمیہ یا کاظمین شریفین ہے، یہاں امام الائمہ ابوالحسن سیدنا حضرت امام موسیٰ الکاظم رضی اللہ عنہ بن امام جعفر الصادق بن امام محمد الباقر بن علی زین العابدین بن امام حسین بن امیر المؤمنین علی رضی اللہ عنہم اور آپ کے پوتے سیدنا ابوجعفر

حضرت محمد الجواد رضی اللہ عنہ کے مزارات مبارکہ ہیں۔ان دونوں اماموں کے متعلق اتنا ہی لکھ دینا کافی ہے کہ یہ دونوں گلشن زہرا کے پھول اور جگر گوشۂ رسول مقبول (صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم) ہیں۔

راستے میں دریائے دجلہ آتا ہے۔امامین کریمین کے مزارات کے سنہری گنبد دور دور سے نظر آتے ہیں۔جب حاضر ہوئے،شیعہ مزوّرین نے ہم کو گھیر لیا۔بڑی مشکل سے یہ کہہ کر جان چھڑائی کہ آپ کی ہمیں ضرورت نہیں ہے ہم خود سلام پیش کریں گے۔اب وہ بہت بری طرح ہم کو دیکھ رہے تھے بلکہ آہستہ آہستہ عربی میں برا بھلا بھی کہہ رہے تھے لیکن ہم نے ان کی طرف خیال بھی نہ کیا اور سراپا ادب و نیاز بن کر حاضر ہوئے اور رخ انور کے سامنے کھڑے ہو کر مختلف القاب و الفاظ کے ساتھ سلام پیش کیا اور دوزانو بیٹھ گئے اور فاتحہ خوانی کی۔

سیدنا امام موسیٰ کاظم ابن سیدنا امام جعفر صادق رضی اللہ تعالیٰ عنہما: آپ کی ذات والاصفات بھی محتاج تعارف نہیں۔آپ ائمہ اہل بیت کرام میں سے بڑی عظمت وشان والے امام ہیں۔آپ 128ھ میں پیدا ہوئے 182ھ میں انتقال فرمایا،آپ کے فضائل ومناقب بے شمار ہیں،آپ اپنے عہد میں بہت بڑے عابد وزاہد،عالم وفاضل،سب سے زیادہ سخی اور کریم تھے۔

ایک مرتبہ آپ اول شب مسجد نبوی شریف میں داخل ہوئے اور سجدے میں عرض کرنے لگے۔ **عَظِیم الذَّنبُ عِندِیْ فَلْیُحسَنُ الْعَفْوَ مِنْ عِندِکَ، یَآ اَھْلَ التَّقْوٰی وَ یَآاَھْلَ الْمَغْفِرَۃُ** (میرے پاس بڑے گناہ ہیں تو بھلائی کے ساتھ معافی تیرے پاس ہے۔اے تقویٰ ومغفرت کے مالک۔مہربانی کرتے ہوئے معاف فرمادے) یہی کہتے رہے یہاں تک کہ صبح ہوگئی۔(تاریخ بغداد،ص29/13)

آپ کی سخاوت کا یہ عالم تھا کہ فقراء اہل مدینہ کے گھروں میں درہم و دینار بھیجتے رہتے مگر ان کو معلوم تک نہ ہونے دیتے کہ کہاں سے آتا ہے۔یہ راز آپ کی وفات کے بعد ان پر عیاں ہوا۔

خلیفہ ہارون رشید نے آپ سے پوچھا کہ آپ اپنے آپ کو جناب رسول اللہ ﷺ کی اولاد کہلاتے ہیں حالانکہ آپ تو حضرت علی مرتضیٰ کی اولاد ہیں؟

آپ نے آیۂ کریمہ **وَ مِنۡ ذُرِّیَّتِہٖ دَاوٗدَ وَ سُلَیۡمٰنَ وَ اَیُّوۡبَ وَ یُوۡسُفَ وَ مُوۡسٰی وَ ہٰرُوۡنَ ؕ وَ کَذٰلِکَ نَجۡزِی الۡمُحۡسِنِیۡنَ ﴿۸۴﴾ وَ زَکَرِیَّا وَ یَحۡیٰی وَ عِیۡسٰی وَ اِلۡیَاسَ ؕ کُلٌّ مِّنَ الصّٰلِحِیۡنَ ﴿۸۵﴾** (الانعام) تک پڑھ کر فرمایا کہ اس آیہ کریمہ میں اللہ تعالیٰ نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو بھی حضرت ابراہیم علیہ السلام کی ذریت میں شمار کیا ہے حالانکہ ان کا باپ نہیں تھا۔ پھر دوسری آیت **فَقُلۡ تَعَالَوۡا نَدۡعُ اَبۡنَآءَنَا وَ اَبۡنَآءَکُمۡ** (آل عمران: ٦١) پڑھی اور فرمایا کہ جناب رسول اکرم ﷺ مباہلہ میں نصاریٰ کے مقابلے میں سوائے حضرت علی وفاطمہ وحسنین رضی اللہ عنہم کے کسی کو نہیں لے کر گئے لہٰذا حضرات حسنین آپ کے ابناء ٹھہرے۔ یہ سن کر ہارون رشید خاموش ہو گیا۔ (فصول المہمہ، صواعق محرقہ ص 201، مطبوعہ مصر 1375ھ۔ نور الابصار، ص164، مطبوعہ مصر 1376ھ)

علمائے اسلام نے آپ کی کرامات کا ذکر بھی کیا ہے۔ آپ صاحب کرامات بھی تھے۔ مدینہ منورہ سے آپ کے بغداد آنے کا سبب یہ ہوا کہ ایک روز آپ خانہ کعبہ کے پاس بیٹھے ہوئے تھے کہ ہارون رشید آیا اور کہنے لگا کہ مجھے معلوم ہوا ہے کہ آپ خفیہ بیعت لیتے ہیں؟ فرمایا میں دلوں کا امام ہوں اور تو جسموں کا امام ہے۔ جس روز دلوں کا امام اور جسموں کا امام دونوں مل کر رسول اللہ ﷺ کے روبرو کھڑے ہوں گے رشید عرض کرے گا: **اَلسَّلَامُ عَلَیۡکَ یَا بۡنَ عَمِّ** اور کاظم عرض کرے گا **اَلسَّلَامُ عَلَیۡکَ یَآ اَبَتِ** اس پر رشید نے آپ کو گرفتار کیا اور بغداد لا کر قید میں رکھا، یہاں تک کہ آپ کا انتقال ہو گیا۔ رضی اللہ تعالیٰ عنہ

(تاریخ بغداد، ص32 / 13۔ صواعق محرقہ ص202)

سیدنا امام محمد الجواد: امام محمد الجواد بن علی الرضا بن موسیٰ الکاظم رضی اللہ عنہم۔ آپ امام موسیٰ کاظم رضی اللہ عنہ کے پوتے ہیں اور بارہ اماموں میں سے نویں امام ہیں، آپ کی کنیت ابو جعفر اور لقب تقی ہے، آپ بڑے سخی اور بڑے علم وفضل والے تھے۔ ابھی آپ کی عمر

صرف نو برس کی تھی، ایک دن آپ بچوں کے ساتھ کھیل رہے تھے کہ مامون رشید کی سواری آئی۔ سب لڑکے بوجہ ہیبت بھاگ گئے مگر آپ نہ بھاگے اور وہیں کھڑے رہے، مامون نے قریب آ کر پوچھا اے لڑکے! تو کیوں نہیں بھاگا؟ فرمایا امیر المؤمنین رستہ تنگ نہیں تھا جو میرے جانے سے کشادہ ہوتا۔ دوسرا میں نے کوئی جرم نہیں کیا تھا کہ آپ کے خوف سے بھاگتا۔ تیسرا آپ کی نسبت میرا گمان بھی نیک تھا کہ بغیر جرم کے آپ کسی کو کچھ نہیں کہتے! مامون اس کلام اور آپ کے حسن و جمال سے بہت متاثر ہوا، پوچھا تمہارا اور تمہارے باپ کا نام کیا ہے؟ فرمایا محمد بن علی الرضا، مامون کے دل میں آپ کی محبت وعظمت پیدا ہوگئی۔ اس وقت وہ اپنے ساتھ چند باز لئے ہوئے شکار کو جارہا تھا، آبادی سے دور جا کر اس نے ایک باز کو ایک تیتر پر چھوڑا، وہ غائب ہوگیا، تھوڑی دیر کے بعد واپس آیا تو اس کی چونچ میں ایک چھوٹی سی مچھلی تھی، مامون متعجب ہوا اور واپس آیا، امام صاحب اسی طرح بچوں کے ساتھ بدستور کھیل رہے تھے، مامون کی سواری دیکھ کر بچے پھر بھاگ گئے، لیکن آپ بدستور کھڑے رہے، مامون نے قریب آ کر پوچھا محمد! میرے ہاتھ میں کیا چیز ہے؟ فرمایا امیر المؤمنین! اللہ تعالیٰ نے اپنے دریائے قدرت میں ایک چھوٹی سی مچھلی پیدا فرمائی جس کو بادشاہوں اور خلیفوں کے باز شکار کرتے ہیں اور اہل بیت مصطفیٰ علیہ التحیتہ والثناء کے فرزند اس کی خبر دیتے ہیں۔ مامون نے کہا بلاشبہ آپ امام علی رضا کے فرزند ہیں اور آپ کو اپنے ساتھ لے گیا اور نہایت تکریم سے پیش آیا۔ (نور الابصار، ص 177)

چنانچہ جوں جوں اس پر امام صاحب کے علم وفضل کی حقیقت کھلتی گئی، وہ آپ کی تعظیم و تکریم میں مبالغہ کرتا گیا، آخر اس نے اپنی بیٹی ام الفضل کا نکاح آپ سے کرنے کا قصد کر لیا، بنی عباس اس خوف سے مانع ہوئے کہ مامون ان کو ان کے باپ کی طرح کہیں اپنا ولی عہد نہ بنا دے۔ مامون نے عباسیوں سے کہا کہ میں نے اس صغرسنی کے عالم میں ان کو علم و فضل اور حلم میں ممتاز ہونے کی وجہ سے منتخب کیا ہے۔ (نور الابصار، ص 177)

چنانچہ بنی عباس ان کے اوصاف کے معاملے میں بحث کرنے لگے آخر انہوں نے

ایک جید عالم اور بے نظیر مناظر یحییٰ بن اکثم کو امام صاحب سے علمی گفتگو کرنے کے لئے مقرر کیا۔ وہ سمجھتے تھے کہ امام صاحب ابھی بچہ ہیں اور ایک جید عالم کے سامنے وہ کیا بات کریں گے اور اس طرح مامون کے دل سے امام صاحب کی عظمت زائل ہو جائے گی۔ چنانچہ بہترین مسند بچھ گئی، اراکین دولت اور اہل علم وفضل جمع ہوئے۔ امام صاحب تشریف لائے، یحییٰ بن اکثم نے آپ سے چند سوالات کئے آپ نے ہر سوال کا احسن ومدلل جواب دیا۔ مامون نے امام صاحب سے کہا کہ آپ نے یحییٰ کے ہر سوال کا جواب دیا ہے، آپ بھی ان سے کوئی سوال کریں، امام صاحب نے یحییٰ سے کہا آپ اس مسئلہ میں کیا فرماتے ہیں کہ صبح کے وقت ایک مرد نے ایک عورت کی طرف دیکھا، اس وقت وہ اس پر حرام تھی، طلوع آفتاب کے وقت وہ اس پر حلال ہوگئی۔ ظہر کے وقت پھر اس پر حرام ہوگئی، عصر کے وقت پھر حلال ہوگئی، مغرب کے وقت پھر حرام ہوگئی، عشاء کے وقت پھر حلال آدھی رات کو پھر حرام اور فجر کو پھر حلال ہوگئی؟

یحییٰ سن کر حیران ہوئے اور کہا میں اس مسئلہ کو نہیں جانتا! امام صاحب نے فرمایا صبح کے وقت ایک اجنبی نے ایک کنیز کی طرف دیکھا اس وقت وہ اس پر حرام تھی، طلوع آفتاب کے وقت اس نے اس کو خرید لیا، وہ اس پر حلال ہوگئی۔ ظہر کے وقت اس نے اس کو آزاد کر دیا تو وہ اس پر حرام ہوگئی، عصر کے وقت اس نے اس سے نکاح کر لیا پھر وہ حلال ہوگئی، مغرب کے وقت اس نے ظِہار کیا، پھر حرام ہوگئی، عشاء کے وقت کفارہ دیا، پھر حلال ہوگئی۔ آدھی رات کو رجعی طلاق دے دی، پھر حرام ہوگئی اور فجر کو اس سے رجوع کر لیا پھر حلال ہوگئی۔

یہ سن کر سب لوگ حیران تھے اور مامون، بنی عباس کی طرف دیکھ کر کہہ رہا تھا کہ دیکھ لیا تم نے؟ (نور الابصار، ص178)

پھر اس نے اسی مجلس میں اپنی بیٹی ام الفضل کا نکاح آپ سے کر دیا۔ آپ ام الفضل کو اپنے ساتھ لے کر مدینہ منورہ آ گئے، کچھ عرصہ کے بعد ام الفضل نے اپنے باپ مامون کے پاس آپ کی شکایت لکھی کہ آپ کنیزوں کے ساتھ خلا ملا رکھتے ہیں، مامون نے جواب میں

کہلا بھیجا کہ ہم نے تیرا نکاح ان سے اس لئے نہیں کیا کہ تو ان پر اللہ تعالیٰ کی حلال کردہ اشیاء کو حرام کرے، ایسی بات آئندہ ہرگز نہ کرنا۔

(الصواعق المحرقہ ص204۔ نور الابصار، ص178)

آپ کی ولادت 195ھ میں ہوئی اور وفات 220ھ میں ہوئی۔ آپ کا مزار شریف آپ کے دادا حضرت امام موسیٰ الکاظم رضی اللہ عنہ کے ساتھ ہی پشت انور کی طرف کاظمیہ میں ہے۔

مزارات: امامین کریمین کے مزارات بے حد خوبصورت ہیں۔ قبوں، دروازوں اور دیواروں پر سونے کے پترے چڑھے ہوئے ہیں۔ دیواروں پر نہایت شاندار شیشہ کا کام کیا ہوا ہے کہ جگمگ جگمگ ہو رہی ہے اور خاص قبروں پر اس قسم کی مینا کاری کی ہوئی ہے کہ بیان سے باہر ہے۔ ہر وقت زائرین مردوں اور عورتوں کی بھیڑ رہتی ہے، عورتیں بہت روتی اور چلاتی ہیں، سکون نہیں ہے۔ جا بجا امیر المؤمنین حضرت علی کرم اللہ وجہہ کی مصنوعی تصاویر لگی ہیں (معاذ اللہ)۔

امام شافعی رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں: **قَبْرُ مُوسَى الْكَاظِمِ تِرْيَاقٌ مُجَرَّبٌ لِاِجَابَةِ الدُّعَآءِ** (حضرت سیدنا امام موسیٰ کاظم کا مزار شریف دعا کی مقبولیت کے لئے تریاق کی طرح آزمودہ ہے) (حاشیہ مشکوٰۃ ص154، مطبوعہ مطبع قیومی، کانپور۔ 1348ھ)

کاظمیہ ہی میں فقہ حنفی کے مشہور امام قاضی امام حضرت ابو یوسف شیخ یعقوب رحمۃ اللہ علیہ کا مزار شریف بھی ہے۔ مزار شریف کے ساتھ ایک چھوٹی سی عمدہ مسجد ہے۔ احناف میں امام قاضی ابو یوسف کسی تعارف کے محتاج نہیں۔ آپ امام اعظم ابو حنیفہ کے شاگرد اور تاریخ میں وہ پہلے شخص ہیں جنہیں قاضی القضاۃ کا لقب دیا گیا۔ 182ھ میں وفات پائی۔

کاظمیہ سے واپس آ کر باب الشیخ مسجد حضرت سیدنا غوث اعظم رضی اللہ عنہ میں ظہر کی نماز ادا کی اور کھانا کھا کر تھوڑی دیر آرام کیا۔

مقبرۃ الغزالی: عصر کی نماز کے بعد حجۃ الاسلام حضرت امام محمد بن محمد الغزالی رحمۃ اللہ

علیہ کے مزار شریف کی زیارت کے لئے حاضر ہوئے۔آپ کا مزار شریف باب الشیخ کے قریب ہی ایک پرانے قبرستان میں جو مقبرۃ الغزالی کے نام سے مشہور ہے، واقع ہے۔ قبرستان کے ایک کونے میں ایک چھوٹا اور سادہ سا شکستہ قبہ ہے جس میں آپ کی قبر انور ہے۔نہ معلوم اتنے بڑے امام کے مزار کی طرف کیوں توجہ نہیں دی گئی، (شاید یہ وجہ ہو کہ امام غزالی رحمۃ اللہ علیہ کا اصل مزار شریف ''طوس'' میں بتایا جاتا ہے۔) ہم نے سلام کے بعد فاتحہ خوانی کی اور کچھ دیر بیٹھے رہے، مغرب کی نماز واپس باب الشیخ آ کر جماعت کے ساتھ ادا کی، نماز کے بعد دربار اقدس میں حاضری دی اور اپنے کمرہ میں آ گئے۔اسلم صاحب یہ کہہ کر چلے گئے کہ میں صبح آؤں گا، تھوڑی دیر کے بعد عشاء کی اذان ہوئی، مسجد میں آ کر نماز ادا کی اور نقیب الاشراف کے ساتھ دربار اقدس میں حاضری دی۔فراغت کے بعد انہوں نے فرمایا کوئی تکلیف تو نہیں؟ میں نے عرض کیا جی نہیں! کسی چیز کی ضرورت؟ جی نہیں؟ بس نظر کرم کی ضرورت ہے۔نقیب الاشراف نے خادم دیوان خانہ کو ایک دینار اور دے دیا کہ مولانا صاحب کی خدمت کرو اور تشریف لے گئے۔خادم میرے پاس آیا جی کھانا لاؤں......؟ میں نے کہا بہت تھوڑا سا! اور یہ لو ایک دینار آج کے سارے پیسے اس میں سے لو اور بقیہ کل خرچ کرو۔خادم نے کہا نقیب الاشراف نے ایک دینار کل دیا تھا اور ایک دینار اب دے گئے ہیں۔خیر وہ تھوڑا سا کھانا لایا کھانا کھا کر میں لیٹ گیا اور کتاب پڑھتے پڑھتے سو گیا، صبح اٹھے نماز و زیارت اور اوراد و اذکار و غیرہ سے فراغت پائی، اسلم صاحب آ چکے تھے، ناشتا کیا، جناب سید سالم الگیلانی کلید بردار کے ہاں برائے ملاقات حاضر ہوئے۔ان کا مکان درگاہ شریف کے قریب ہے، بڑی محبت و شفقت سے ملے، تقریباً ایک گھنٹے تک پاکستان کے حالات پر گفتگو ہوتی رہی پھر نماز جمعہ کی تیاری میں لگ گئے غسل وغیرہ کیا اور لباس تبدیل کیا اور مسجد میں پہنچے لیکن یہ دیکھ کر تعجب ہوا کہ مسجد میں جگہ نہیں تھی حالانکہ ابھی نماز کو دو گھنٹے رہتے تھے۔خیر ہمت کی اور اندر پہنچا تو جگہ مل ہی گئی۔ابھی بیٹھے ہی تھے کہ قرآن پاک کی تلاوت شروع ہو گئی۔خوش الحان قاری صاحبان نے عرب کے مخصوص لہجہ میں قرآن

کریم کے مختلف رکوع پڑھے اور سامعین مستفیض ہو رہے تھے۔سیدنا غوث اعظم کی مسجد، جمعہ کا دن، تلاوت کلام پاک، بہترین قاری، ذوق وشوق والے سامعین، عجیب سماں تھا۔ سبحان اللہ۔

اچانک اذان شروع ہوگئی، اذان کے بعد سنتیں پڑھی گئیں اور خطیب صاحب جو محکمہ اوقاف کی طرف سے مقرر ہیں تشریف لائے اور ممبر پر رونق افروز ہوئے اور عربی میں مختصر سی تقریر کی اور خطبہ پڑھا اور پھر انہوں نے ہی جماعت کرائی۔ داڑھی ان کی بھی شرعی حد سے بہت کم، نصف انچ ہوگی۔ نماز جمعہ سے فارغ ہوکر دربار اقدس میں حاضری دی اور آ کر کھانا کھایا، کھانے کے بعد الکرخ روانہ ہوگئے۔

الکرخ: یہاں سید العارفین حجۃ الکاملین حضرت معروف بن فیروز الکرخی رضی اللہ عنہ کا مزار مقدس ہے، آپ اکابر اولیاء کرام میں سے ہیں۔آپ کے والدین عیسائی تھے، انہوں نے آپ کو مکتب میں معلم کے پاس بھیجا، معلم نے کہا: کہو خدا تین میں کا ایک ہے! فرمایا: نہیں، وہ ایک ہے۔ ہر چند معلم نے سمجھایا اور کوشش کی کہ آپ اس کے کہنے کے مطابق کہیں مگر آپ نے یہ کلمۂ کفر نہ کہا بلکہ یہی کہتے رہے کہ خدا ایک ہے۔ایک بار معلم نے مارا تو وہاں سے بھاگ آئے اور حضرت امام علی بن موسیٰ رضا رضی اللہ عنہ کی خدمت اقدس میں حاضر ہوکر مسلمان ہوگئے اور وہیں رہنے لگے۔ کچھ عرصہ کے بعد آپ نے اپنے خاندان کے بہت سے لوگوں کو مسلمان کر لیا۔(الرسالۃ القشیریہ،ص26۔مطبوعہ بیروت) آپ حضرت داؤد طائی رضی اللہ عنہ کے صحبت یافتہ وخلیفہ ہیں اور حضرت سری سقطی رحمۃ اللہ علیہ کے پیر ومرشد اور حضرت جنید بغدادی رحمۃ اللہ علیہ کے دادا پیر ہیں۔ حضرت سرّی سقطی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ میں نے آپ کی وفات کے بعد آپ کو خواب میں دیکھا کہ عرش کے نیچے بے ہوش پڑے ہیں، میں حیران ہوا۔ اللہ تعالیٰ کی طرف سے آواز آئی یہ ''معروف'' ہیں جو ہماری محبت میں ازخود رفتہ ہوگئے ہیں اور بغیر ہمارے دیدار کے ہوش میں نہ آئیں گے اور بغیر ہماری ملاقات کے چین نہ پائیں گے۔(رسالہ قشیریہ،ص27)

آپ نے 200ھ میں انتقال فرمایا۔ علامہ زرقانی نے لکھا ہے کہ: **والدعاء عند قبرہ ببغداد مجرب الاجابة** (ص 6/317)۔ بغداد میں ان کی قبر کے پاس دعا کا قبول ہونا آزمودہ ہے۔ (طبقات الصوفیہ، ص 38)

بغداد کے جس علاقے میں آپ کا مزار مبارک ہے وہ ''الکرخ'' کہلاتا ہے، الکرخ میں شیخ معروف اسٹریٹ میں آپ کا مزار مبارک زیارت گاہِ خاص و عام ہے۔ داخل ہوتے ہی شاندار مسجد آتی ہے، مسجد کے بائیں طرف مزار شریف کا دروازہ ہے، نیچے ایک تہ خانہ سا ہے، جس میں ایک کنواں ہے اور اس کا پانی کھاری ہے۔ مزار شریف پر سلام کے بعد چند منٹ سکون و توجہ کے ساتھ بیٹھے اور اس کے بعد فاتحہ خوانی کی۔ **اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ**۔ آپ کے مزار شریف کے قریب ہی صاحبِ تفسیر روح المعانی، حضرت علامہ سید محمد آلوسی مدفون ہیں۔

زبیدہ خاتون: حضرت معروف کرخی رضی اللہ عنہ کے مزار شریف کے ساتھ ہی قبرستان ہے، قبرستان کے ایک کونے میں ریلوے شیڈ کے قریب ملکہ زبیدہ کا مزار ہے۔ یہ خاتون، خلیفہ ہارون رشید کی بیوی، بڑی عقلمند اور فیاض تھی، اس کا بہترین کارنامہ نہر زبیدہ ہے، جو اس نے وادیٔ فاطمہ سے (جو مکہ مکرمہ سے تقریباً اسی میل کے فاصلہ پر ہے)، نکال کر مکہ مکرمہ تک پہنچائی۔ سینکڑوں برس سے مکہ مکرمہ کے باشندے اور ہر سال لاکھوں حاجی اس کا پانی پیتے ہیں۔ بلاشبہ یہ بہت بڑا کارنامہ ہے جو ہمیشہ اس کا نام روشن رکھے گا۔ مزار کا گنبد بہت اونچا اور شاندار بنا ہوا ہے، لیکن اندر جا کر بہت افسوس ہوا کیونکہ صفائی وغیرہ کا بالکل کوئی انتظام نہ تھا، ہم نے فاتحہ خوانی کی اور وہاں سے چلے۔ ہمیں بتایا گیا کہ مقبرۂ ملکہ زبیدہ کے قریب ہی حضرت حبیب راعی رحمۃ اللہ علیہ کا مزار بھی ہے۔

حضرت سری سقطی رضی اللہ عنہ: یہاں سے کچھ فاصلے پر آفتاب ولایت، ماہتاب طریقت ابو الحسن حضرت سرّی بن المغلّس سقطی رضی اللہ عنہ کا مزار شریف ہے۔ آپ حضرت معروف کرخی کے مرید اور حضرت جنید کے استاد، پیر و مرشد اور ماموں ہیں۔

حضرت سیدنا غوث اعظم کے مشائخ سلسلہ میں سے ہیں۔ آپ زہد وعبادت، تقویٰ و پرہیز گاری اور علم وعمل میں بہت بلند مقام رکھنے والے ہیں، صاحب کمالات وکرامات ہیں۔

آپ کا ارشاد گرامی ہے کہ: گناہ کا ترک تین قسم کا ہے۔ ایک دوزخ کے خوف سے، دوسرے بہشت کی رغبت سے، تیسرے خدا تعالیٰ کی شرم سے، فرمایا: بندہ اس وقت تک کامل نہیں ہوتا جب تک دین کو اپنی خواہش پر ترجیح نہ دے۔

فرمایا: اے جوانو! جوانی میں عبادت کرلو ورنہ ممکن ہے کہ بڑھاپا آجائے اور ضعیفی کی وجہ سے نہ کرسکو جس طرح کہ اب میں نہیں کرسکتا۔ حضرت جنید فرماتے ہیں کہ جس وقت آپ نے یہ فرمایا تھا اس وقت بھی کوئی جوان آپ کی سی عبادت نہ کرسکتا تھا۔

(رسالہ قشیریہ، ص28۔ صفۃ الصفوۃ، ص246/1)

ایک مرتبہ آپ نے حضرت یعقوب علیہ السلام کو خواب میں دیکھا تو عرض کیا حضرت! یہ کیا شور ہے جو آپ نے جہان میں برپا کر رکھا ہے، جب آپ کو حضرت حق سبحانہ وتعالیٰ سے کامل محبت ہے تو پھر حضرت یوسف کا ذکر ومحبت چھوڑیے؟ اسی وقت آپ کو ندا آئی کہ اے سری سقطی دل کو سنبھالو! اور حضرت یوسف علیہ السلام آپ کو دکھائے گئے آپ نے ایک نعرہ مارا اور بے ہوش ہوکر گر پڑے، تیرہ دن بے ہوش پڑے رہے جب ہوش میں آئے تو ایک ندا سنی کہ جو شخص ہماری درگاہ کے عاشقوں کو ملامت کرے اس کی یہی سزا ہے۔

(257ھ میں آپ کی وفات ہوئی۔ رضی اللہ تعالیٰ عنہ) (تذکرۃ الاولیاء، ص256)

حضرت جنید بغدادی رضی اللہ تعالیٰ عنہ: حضرت سری سقطی رضی اللہ عنہ کے ساتھ ہی شمس العارفین، سراج السالکین، مقتدائے اہل طریقت وشریعت، سید الطائفہ ابوالحسن حضرت ابوالقاسم جنید بن محمد رضی اللہ عنہ کا مزار شریف ہے۔ اولیائے کبار میں آپ کو ایک ممتاز حیثیت حاصل ہے۔ علم وفضل زہد وتقویٰ کے ساتھ ساتھ آپ بہت بڑے فقیہ بھی تھے، شافعی مذہب پر فتوٰی دیا کرتے تھے۔ حضرت سری سقطی آپ کے پیر ومرشد ہونے کے باوجود معترف تھے کہ جنید کا مقام ولایت ان سے بہت بلند ہے۔ (تذکرۃ الاولیاء، ص318)

آپ مادرزاد ولی اللہ تھے۔ابھی آپ کی عمر شریف سات برس کی تھی کہ حضرت سری سقطی آپ کو اپنے ہمراہ حج کو لے گئے۔حرم شریف میں چار سو بڑے بڑے مشائخ میں مسئلہ شکر کے بارے میں گفتگو ہو رہی تھی۔ ہر ایک نے اپنا اپنا قول بیان کیا۔حضرت سری سقطی نے آپ سے فرمایا: جنید تم بھی کچھ کہو۔آپ تھوڑی دیر سر جھکائے رہے پھر فرمایا شکر یہ ہے کہ جو نعمت اللہ تعالیٰ عطا فرمائے اس سے خدا تعالیٰ کی نافرمانی نہ کی جائے، اور نعمت کو سرمایۂ معصیت نہ بنایا جائے۔تمام مشائخ نے فرمایا: اَحسَنتَ یَا قُرَّۃَ اَعیُنِ الصِّدِّیقِینَ۔ (بہت اچھا کہا آپ نے، اے صدیقوں کی آنکھوں کی ٹھنڈک)۔
(الکواکب الدریہ، ص 574 / 1۔طبقات الصوفیہ، ص 201۔تذکرۃ الاولیاء، ص 319)

آپ کا ارشاد ہے کہ: راہ سلوک کے مسافر کو چاہیے کہ دائیں ہاتھ میں کتاب اللہ اور بائیں ہاتھ میں سنت رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم لے اور ان دونوں شمعوں کی روشنی میں چلے تاکہ شک و شبہ اور بدعت کے گڑھے میں نہ گرے۔(تذکرۃ الاولیاء، ص 321)

ایک صاحب جو گیلان کے رہنے والے تھے اور حج کے ارادہ سے گھر سے نکلے ہوئے تھے، سفر کرتے ہوئے بغداد آئے اور آپ کی خدمت میں حاضر ہوئے، آپ نے فرمایا: کہاں کے رہنے والے ہو اور کس کی اولاد ہو؟ کہا گیلان کا رہنے والا ہوں اور امیر المؤمنین حضرت علی کرم اللہ وجہہ کی اولاد میں سے ہوں! فرمایا تمہارے دادا امیر المؤمنین دو تلواریں چلایا کرتے تھے، ایک کفار پر دوسری نفس پر، تم کون سی تلوار چلاتے ہو؟ بس یہ سنتے ہی ان پر گریہ و وجد طاری ہوا، وہ زمین پر لوٹنے لگے اور لوٹتے ہوئے کہتے تھے، بس میرا حج یہیں ہے، مجھے خدا کی راہ بتا دیجئے۔فرمایا: تمہارا یہ سینہ خاص حرم خدا ہے، جہاں تک ہو سکے اس کے حرم خاص میں کسی نامحرم کو جگہ نہ دو! (تذکرۃ الاولیاء، ص 334)

آپ وعظ نہیں فرمایا کرتے تھے، حالانکہ مریدین کا بہت اصرار تھا اور آپ کے پیرو مرشد حضرت سری سقطی اور دیگر مشائخ بغداد بھی کئی مرتبہ آپ کو کہہ چکے تھے، لیکن آپ یہ فرما دیتے کہ شیخ کے ہوتے ہوئے بیان کرنا خلاف ادب ہے۔ایک رات خواب میں حضور

سید عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی زیارت سے مشرف ہوئے، حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: جنید بیان کیا کرو! صبح اٹھ کر اپنے پیرو مرشد کی طرف چلے تا کہ ان کو خبر کریں۔ جب وہاں پہنچے تو ان کو دروازے میں کھڑا پایا، جا کر سلام کیا۔ حضرت سری سقطی نے فرمایا: جنید تم نے مریدوں مشائخ بغداد اور میرے کہنے سے تو وعظ نہیں کہا، اب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے فرمانے پر بھی وعظ نہیں کرو گے؟ عرض کیا، کیا آپ کو معلوم ہو گیا کہ مجھے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ہے؟ فرمایا: ہاں مجھے خدا تعالیٰ نے فرمایا ہے کہ ہم نے اپنے رسول کو بھیجا ہے کہ وہ جنید کو حکم دیں۔

(رسالہ قشیریہ، ص274۔ تذکرۃ الاولیاء، ص322)

آپ کا ارشاد ہے کہ جس کا علم یقین تک اور یقین خوف تک اور خوف عمل تک اور عمل ورع تک اور ورع اخلاص تک اور اخلاص مشاہدہ تک نہیں پہنچا وہ ہلاک ہونے والوں میں سے ہے۔ (تذکرۃ الاولیاء، ص336۔ الکواکب الدریہ، ص581 / 1)

ایک روز آپ بیان فرما رہے تھے کہ ایک آتش پرست نے مسلمانوں کے لباس میں آ کر کہا: اے شیخ! رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا قول ہے: ''اِتَّقُوْا فِرَاسَةَ الْمُؤْمِنِ فَاِنَّهٗ يَنْظُرُ بِنُوْرِ اللّٰهِ کہ مؤمن کی فراست سے ڈرو کیونکہ وہ اللہ کے نور سے دیکھتا ہے'' (ترمذی: 3127) فرمایا قول یہی ہے لیکن تو زنار توڑ کر مسلمان ہو جا کیونکہ اب تیرے مسلمان ہونے کا وقت آ گیا ہے۔ وہ اسی وقت مسلمان ہو گیا۔

(رسالہ قشیریہ، ص275۔ تذکرۃ الاولیاء، ص323۔ الکواکب الدریہ، ص582 / 1)

ایک بزرگ نے خواب میں دیکھا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تشریف فرما ہیں اور حضرت جنید بھی حاضر ہیں، ایک شخص فتویٰ لایا، حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اشارہ فرمایا کہ جنید کو دو تا کہ جواب دیں۔ جنید نے عرض کیا یا رسول اللہ! صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جب آپ تشریف فرما ہیں تو پھر جنید کیا ہے؟ فرمایا: انبیاء کو جس قدر اپنی تمام امت پر فخر ہو گا مجھے جنید پر ہے۔

(وفیات الاعیان، ص374 / 1، تذکرۃ الاولیاء، ص325)

شیخ الاسلام حریری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ میں نے حضرت جنید (م 297ھ) کو

ان کی وفات کے بعد خواب میں دیکھا تو پوچھا اللہ تعالیٰ نے آپ کے ساتھ کیا معاملہ کیا؟ فرمایا رحمت کی اور بخش دیا! اور سوائے ان چند رکعتوں کے جو آدھی رات کے وقت پڑھا کرتا تھا کسی چیز سے فائدہ نہ ہوا۔ (تاریخ بغداد، ص256 / 7۔ تذکرۃ الاولیاء، ص347۔ الکواکب الدریہ، ص584 / 1۔ صفۃ الصفوۃ، ص275) آپ اور آپ کے پیر و مرشد یہ دونوں آفتاب و ماہتاب ایک ہی جگہ آرام فرما ہیں۔ قبرستان میں ایک مکان نما چاردیواری ہے جس کے صحن اور برآمدے میں بھی قبریں ہیں۔ برآمدے میں مزارات کا دروازہ ہے۔ اندر دائیں حضرت سری سقطی اور بائیں طرف ان کے قدموں میں حضرت جنید رضی اللہ عنہما کے مزارات ہیں۔ ہم نے حاضر ہو کر پہلے نماز عصر باجماعت ادا کی اور بعد میں مزارات پر حاضری دی اور فاتحہ خوانی کی۔ ان مزارات کے قریب ہی قبرستان کے کونے میں حضرت یوشع علیہ السلام آرام فرما ہیں۔

حضرت یوشع علیہ السلام: آپ حضرت موسیٰ علیہ السلام کے رفیق خاص تھے۔ جب حضرت موسیٰ علیہ السلام حضرت خضر علیہ السلام کے پاس گئے تھے۔ حضرت یوشع علیہ السلام ان کے ہمراہ تھے۔ آپ کا مزار مقدس ایک پرانی عمارت میں واقع ہے۔ مزار شریف پر قبہ بنا ہوا ہے، دروازے کے اوپر اور اندر عبرانی زبان کے کتبے نصب ہیں، حاضری کا شرف حاصل ہوا۔

حضرت بہلول دانا: حضرت یوشع علیہ السلام کے مزار مقدس کے قریب ہی حضرت بہلول دانا رحمۃ اللہ علیہ کا مزار مبارک ہے، آپ بہت بڑے ولی اللہ تھے۔

چلہ گاہ گرونانک صاحب: حضرت بہلول دانا رحمۃ اللہ علیہ کے قدموں کی طرف گرونانک کی چلہ گاہ ہے۔ گورمکھی، انگریزی اور اردو میں لکھا ہوا ایک کتبہ لگا ہوا ہے جس پر لکھا ہوا ہے کہ گرونانک نے یہاں ایک عرصہ رہ کر چلہ کیا۔ واللہ اعلم۔ یہاں سے قریب ہی ابواسحٰق حضرت ابراہیم خواص رحمۃ اللہ علیہ کا مزار مبارک ہے۔

حضرت ابراہیم خواص رحمۃ اللہ علیہ: آپ عبادت و ریاضت اور اخلاص و توکل

میں یگانہ روزگار تھے۔ حضرت جنید کے ہم عصر تھے۔ فرمایا: حضرت خضر علیہ السلام نے مجھ سے صحبت رکھنا چاہی لیکن میں نے قبول نہ کیا کہ کہیں میرے توکل میں خلل و فرق نہ آ جائے۔ (الکواکب الدریہ، ص499 / 1) فرمایا: عالم وہ نہیں جو کثرت سے روایات بیان کرے بلکہ عالم وہ ہے جو علم پر عمل کرے اور سنت کی پیروی کرے اگرچہ اس کا علم قلیل ہو۔ (رسالہ قشیریہ، ص65)

آپ صاحب کمالات وکرامات ہیں۔ 291 ہجری میں وفات پائی۔

آپ کا مزار شریف ایک چھوٹے سے قبے میں ہے، حاضری اور فاتحہ خوانی کا شرف حاصل کیا۔ بعض بزرگ فرماتے ہیں کہ آپ کا اصل مزار شریف ''رَے'' میں ہے۔ واللہ اعلم

حضرت داؤد طائی رضی اللہ عنہ (م165ھ): آپ کے مزار کے قریب ہی شمع طریقت، آفتاب ہدایت، سلطان ولایت، عالم علوم ظاہری و باطنی، مرد خدائی حضرت ابو سلیمان داؤد طائی رضی اللہ عنہ کا مزار مبارک ہے، آپ حضرت حبیب راعی کے مرید اور امام اعظم ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ کے شاگرد ہیں۔ متواتر بیس سال امام اعظم کی خدمت میں گزارے۔ امام محمد اور امام ابو یوسف رحمہما اللہ تعالیٰ کے درمیان جب کوئی اختلاف ہوتا تو حَکم آپ ہوتے۔ امام ابو یوسف کی نسبت امام محمد کی آپ زیادہ قدر وعزت کرتے اور فرماتے امام محمد بہت زیادہ مالدار اور صاحب نعمت ہونے کی حالت میں علم دین کی طرف متوجہ ہوئے اور امام ابو یوسف فقر و فاقہ کی حالت میں۔ نیز حضرت امام اعظم ابوحنیفہ نے سزائیں برداشت کر لیں مگر عہدۂ قضا قبول نہ فرمایا اور امام ابو یوسف نے قبول کر لیا۔ علم عزتِ دین اور ذلت دنیا کا سبب ہے۔ اس کو جاہ وعزت کا ذریعہ نہیں بنانا چاہیے۔

خلیفہ ہارون رشید نے امام ابو یوسف سے درخواست کی کہ مجھے داؤد بن نصیر طائی کے پاس لے چلو مجھے ان کی زیارت کا شوق ہے۔ امام ابو یوسف خلیفہ صاحب کو ساتھ لے کر حاضر ہوئے، آپ نے ملاقات سے انکار کر دیا اور فرمایا مجھے اہل دنیا اور ظالموں سے کیا کام؟ امام ابو یوسف نے آپ کی والدہ سے سفارش کی درخواست کی، والدہ نے کہا جب بھی

نہ مانے، آخر والدہ نے کہا میرے دودھ کے حق سے ان کوملو! آپ نے کہا اے اللہ! تیرا فرمان ہے کہ والدہ کے حق کا خیال کرو اس لئے مل رہا ہوں، ورنہ مجھے ان ظالموں سے کیا کام؟ آپ نے اجازت دی۔ امام ابو یوسف اور خلیفہ صاحب حاضر ہوئے اور بیٹھے رہے، جاتے وقت خلیفہ نے ایک تھیلی اشرفیوں کی پیش کی اور کہا یہ حلال ہے۔ آپ نے فرمایا: مجھے اس کی حاجت نہیں اور واپس کردی۔ (تذکرۃ الاولیاء، ص 207)

آپ کی وفات کے بعد غیب سے آواز آئی، داؤد طائی مقصود تک پہنچ گئے اور خدا تعالیٰ ان سے خوش ہے۔ (تذکرۃ الاولیاء، ص208) آپ کے مزار اور قبر شریف کی حالت نہایت شکستہ ہے، اردگرد قبرستان میں بہت زیادہ گندگی ہے، لوگ بول و براز کرتے ہیں یہ دیکھ کر بہت افسوس ہوا۔ اس کے بعد ہم نے ٹیکسی لی اور واپس باب الشیخ آ گئے۔ مغرب کی نماز ادا کر کے بارگاہ غوث پاک میں حاضری دی اور اپنے کمرے میں آ کر کھانا کھایا، چائے پی اور کچھ دیر آرام کیا، تھوڑی دیر کے بعد عشاء کی اذان ہوئی مسجد میں آ کر نماز پڑھی، نقیب الاشراف کے ساتھ دربار اقدس میں حاضری دی اور اپنے کمرے میں آ کر سو گئے۔

کربلا معلیٰ: مورخہ 20 جنوری بروز ہفتہ نماز فجر کے بعد ناشتا وغیرہ سے فارغ ہو کر نکلے اور آٹھ دینار پر کربلا معلیٰ، نجف اشرف، کوفہ، بابل اور سلمان پاک کی زیارت کرتے ہوئے واپس بغداد تک آنے کی ٹیکسی کر لی اور چلے۔ چند میلوں کے فاصلے پر اسکندریہ آیا، سڑک کے دونوں طرف آبادی ہے، اس کے بعد مسیّب آیا، مسیّب سے بائیں طرف ایک میل کے فاصلے پر ایک گاؤں ''قریہ اولاد مسلم'' کے نام سے آباد ہے، جہاں حضرت امام مسلم رضی اللہ عنہ کے دونوں صاحبزادوں حضرت ابراہیم و محمد رضی اللہ تعالیٰ عنہما کے مزاراتِ مقدسہ ہیں۔ حاضری اور فاتحہ خوانی کا شرف حاصل کیا۔

بیرونی دروازہ سے داخل ہوں تو پہلے ایک بہت بڑا صحن ہے، جس کے بائیں طرف کمرے اور سامنے برآمدہ ہے۔ برآمدے میں مزارات کا دروازہ ہے۔ مزارات خوبصورت ہیں، اوپر سبز رنگ کا گنبد اور سونے کا کلس ہے۔

اندر جا بجا ہاتھوں کی بنی ہوئی خیالی تصویریں لگی ہوئی ہیں۔ایک تصویر میں ان دونوں صاحبزادوں کو بھی دکھایا گیا ہے کہ ان کی آنکھوں پر پٹی بندھی ہوئی ہے اور جلاد ان کے بالوں کو پکڑ کر بڑی بے رحمی کے ساتھ خنجر سے ذبح کر رہا ہے اور ایک طرف اس خوشی میں باجے بج رہے ہیں۔ایک تصویر میں دکھایا گیا ہے کہ حضرت علی اپنے گھر سے باہر نکل رہے ہیں،آپ کے پیچھے آپ کے دونوں صاحبزادے حضرت حسن وحسین کھڑے ہیں،سامنے بطخیں منہ اٹھائے ہوئے چیخ رہی ہیں اور آگے گلی میں ایک دیوار کی آڑ میں ابن ملجم تلوار لئے چھپ کر کھڑا ہے۔اسی طرح کی چند اور تصویریں تھیں۔(معاذ اللہ) اور وہاں موجود عورتیں ان تصویروں کو دیکھ کر بہت بری طرح رو رہی تھیں۔

مزار شریف کی زیارت کے بعد وہاں سے چلے،راستہ میں برلب سڑک ایک اور مزار دیکھا،پوچھنے پر معلوم ہوا کہ یہ حضرت عون بن علی رضی اللہ تعالیٰ عنہما کا مزار ہے،وہاں پر بھی جا کر حاضری کا شرف حاصل کیا۔یہاں پر خود ساختہ تصویروں کا تو ایک عجیب عالم دیکھا۔چنانچہ ایک تصویر میں تو حضرت آمنہ رضی اللہ عنہا حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو دودھ پلاتے اور دوسری میں حضرت عبدالمطلب کے پاس چھوٹی عمر میں حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو کھڑے دکھایا گیا ہے۔تیسری تصویر میں حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا سے نکاح ہوتا دکھایا گیا ہے،کچھ اس طرح کہ ایک طرف عورتیں ہیں جن میں حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا بصورت دلہن گلے میں پھولوں کے ہار ڈالے ہوئے بیٹھی ہیں اور ایک طرف مرد ہیں،جن میں حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بصورت دولہا پھولوں کے ہار پہنے ہوئے تشریف فرما ہیں اور ابوطالب آپ کا نکاح پڑھا رہے ہیں۔ایک تصویر میں آپ پہاڑی پر کھڑے اعلان نبوت فرماتے اور ایک میں براق پر بیٹھے ہوئے معراج کو جاتے دکھایا گیا ہے۔وغیرہ وغیرہ (معاذ اللہ)۔

مزار شریف کی زیارت کے بعد وہاں سے چلے ٹیکسی بڑی تیز رفتار تھی،چند منٹوں کے بعد کربلا کے وسیع میدان میں پہنچ چکے تھے۔جوں جوں کربلا کا میدان نزدیک آ رہا تھا،قلب کی کیفیت بدلتی جا رہی تھی۔ساڑھے تیرہ سو سال پچھلے واقعات کے تصورات پیش نظر

تھے۔ یہی وہ سرزمین ہے جہاں مسافر مدینہ، فرزند رسول، قرۃ عین بتول، جگر پارۂ علی، شہزادۂ کونین حضرت امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اپنے ایمان و استقلال کا بے مثال مظاہرہ فرما کر اسلام کی بنیادوں کو مضبوط و مستحکم کیا تھا۔ یہی وہ سرزمین کربلا ہے جہاں امام عالی مقام اور آپ کے رفقاء نے اپنے خون سے شجر اسلام کو تازگی بخشی۔ یہی وہ زمین ہے جو چمن زہرا کے جنتی پھولوں سے مہک رہی ہے۔ جہاں آسمان وفا کے چاند تارے چمک رہے ہیں۔ یہی وہ مقام ہے جہاں راکب دوش رسول کو گھوڑے سے گرا کر خاک و خون میں تڑپایا گیا، جہاں تصویر مصطفیٰ حضرت علی اکبر کو نیزوں پر اچھالا گیا، جہاں گلشن زہرا کی وہ کلی جو ابھی کھلنے بھی نہ پائی تھی یعنی معصوم علی اصغر کے حلق میں تیر پیوست کیا گیا، یہی وہ زمین ہے جہاں چمنستانِ رسول کے لہلہاتے ہوئے پھولوں کو تیروں سے چھلنی کیا گیا، جہاں آل رسول، وارثانِ کوثر کو پانی کی ایک ایک بوند کے لئے ترسایا گیا، جہاں مخدراتِ عصمت و طہارت کو قیدی بنایا گیا، اسی زمین پر وہ لوگ آرام فرما ہیں جن پر آسمان و زمین خون کے آنسو روئے تھے، کچھ اسی قسم کے تصورات میں ڈوبا ہوا تھا کہ جوں ہی نظر اٹھی کچھ فاصلہ پر دو بہت بڑے بڑے گنبد اور مینار نظر آئے۔ قلب و نظر فرط عقیدت سے جھک گئے زبان پر درود و سلام جاری ہو گیا۔ چند لمحوں کے بعد ٹیکسی شہر میں داخل ہوئی اور روضۂ انور کے بہت بڑے دروازے کے پاس رک گئی، اتر کر سراپا نیاز بن کر دست بستہ اندر داخل ہوئے۔ مزوّرین دوڑ کر آئے مگر اسلم صاحب نے ان میں سے ایک سے کہہ دیا کہ ہم سلام خود پڑھیں گے آپ اطمینان رکھیں آپ کا نذرانہ آپ کو مل جائے گا۔

نگاہوں کے سامنے روضۂ انور تھا، کس کا روضۂ انور، جنت کے نوجوانوں کے سردار کا، زہرا کے لال کا، علی کے چاند کا، مصطفیٰ کے نورعین، کا شہزادۂ کونین، کا سیدنا امام حسین کا

صَلَّی اللّٰہُ تعالیٰ وسلامہ عَلٰی جَدِّہٖ وَعَلَیۡہِ وَاَبِیۡہِ وَاُمِّہٖ

جوں ہی قبر انور پر پہنچے اور ابھی صرف اتنا ہی کہا تھا اَلسَّلَامُ عَلَیۡکَ یَا بۡنَ رَسُوۡلِ اللّٰہِ! بس ایک طوفان تھا جو آنکھوں سے بہہ نکلا، ہچکیاں بندھ گئیں، خوب روئے۔ محرم میں

شہادت کے بیان پر جب آنکھیں اشکبار ہوا کرتی تھیں تو ڈاکٹر اقبال مرحوم کا ایک شعر ورد زبان ہوتا تھا ؂

اے صبا اے پیک دور افتادگاں
اشک ما بر خاک پاک او رساں

آج وہ شرف حاصل تھا کہ جہاں مصطفیٰ کریم (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کے نورعین نے اپنے مقدس خون کا چھڑکاؤ کیا تھا، وہاں ہم اپنے آنسوؤں کا حقیر نذرانہ پیش کر رہے تھے، بلاشبہ وہ وقت بہت مبارک وقت تھا۔ اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ

اس ہدیۂ عقیدت کے بعد پھر سلام پڑھنا شروع کیا۔

اَلسَّلَامُ عَلَیْکَ یَا بْنَ اَمِیْرِ الْمُؤْمِنِیْنَ عَلِیِّ بْنِ اَبِیْ طَالِبٍ، اَلسَّلَامُ عَلَیْکَ یَا بْنَ فَاطِمَۃَ الزَّھْرَآءِ: اَلسَّلَامُ عَلَیْکَ یَا اَخَا الْحَسَنِ: اَلسَّلَامُ عَلَیْکَ یَا اَبَا زَیْنِ الْعَابِدِیْنَ: اَلسَّلَامُ عَلَیْکَ یَآ اَبَا عَلِیِ اَکْبَرْ: اَلسَّلَامُ عَلَیْکَ یَآ اَبَا عَلِیِ اَصْغَرْ: اَلسَّلَامُ عَلَیْکَ یَا سَیِّدَ الصَّابِرِیْنَ: اَلسَّلَامُ عَلَیْکَ یَآ اِمَامَ الْمُجَاھِدِیْنَ: اَلسَّلَامُ عَلَیْکَ یَا سَیِّدَ الشُّھَدَآءُ: اَلسَّلَامُ عَلَیْکَ یَا سَیِّدِیْ یَا اِمَامَ الْحُسَیْنِ: اَلسَّلَامُ عَلَیْکَ اَیُّھَا الْعَبْدُ الصَّالِحُ وَرَحْمَۃُ اللّٰہِ وَ بَرَکَاتُہٗ: اَلسَّلَامُ عَلَیْکَ وَعَلٰی اِخْوَانِکَ وَاَعْوَانِکَ وَاَوْلَادِکَ وَرُفَقَآئِکَ وَسَآئِرَ الشُّھَدَآءِ فِی الْکَرْبَلَآءِ وَرَحْمَۃُ اللّٰہِ وَ بَرَکَاتُہٗ

سلام کے بعد دوزانو بیٹھ گئے اور ایک پارہ کلام پاک ختم شریف اور درود شریف پڑھ کر ثواب ہدیہ کیا اور مزار انور اور مقام شہادت دیکھا، امام عالی مقام کے مزار انور کی کیفیت اور خوبصورتی کے بیان سے الفاظ شرمندہ ہیں۔ حقیقت یہ ہے کہ یہ مقام مبارک دیکھنے ہی سے تعلق رکھتا ہے نامعلوم کس قدر سونا چاندی صرف کیا ہوا ہے، اس قسم کی مینا کاری اور شیشہ کا کام کیا ہوا ہے جو اپنی مثال آپ ہے۔

آپ کے ساتھ ہی آپ کے دونوں شہزادے، جگر پارے، آنکھوں کے تارے، حضرت علی اکبر و حضرت علی اصغر رضی اللہ تعالیٰ عنہما آرام فرما ہیں۔ اس کے بعد دوسرے روضۂ انور ہیں جن میں حضرت عباس علم بردار حضرت امام عالی مقام کے بھائی رضی اللہ تعالیٰ عنہما آرام فرما ہیں۔ حاضر ہوئے کھڑے ہو کر سلام عرض کر رہے تھے کہ آپ کی شہادت کے تصور نے آ کر ایسا رلایا کہ یہاں بھی ہچکیاں بندھ گئیں۔ پھر بیٹھ کر کچھ کلام پاک پڑھا اور ثواب ہدیہ کیا، یہ مزار پاک بھی بالکل اسی طرح نہایت خوبصورت بنا ہوا ہے، یہاں سے فارغ ہو کر اس مقام پر حاضر ہوئے جہاں امام عالی مقام اور آپ کے رفقاء نے کربلا معلیٰ میں پہنچ کر خیمے لگائے تھے۔ وہاں نفل پڑھے، درود شریف پڑھا، دعائے خیر کی۔

وہاں سے فارغ ہو کر حضرت حر بن یزید ریاحی رضی اللہ عنہ کے مزار پر حاضر ہوئے جو امام عالی مقام کے روضۂ انور سے تقریباً تین میل کے فاصلے پر ہے۔ یہ وہی حر ہیں جو یزیدی لشکر میں ایک سالار تھے مگر عین لڑائی کے دوران میں یزیدی ظلم و ستم دیکھ کر اور امام عالی مقام کی تقریر سے متاثر ہو کر یزیدی فوج سے نکل کر امام عالی مقام کے خدام میں داخل ہوئے اور جان نثار کر کے جام شہادت نوش کیا۔

یہاں کی حاضری کے بعد پھر واپس حضرت امام کی بارگاہ اقدس میں آ گئے۔ اب حضرت امام کے عظیم الشان، پرانوار مزار کو دیکھ کر دل میں مسرت کی لہریں دوڑ رہی تھیں اور آنکھیں روشن و منور ہو رہی تھیں، زبان سے درود و سلام جاری تھا، دل و دماغ پر اس قدر عظمت غالب تھی کہ بار بار یہ خیال آتا تھا کہ کہاں میں اور کہاں یہ سرزمین، یہ مقام مقدس، یہ بارگاہ نواسۂ رسول مقبول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم۔

بلاشبہ دل یہی چاہتا تھا کہ یہاں زیادہ سے زیادہ ٹھہریں اور امام عالی مقام کی حاضری کا زیادہ سے زیادہ شرف حاصل کریں، مگر ڈرائیور صاحب دو تین مرتبہ جانے کے لئے اشارہ کر چکے تھے، بالآخر ہم نے پھر کھڑے ہو کر سلام عرض کیا اور اجازت لے کر اشک بار آنکھوں سے چلے۔ عقیدت کی بھرپور نگاہوں سے در و دیوار دیکھتے ہوئے کربلا سے نکلے۔

زمینِ کربلا پر فاطمہ کے پھول بکھرے ہیں
شہیدوں کی یہ خوشبو ہے کہ سب جنگل مہکتا ہے

حضرت حر بن یزید کے مزار پر عورتیں بہت اچھی کھجوریں بیچ رہی تھیں، ہم نے بھی تھوڑی سی لے لیں، اب ٹیکسی میں وہ ہمارے کام آ رہی تھیں۔

نجف اشرف: کربلائے معلیٰ سے تقریباً ساٹھ میل کے فاصلے پر نجف اشرف ہے۔ یہاں خلیفۂ رابع آفتابِ ہدایت شہنشاہ ولایت، مولائے کائنات، سید السادات، امام المتقین، امیر المؤمنین سیدنا حضرت علی کرم اللہ وجہہ کا مزار پُر انور ہے۔ کربلائے معلیٰ سے نجف اشرف تک بہت اچھی پکی سڑک بنی ہوئی ہے۔ سڑک کے دونوں طرف دور دور تک کوئی آبادی نظر نہیں آتی، بلکہ ریتلا میدان ہی میدان نظر آتا ہے، جس کو دیکھ کر واقعات کربلا کی حقیقت اور واضح ہو جاتی ہے، ٹیکسی بڑی تیزی سے جا رہی تھی۔ بس دیکھتے ہی دیکھتے نجف اشرف کے محلات اور امیر المؤمنین رضی اللہ عنہ کے مزار انور کا عظیم الشان گنبد اور مینار نظر آنے لگے۔ خوشی و مسرت کی کوئی انتہا نہیں تھی، زبان سے کلمات شکر ادا ہو رہے تھے۔ اے مولائے کریم! تیرا شکر ہے کہ تو نے محض اپنے فضل و کرم سے ان مقاماتِ مقدسہ کی زیارت کا شرف بخشا ہے۔ ٹیکسی شہر میں داخل ہوئی اور سیدھے مزار شریف کے بڑے دروازے پر پہنچے، ظہر کی نماز کا وقت ہو چکا تھا اس لئے پہلے نماز اور بعد میں حاضری کا قصد کیا، وضو کر کے مسجد میں پہنچے، مسجد کیا تھی دراصل وہ ایک بڑا کمرہ تھا جس کو مسجد قرار دیا ہوا ہے۔ اور اس کی حالت بھی درست نہیں تھی۔ بچھی ہوئی دریاں اس قدر گندی تھیں کہ ان پر نماز پڑھنے کو دل نہیں چاہتا تھا، ان پر جگہ جگہ سالن وغیرہ گرا ہوا تھا، صفائی ہرگز نہ تھی۔ سجدوں کی جگہ پر مٹی کی وہ ٹکیاں رکھی ہوئی تھیں جن پر پیشانی رکھ کر شیعہ حضرات سجدہ کرتے ہیں۔ خیر ہم نے اپنا کپڑا بچھایا اور سنتیں پڑھ کر جماعت کرائی، نماز سے فارغ ہو کر مزار شریف پر حاضر ہونے کے لئے سراپا ادب و نیاز بن کر چلے۔ جوں ہی دربار اقدس کے قریب پہنچے، چار پانچ مزوّر دوڑے ہوئے آئے مگر اسلم صاحب نے ان کو عربی میں کچھ کہہ کر ٹال دیا اور

ہم قبر انور پر چہرۂ انور کے سامنے دست بستہ کھڑے ہوکر سلام عرض کرنے لگے۔

اَلسَّلَامُ عَلَیْکَ یَا اَمِیْرَ الْمُؤْمِنِیْنَ! اَلسَّلَامُ عَلَیْکَ یَا اِمَامَ الْمُتَّقِیْنَ اَلسَّلَامُ عَلَیْکَ یَا سَیِّدَ السَّادَاتُ! اَلسَّلَامُ عَلَیْکَ یَا اَبَا الْحَسَنِ وَ الْحُسَیْنِ! اَلسَّلَامُ عَلَیْکَ یَا زَوْجَ الْفَاطِمَۃِ بِنْتَ رَسُوْل! اَلسَّلَامُ عَلَیْکَ یَا عَلِیَّ ابْنِ اَبِیْ طَالِبُ! اَلسَّلَامُ عَلَیْکَ اَیُّھَا الْعَبْدُ الصَّالِحُ وَرَحْمَۃُ اللّٰہِ وَبَرَکَاتُہٗ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ وَاَرْضَاہُ عَنَّا:

سلام کے بعد ابھی دوزانو بیٹھے ہی تھے کہ ایک مزوّر صاحب دوڑتے ہوئے آئے اور آتے ہی مصافحہ کرکے کہا ''اَنَا سُنِّیٌ'' اور ایک تعارفی کارڈ دیا جس پر لکھا ہوا تھا ''محمد عبداللطیف شعبان زادہ وکیل اہل سنت و جماعت نجف (عراق)'' اور اصرار کرنے لگا کہ میں کھانا اور چائے وغیرہ کا انتظام کرتا ہوں، ہم نے بڑی مشکل سے روکا اور معذرت کی۔ خیر وہ اسلم صاحب سے باتیں کرتا رہا، اور میں توجہ و خیال کے ساتھ بیٹھا درود شریف پڑھتا رہا۔ **اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ** حضرت امیر المؤمنین رضی اللہ عنہ کے دربار میں حاضری کی عجیب وغریب کیفیت رہی بار بار آنکھیں اشکبار ہوئیں اور رقت پیدا ہوئی۔

آپ کا مزار انور امام عالی مقام حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ کے مزار کی طرح بے حد خوبصورت ہے۔ گنبد، مینار، چوکھٹ اور دروازوں وغیرہ پر سونے اور چاندی کے پترے چڑھے ہوئے ہیں، قبر مبارک کے اردگرد چاندی کی نہایت خوبصورت جالیاں ہیں خاص قبر انور پر اس قسم کی میناکاری اور نقش ونگاری کی ہوئی ہے کہ سبحان اللہ۔ سونے چاندی کی خوب صورت قندیلیں لٹک رہی ہیں اور اندر ہیرے جواہرات بھی رکھے ہوئے ہیں، دیواروں پر چینی کی گلکاری اور آئینہ بندی کا ایسا کام کیا ہوا ہے کہ جگ مگ جگ مگ ہو رہی ہے، غرض یہ مقام مبارک دیکھنے ہی سے تعلق رکھتا ہے۔

کوفہ: نجف اشرف سے سات میل کے فاصلہ پر کوفہ ہے، چند منٹوں میں ٹیکسی وہاں پہنچ گئی اور ایک بہت بڑے دروازے کے پاس جا رُکی، دروازہ کے اندر ایک بہت ہی بڑا صحن ہے

جس میں چند جگہ مصلے بنے ہوئے ہیں یعنی تقریباً پندرہ فٹ لمبی اور اتنی ہی چوڑی جگہ کو سطح زمین سے اڑھائی تین فٹ اونچا رکھ کر آگے محراب بنایا ہوا ہے۔ ان مصلوں کے متعلق یہ بتایا گیا ہے کہ یہاں مختلف انبیائے کرام علیہم السلام نے نمازیں ادا فرمائی ہیں، صحن کے درمیان میں ایک جگہ ہے جہاں لوہے کے سریوں سے تین فٹ اونچا ایک گول حلقہ بنایا ہوا ہے۔ اس کے متعلق یہ بتایا گیا کہ یہاں وہ تنور تھا جس سے زمانۂ نوح علیہ السلام میں چشمے پھوٹے تھے۔

سامنے ایک برآمدہ ہے جیسے عام طور پر مسجدوں کے برآمدے ہوتے ہیں، اس میں امیر المؤمنین حضرت علی کرم اللہ وجہہ کا مقام شہادت اور مقام نماز ہے۔ ہم نے ان مقامات پر نفل پڑھے، اور مقام شہادت کی زیارت کی۔ زیارت کے بعد نماز عصر ادا کی، نماز عصر کے بعد حضرت امام مسلم بن عقیل، ہانی بن عروہ، محمد طاہر بن علی رضی اللہ تعالیٰ عنہم کے مزارات کی زیارت کا شرف حاصل کیا، جو اسی صحن کے بائیں طرف خوبصورت قبوں میں ہیں۔ ان مزارات کے ایک طرف مختار ثقفی کا مزار بنا ہوا ہے اس کو بھی دیکھا، لیکن وہاں فاتحہ خوانی نہ کی کیونکہ اس بدبخت نے نبوت کا دعویٰ کیا تھا۔ دروازہ کے باہر چند قدموں کے فاصلے پر حضرت علی کرم اللہ وجہہ کی ایک صاحب زادی حضرت خدیجہ کی قبر ہے، جو ایک چھوٹے اور سادے سے قبہ میں ہے، اس کی زیارت کا بھی شرف حاصل کیا۔

کوفہ کی جدید آبادی میں نہر فرات کے کنارے پیغمبر خدا حضرت یونس علیہ السلام کا مزار انور بتایا جاتا ہے، وہاں بھی حاضری کا شرف حاصل کیا، مزار شریف کے اندر ایک تصویر میں حضرت یونس علیہ السلام کو مچھلی کے پیٹ میں دکھایا گیا ہے (معاذ اللہ!)۔ وہاں سے چلے اور قریۂ ذالکفل پہنچے۔

قریۂ ذالکفل: کوفہ سے تقریباً بارہ میل کے فاصلے پر قریۂ ذالکفل کے نام سے ایک چھوٹا سا قصبہ آباد ہے۔ اس میں پیغمبر خدائے تعالیٰ حضرت ذالکفل علیہ السلام کا مزار مبارک ہے، آپ کا ذکر مبارک قرآن پاک میں آیا ہے۔ مزار مبارک کے ساتھ ایک پرانی شکستہ سی مسجد

ہے۔ زیارت کا شرف حاصل کرنے کے بعد ہم نے وہیں با جماعت نماز مغرب ادا کرنے کا بھی شرف حاصل کیا۔ اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ

یہاں کی زیارت کے بعد بابل پہنچے، افسوس کہ بابل کو ہم اچھی طرح نہ دیکھ سکے، کیونکہ کافی اندھیرا ہو چکا تھا۔

بابل: قریۂ ذالکفل سے تقریباً پانچ میل کے فاصلے پر ''بابل'' ہے شہر کے باہر فصیل ہے، شہر کے اندر ایک چھوٹا سا عجائب خانہ ہے، جس میں قدیم مندروں کے نمونے وغیرہ ہیں، ایک ریسٹ ہاؤس بھی ہے شہر میں باب العشرت کے پاس سیاہ پتھر سے تراشا ہوا ایک شیر کا مجسمہ ہے جو بابل کے نام سے مشہور ہے۔ اسی شہر میں وہ کنواں بھی ہے جس میں ہاروت و ماروت دو فرشتے الٹے لٹکائے ہوئے ہیں اور تا قیامت لٹکے رہیں گے۔

مفسرین کرام نے ہاروت و ماروت کا قصہ کتب تفاسیر میں یوں بیان فرمایا ہے کہ: حضرت ادریس علیہ السلام کے زمانہ میں انسان بہت بدعمل ہو گئے تھے، انسانوں کی اس بدعملی کو دیکھ کر فرشتوں نے کہا اے مولا! انسان بہت بدکار ہے۔ ارشاد ہوا کہ انسان کو غصہ اور شہوت دی گئی ہے اور یہ دونوں چیزیں ایسی ہیں کہ جن لوگوں پر ان کا غلبہ ہو جاتا ہے وہ گناہ کرنے لگ جاتے ہیں۔ تم فرشتوں میں نہ غصہ ہے نہ شہوت، اس لئے تم گناہ نہیں کرتے ہو، اگر یہ دونوں چیزیں تمہارے اندر ہوتیں تو تم بھی گناہ کرتے۔ فرشتوں نے کہا ہم تو گناہوں کے قریب بھی نہ جائیں خواہ کتنا ہی غصہ و شہوت ہو! ارشاد ہوا کہ تمہارا امتحان کیا جاتا ہے، چنانچہ ہاروت و ماروت جو بڑے ہی عبادت گزار فرشتے تھے۔ ان کو اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ ہم تمہیں غصہ و شہوت دے کر شہر بابل میں اتارتے ہیں تم وہاں قاضی (جج) بن کر لوگوں میں فیصلے کرو اور شام کو اسم اعظم کے ذریعے آسمان پر آ جایا کرو، اور دیکھنا گناہ نہ کرنا۔ یہ فرشتے ایک مہینے تک ایسے ہی کرتے رہے۔ برابر عدل و انصاف کرتے رہے اور ان کے عدل و انصاف کا خوب چرچا ہو گیا، ایک دن ایک نہایت حسین و جمیل زہرہ نامی عورت نے اپنے شوہر کے خلاف ان کی عدالت میں مقدمہ دائر کیا۔ یہ دونوں اس کو دیکھتے

ہی اس پر عاشق ہو گئے اور برائی کی خواہش کر بیٹھے۔ اس نے کہا ایک تو میرا اور تمہارا دین مختلف ہے اور دوسرا میرا شوہر بڑا غیرت مند ہے، اگر اسے معلوم ہو گیا تو مجھے قتل کر دے گا ایسی صورت میں یہ کیسے ہوسکتا ہے؟ ہاں اگر تم میرا دین اختیار کرلو، اور میرے بت کو سجدہ کرو، اور ساتھ ہی میرے شوہر کو بھی قتل کر دو تو پھر تمہارا مطلب پورا ہوسکتا ہے۔ انہوں نے انکار کیا۔ وہ چلی گئی لیکن ان کے دل میں جو عشق کی آگ لگ چکی تھی وہ بھڑک اٹھی اور یہ بہت بے قرار ہو گئے آخر انہوں نے اس کو پیغام بھیجا کہ ہم تیرے گھر آنا چاہتے ہیں۔ اس نے کہا سر آنکھوں پر، جب یہ وقت مقررہ پر گئے تو وہ خوب بن سنور کر بیٹھی ہوئی تھی، یہ بے قابو ہوئے، گفتگو کے دوران اس نے ان کا سب حال معلوم کر کے کہا کہ ان چار باتوں میں سے کوئی ایک بات مان لو؟ یا مجھے اسم اعظم سکھا دو یا میرے بت کو سجدہ کرو یا میرے شوہر کو قتل کر دو یا شراب پی لو۔ انہوں نے خیال کیا کہ اسم اعظم اسرارِ الٰہی ہے، اس کو ظاہر کرنا ظلم ہے بت پرستی کرنا شرک، اور بے گناہ کا قتل کرنا ظلم ہے، لاؤ شراب پی لیتے ہیں۔ چنانچہ جب شراب پی کر بدمست ہوئے تو اس نے بدمستی کی حالت میں ان سے بت کو سجدہ اور شوہر کا قتل بھی کروالیا اور اسم اعظم بھی پوچھ لیا، چنانچہ وہ اسم اعظم پڑھ کر صورت بدل کر آسمان پر چلی گئی۔ یہ اپنا سب کچھ کھو چکے تھے، ہوش میں آ کر نادم و پشیمان ہوئے۔ یہ دیکھ کر سب فرشتوں نے اپنی خطا کا اقرار کیا اور انسانوں پر لعن طعن کی بجائے ان کے لئے دعائے مغفرت کرنے لگے۔ (مسند احمد: 6178)

یہ دونوں فرشتے حضرت ادریس علیہ السلام کے پاس پہنچے اور طالب شفاعت ہوئے، آپ نے ان کے لئے دعائے بخشش فرمائی، حکم ہوا کہ ہم ان کو اختیار دیتے ہیں کہ یا تو دنیاوی عذاب قبول کرلیں یا آخرت کا؟ انہوں نے آخرت کے دائمی عذاب کے مقابلے میں دنیا کا فانی عذاب قبول کیا۔ چنانچہ ان کو لوہے کی زنجیروں میں جکڑ کر بابل کے اس کنوئیں میں اوندھا لٹکا دیا گیا اور اب ہر روز ان کو عذاب دیا جاتا ہے جس کو وہی جانتے ہیں۔ (تفسیر نعیمی، درمنثور)

یہاں سے واپس آ کر ہم نے کھانا کھایا اور عشاء کی نماز پڑھی، خادم نے بتایا کہ نقیب الاشراف صاحب ایک دینار اور دے گئے ہیں اور فرما گئے ہیں کہ کل مولانا کی خاص دعوت کرو۔ میں اس شفقت پر حیران و نادم تھا۔

چنانچہ دوسرے روز مَیں نے حضرت کی خدمت میں عرض کیا حضور آپ تکلیف نہ فرمائیں اور میری خوراک کے سلسلہ میں اپنے خادم کو کچھ نہ دیں میں خود خرچ دوں گا کیونکہ میں یہ بھی دیکھ رہا تھا کہ تقریباً تین حصہ خادم صاحب خود رکھ کر ایک حصہ ہم کو کھلا دیتے، خیر حضرت نے میری درخواست قبول فرمالی۔ آج دل بہت خوش تھا کہ ایک عرصہ سے جن مقامات کی زیارت کا اشتیاق تھا وہ پورا ہوا ہے۔ اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ

جہاں تک امیر المؤمنین حضرت علی، حضرت سیدنا امام حسین و دیگر افراد اہل بیت نبوت رضی اللہ تعالیٰ عنہم اجمعین کی ذات گرامی کا تعلق ہے وہ محتاج بیان نہیں ان حضرات کے فضائل و کمالات اور درجات و حسنات بے حد و بیشمار ہیں۔ (☆)

امام الائمہ امام شافعی رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں:

یَا اَھْلَ بَیْتِ رَسُوْلِ اللّٰہِ حُبَّکُمْ فَرْضٌ مِّنَ اللّٰہِ فِی الْقُرْاٰنِ اَنْزَلَہٗ
کَفَاکُمْ مِّنْ عَظِیْمِ الْقَدْرِ اِنَّکُمْ مَنْ لَّمْ یُصَلِّ عَلَیْکُمْ لَاصَلٰوۃَ لَہٗ

اے اہل بیتِ رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم)! اللہ تعالیٰ نے تمہاری محبت کو فرض قرار دیا ہے، اس قرآن میں جس کو اس نے نازل کیا ہے۔ تمہاری عظمت و شان کے لئے یہی بات کافی ہے کہ جس نے تم پر درود نہیں پڑھا اس کی نماز ہی نہیں۔

سلمان باک: 21 جنوری بروز اتوار کو نماز فجر، زیارت اور کھانا وغیرہ کے بعد سلمان باک کے لئے تیار تھے کہ ٹیکسی والا وقت مقررہ پر آ گیا اور ہم روانہ ہو گئے۔ بغداد سے تقریباً پچیس میل کے فاصلہ پر ایک قصبہ سلمان باک کے نام سے آباد ہے۔ یہاں حضرت سلمان

☆۔ اہل بیت نبوت کے فضائل و کمالات اور ان کے مبارک حالات و واقعات معلوم کرنے کے لئے اس ناچیز کی کتاب سفینۂ نوح حصہ اول و دوم ملاحظہ فرمائیں۔ (اوکاڑوی غفرلہ)

فارسی، حضرت جابر بن عبداللہ اور حضرت حذیفہ الیمانی رضی اللہ عنہم کے مزارات ہیں۔ یہ تینوں حضرات حضور سید عالم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے جلیل القدر صحابۂ کرام میں سے ہیں اور بڑی عظمت وشان والے ہیں۔ (حضرت سلمان فارسی رضی اللہ عنہ کا مزار مبارک القدس شریف میں جبل زیتون کے بائیں طرف بھی بتایا جاتا ہے۔ واللہ اعلم)۔ عمارت مزارات کے قریب ٹیکسی کھڑی کر کے اندر گئے ہی تھے کہ نماز ظہر کی اذان کی آواز لاؤڈ اسپیکر سے بلند ہوئی۔ سبحان اللہ مؤذن صاحب نے اس انداز سے عربی لہجہ میں اذان کہی کہ بے ساختہ زبان سے سبحان اللہ، ماشاء اللہ نکل رہا تھا اس کے بعد مؤذن نے صلوٰۃ وسلام پڑھا:

اَلصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلَیْکَ یَا سَیِّدِنَا یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ! اَلصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلَیْکَ یَا حَبِیْبَنَا یَا حَبِیْبَ اللّٰہِ! اَلصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلَیْکَ یَا نَبِیَّنَا یَا نَبِیَّ اللّٰہِ! اَلصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلَیْکَ یَا سَیِّدِنَا یَا رَحْمَۃً لِّلْعٰلَمِیْنَ! اَلصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلَیْکَ وَعَلٰی اٰلِکَ وَاَصْحَابِکَ یَا سَیِّدَ الْمُرْسَلِیْنَ!

صلوٰۃ وسلام سن کر آنکھیں اشکبار ہوگئیں، دل اس قدر مسرور وشادماں تھا کہ بیان سے باہر ہے، کچھ عرصہ پہلے عرب وعجم میں اذان کے بعد صلوٰۃ پڑھی جاتی تھی لیکن افسوس کہ ایک فرقہ کے علماء نے اس کو شرک وکفر وغیرہ قرار دے کر بعض مقامات پر لوگوں کو اس سعادت و برکت سے محروم کر دیا ہے اگرچہ عراق، شام، القدس، مصر اور پاکستان کے بعض مقامات پر اب بھی اذان کے بعد صلوٰۃ پڑھی جاتی ہے۔ بلاشبہ اس کی بہت برکات ہیں خدا کرے کہ یہ سلسلہ قیامت تک جاری رہے۔ آمین! الغرض ہم نے وضو کیا مسجد میں جا کر سنتیں پڑھیں، مسجد نہایت شاندار ہے۔ تھوڑی دیر کے بعد امام صاحب تشریف لائے جن کو دیکھ کر بے حد خوشی ہوئی کہ وہ بڑی عمر کے ایک باشرع عالم اور بزرگ تھے۔ ان کے آتے ہی مؤذن صاحب نے تکبیر اقامت کہی اور جماعت کھڑی ہوگئی۔ نماز سے فارغ ہو کر امام اور مؤذن صاحبان سے مصافحہ کیا، اور زیارت کا قصد کیا۔ مسجد کے بائیں طرف مزاراتِ مبارکہ ہیں: تینوں مزارات پر حاضری وفاتحہ خوانی کا شرف حاصل کیا۔ اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ۔

کھنڈراتِ محل کسریٰ

یہاں سے قریب ہی خسرو پرویز المعروف کسریٰ بادشاہِ ایران کے محلات کے کھنڈرات ہیں۔کھنڈرات کو دیکھ کر عمارت کی عظمت وشان کا خود بخود اندازہ ہو جاتا ہے۔ بلاشبہ یہ محلات اس وقت دنیا کے بلندترین اور بہت زیادہ خوبصورت محلات ہونگے تقریباً سوفٹ کے قریب اونچی ڈاٹ، اور دو دو اور پانچ پانچ اور دس دس گز چوڑی دیواریں اس کی شہادت دے رہی ہیں، یہی وہ محلات ہیں جو سرور عالم، نور مجسم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی ولادت باسعادت کے وقت متزلزل ہوئے اور چودہ مینار گر گئے تھے۔(☆)

ان کھنڈرات کو دیکھنے کے بعد واپس بغداد آ گئے، ڈرائیور صاحب کو آٹھ دینار کی بجائے نو دینار دے کر رخصت کیا۔ دوسرے روز بی او اے سی کے دفتر میں گئے، تاکہ دمشق کے جہاز کے متعلق معلوم کریں اور سیٹ محفوظ کرا دیں، وہاں جا کر معلوم ہوا کہ دمشق صرف عراق ایئر ویز کا ایک جہاز ہفتے میں ایک مرتبہ جاتا ہے، اور وہ تین روز پہلے جا چکا ہے، اب چار روز کے بعد جائے گا، خیر ہم عراقی ایئر ویز کے آفس پہنچے اور سیٹ مخصوص کرا دی انہوں نے نام لکھ لیا اور تاریخ روانگی سے ایک روز پہلے پھر آنے کے لئے کہا۔

ان چار دنوں میں ہم نے بغداد کی سیر کی اور مزید کچھ زیارات کیں۔ کاظمیہ واعظمیہ اور بعض دیگر مقامات پر دوبارہ حاضری کا شرف بھی حاصل کیا، پاسپورٹ آفس جا کر پاسپورٹ پر خروج کی مہر لگوائی، اور ایک دن پہلے عراق ایئر ویز کے آفس سے ٹکٹ حاصل کر لی۔ 28-1-62 کو صبح آٹھ بجے جہاز چلنا تھا۔ چنانچہ ہمیں سات بجے ایئر پورٹ پر پہنچنے کیلئے کہا گیا۔ 27-1-62 کو نماز عشاء سے فارغ ہو کر حضرت غوث الاعظم رضی اللہ

☆۔اس کی وجوہات جاننے کے لئے ناچیز کی کتاب الذکر الحسین فی سیرۃ النبی الامین میں بابِ ولادت ملاحظہ فرمائیں۔(مؤلف)

عنہ کے دربار اقدس میں حضرت نقیب الاشراف صاحب کے ساتھ حاضری دی اور میں نے حضرت نقیب الاشراف صاحب کی خدمت میں عرض کی کہ حضرت! میں صبح نماز فجر کے فوراً بعد دمشق جارہا ہوں۔بس پھر حضرت نقیب الاشراف صاحب نے میرے لئے سفر میں خیرو عافیت کی اتنی دعائیں فرمائیں کہ میرا دل باغ باغ ہو گیا۔پھر آپ دربار شریف سے نکل کر مجھے ایک حجرے میں لے گئے جس میں ایک خادم رہتا تھا اور فرمایا کہ جب مدینہ منورہ پہنچو تو حضور سید عالم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے قدموں کی طرف کھڑے ہو کر یوں کہنا، یارسول اللہ! صلی اللہ علیک وسلم ابراہیم سلام عرض کرتا ہے اور دست بستہ عرض کرتا ہے کہ میرا خاتمہ ایمان پر ہو اور میری اولاد کا بھی، اور مجھ پر اور میری اولاد پر ہمیشہ نظر کرم رہے......آپ اس انداز سے فرما رہے تھے کہ مجھ پر رقت طاری ہو گئی اور میری آنکھیں اشکبار ہو گئیں، پھر آپ نے ہاتھ اٹھا کر میرے لئے دعا فرمائی اور مجھے چند اردو کی کتابیں عطا کرتے ہوئے فرمایا کہ میں اردو اچھی طرح نہیں پڑھ سکتا، لو یہ تمہارے کام آئیں گی۔میں نے چند دینار نہایت عاجزی کے ساتھ بطور نذرانہ پیش کیئے، آپ نے انکار کیا۔ میں نے عرض کی میرا دل خوش ہو جائے گا، جب زیادہ اصرار کیا تو حضرت نے ہاتھ میں لے کر فرمایا اے اللہ! میں نے قبول کیئے، اور جیب میں ڈال کر اسی وقت پھر نکالے، اور میرے ہاتھ میں دے کر فرمایا کہ اب میری طرف سے تم قبول کرلو! میں نے ابھی کوئی جواب نہیں دیا تھا کہ فرمایا تم سفر میں ہو اور تمہیں ضرورت ہے، میں اور کوئی اس وقت تمہاری خدمت نہیں کرسکتا۔ میں نے بہت انکار کیا، مگر حضرت کے سامنے بے بس سا ہو گیا اور مجھے وہ دینار واپس لینے ہی پڑے۔حضرت بہت خوش ہوئے، پھر آپ نے مجھے اپنے سینے سے لگایا اور دعائیں دیتے ہوئے تشریف لے گئے۔اللہ تعالیٰ آپ کے درجات بلند فرمائے، بلاشبہ آپ کی ملاقات وصحبت کے تاثرات ہمیشہ باقی رہیں گے۔

صبح نماز فجر کے بعد بارگاہ غوث پاک میں حاضری دی اور الوداعی سلام عرض کر کے آئے سامان باندھا اور ٹیکسی لے کر سات بجے ایئرپورٹ پہنچ گئے، وہاں جا کر معلوم ہوا کہ

جہاز بجائے آٹھ بجے کے گیارہ بجے جائے گا۔ خیال کیا کہ اب واپس کیا جائیں تین چار گھنٹے ہیں گزر جائیں گے، ناشتہ کیا اور ویٹنگ روم میں بیٹھے باتیں کرتے رہے۔ دس بجے معلوم کیا تو پتا چلا کہ جہاز تین بجے جائے گا۔ اس قدر کوفت ہوئی کہ بیان سے باہر ہے۔ خیر ادھر ادھر پھر کر وقت گزارا۔ ایرویز والوں نے تو ناشتا بھی نہیں دیا تھا۔ ہم نے خود ہی ایک بجے کھانا منگوایا اس کے پیسے ادا کئے۔ یہ بھی اندیشہ ہو رہا تھا کہ کہیں یہ نہ کہہ دیں کہ جہاز کل جائے گا یا ایک ہفتے کے لئے ملتوی ہو گیا ہے۔ لیکن خدا تعالیٰ کا شکر ہے کہ تین بجے جہاز روانہ ہو گیا، جہاز چلنے تک اسلم صاحب برابر ساتھ رہے۔ حقیقت یہ ہے کہ بغداد شریف کے قیام میں اسلم صاحب نے وہ مخلصانہ محبت وعقیدت کا ثبوت پیش کیا جس کو کبھی فراموش نہیں کیا جا سکتا۔ خلوص دل سے دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ بطفیل اپنے حبیب پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اسلم صاحب کو سلامت با کرامت رکھے (آمین)۔

دمشق (شام)

26 جنوری کو تقریباً تین بجے بعد دوپہر بغداد سے ہوائی جہاز پرواز کرتے ہوئے دو گھنٹے کے بعد پانچ بجے شام دمشق پہنچا، کسٹم ہاؤس میں سامان چیک ہوا، چونکہ کسٹم ڈیوٹی کی کوئی چیز نہ تھی اس لئے جلد ہی فارغ ہو گیا اور ہوائی کمپنی کی گاڑی پر بیٹھ کر جامع (مسجد) حلبونی پہنچا۔ اس جامع کے امام وخطیب صاحب الفضیلۃ حضرۃ المکرّم مولانا عبدالوہاب الصلاحی زید مجدہم ہیں۔ آپ بڑے صاحب کمال بزرگ، شریعت وطریقت کے جامع عالم و عامل اور اوراد و وظائف کے نہایت پابند ہیں، چالیس سے زیادہ حج کر چکے ہیں، بڑے بااخلاق اور نہایت وجیہ ہیں (☆)، مسجد کے ساتھ ہی آپ کا رہائشی مکان ہے۔ آپ کے نام میرے نہایت کرم فرما حضرۃ المکرّم مولانا شاہ احمد نورانی الصدیقی القادری دامت برکاتہم العالیہ کا ایک مکتوب تھا جس میں مولانا محترم نے میرے متعلق تحریر فرمایا کہ یہ زیارت کے لئے آ رہا ہے۔ حضرت اس کو اپنے پاس ٹھہرائیں اور اپنے کسی عزیز کو ہمراہ کر دیں جو زیارات کرا دے۔

الغرض نماز مغرب کے بعد میں حضرت کی خدمت اقدس میں حاضر ہوا۔ دیکھ کر فرمایا اَھْلاً وَّسَھْلًا مَرْحَبَا۔ میں نے سلام عرض کر کے دست بوسی کی اور مولانا محترم کا مکتوب پیش کیا، پڑھنے کے بعد بار بار فرمایا اَھْلاً وَسَھْلاً مَرْحَبًا اور حال احوال پوچھا۔ آپ اردو زبان نہیں جانتے، فصیح عربی میں گفتگو فرماتے ہیں۔ تھوڑی دیر کے بعد کھانا آ گیا آپ نے شفقت و محبت کے ساتھ اپنے ساتھ بٹھا لیا۔ پکے ہوئے خشک سالن پر آپ نے کافی مقدار میں زیتون کا تیل ڈال دیا۔ میں نے خیال کیا کہ یہ میں کیسے کھاؤں گا۔ حضرت نے فرمایا مَرْحَبًا یَا مَوْلَانَا فَضَّلُوْا: میں نے کھانا شروع کر دیا تو وہ بہت ہی زیادہ لذیذ تھا۔ میں نے خوب کھایا۔

☆۔ کتاب ہذا ابھی طبع بھی نہ ہوئی تھی کہ اطلاع ملی کہ حضرت مولانا کا انتقال ہو گیا۔ اللہ تبارک وتعالیٰ مرحوم کو جنۃ الفردوس نصیب فرمائے اور درجات بلند فرمائے۔ آمین ثم آمین۔ (مؤلف)

حضرت نے زیتون اور ڈال دیا۔ کھانے کے بعد قہوہ منگوایا۔ بعد ازیں فرمایا کہ تمہیں یہاں رہنے میں تکلیف ہوگی۔ بہتر یہ ہے کہ رہائش ہوٹل میں رکھو اور کھانا وغیرہ یہاں سے کھاؤ! میں نے بہت کہا حضرت میں کھانا وغیرہ بھی ہوٹل سے کھالوں گا۔ حضرت! بس کسی آدمی کو میرے ساتھ کر دیں جو مجھ کو زیارات کرادے! لیکن آپ نے فرمایا نہیں تمہیں کھانا یہیں کھانا ہوگا۔ چنانچہ قریب ہی ایک ہوٹل تھا جس میں کمرہ لے لیا اور عشاء کی نماز کے بعد سو گیا۔

دوسرے روز ناشتے کے وقت جب حاضر ہوا تو حضرت کے بہت ہی قریبی عزیز المحترم الشیخ محمد منیر صاحب الصلاحی جو جامع حضرت ابوعبیدہ رضی اللہ عنہ کے امام ہیں، کو وہاں پایا، حضرت نے ان کا مجھ سے اور میرا ان سے تعارف کرایا اور ناشتے کے بعد ان سے فرمایا کہ اس کو زیارات کراؤ اللہ تمہیں اجر و ثواب دے گا، چنانچہ میں نے ان کے ساتھ پانچ دنوں میں حسب ذیل مقاماتِ مقدسہ کی زیارات کیں۔

جامع اموی: یہ نہایت عالی شان، بہت خوبصورت اور بڑی وسیع مسجد ہے۔ 87ھ میں اس کی بنیاد خلیفہ ولید بن عبدالملک نے رکھی تھی، اور تقریباً آٹھ برس مسلسل کام کر کے ہزاروں ماہرین اور مزدوروں نے اس کو پایۂ تکمیل تک پہنچایا۔ اسے جامع مسجد بنی امیہ بھی کہتے ہیں۔

مزار مقدس حضرت یحییٰ علیہ السلام: مسجد کے اندر حضرت یحییٰ بن حضرت زکریا عَلٰی نَبِیِّنَا وَعَلَیْھِمَا الصَّلٰوۃَ وَالسَّلَامُ کے سر انور کا نہایت خوبصورت مزار مبارک ہے۔ زید بن فرقد جو مسجد کی بنیاد کھودنے والوں پر خلیفہ ولید کی طرف سے مقرر تھے، فرماتے ہیں کہ بنیاد کھودتے ہوئے ہم نے ایک گڑھا پایا جس میں ایک صندوق تھا، ہم نے خلیفہ کو اطلاع دی۔ خلیفہ صاحب آئے پھر اس کو کھولا گیا، اس میں حضرت یحییٰ علیہ السلام کا سر انور لکڑی کے ایک چوکھٹے میں رکھا ہوا تھا، چہرۂ انور اور موئے مبارک بالکل تر و تازہ تھے، ان میں کوئی تغیر نہیں آیا تھا، ہم نے زیارت کے بعد صندوق بند کر دیا اور اوپر علامت مقرر کر دی۔ (کتاب الزیارات بدمشق ص ۴۔ مطبوعہ دمشق ۱۹۵۶ء)

انبیاء کرام علیہم السلام کے اجساد مبارکہ قبور میں زندہ وسلامت ہوتے ہیں، مٹی وغیرہ کوئی چیز ان کو نہیں کھاتی چنانچہ حضرت ابودرداء رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا:

اِنَّ اللّٰہَ قَد حَرَّمَ عَلَی الْاَرْضِ اَنْ تَاْکُلَ اَجْسَادَ الْاَنْبِیَآءِ فَنَبِیُّ اللّٰہِ حَیٌّ یُرْزَقُ۔

بے شک اللہ تعالیٰ نے زمین پر انبیاء کے جسموں کا کھانا حرام کر دیا پس اللہ کا نبی زندہ ہوتا ہے اور اس کو رزق بھی دیا جاتا ہے۔

(ابن ماجہ:1805۔نسائی حدیث نمبر:1375 ابن ابی شیبہ:8697)

الحمدللہ ہم نے حاضر ہو کر سلام عرض کیا اور کچھ کلام الٰہی پڑھ کر ثواب ہدیہ کیا۔

مصلیٰ سیدنا حضرت خضر علیہ السلام: اسی مسجد کے اندر حضرت خضر علیہ السلام کے نماز پڑھنے کی جگہ ہے جو "مصلیٰ سیدنا خضر" کے نام سے موسوم ہے۔لوگ وہاں اکثر تبرکاً نماز پڑھتے ہیں۔ بہت سے اہل اللہ نے حضرت خضر کو وہاں نماز پڑھتے دیکھا۔ چنانچہ ایک دن خلیفہ ولید بن عبدالملک نے مسجد کے نگران سے کہا کہ آج رات مسجد میں کسی کو نہ رہنے دینا کیونکہ میں چاہتا ہوں کہ میں رات بھر اکیلا مسجد میں عبادت کروں۔نگران نے کہا بہت اچھا! چنانچہ نگران نے عشاء کی نماز کے بعد سب کو نکال دیا اور دروازے بند کر دیئے۔ کچھ دیر کے بعد خلیفہ صاحب آئے اور اپنے کام میں مشغول ہو گئے، اچانک خلیفہ نے دیکھا کہ ایک شخص نماز پڑھ رہا ہے۔اس نے نگران کے پاس آ کر کہا کہ میں نے تم سے کہا تھا کہ مسجد کے اندر کوئی نہ ہو، تم نے اس شخص کو کیوں اندر رہنے دیا؟ نگران نے کہا امیر المؤمنین! یہ حضرت خضر ہیں، جو ہر رات اس مسجد میں نماز کے لئے تشریف لاتے ہیں۔

(کتاب الزیارات بدمشق ص18)

اسی مسجد کے مغربی مینار میں حجۃ الاسلام حضرت امام محمد غزالی رحمۃ اللہ علیہ ایک عرصہ تک مشغولِ عبادت رہے اور اسی مسجد کے مشرقی مینار پر حضرت عیسیٰ علیہ السلام نازل ہوں گے۔ چنانچہ وہ ہمیشہ بند رہتا ہے تاکہ کوئی اوپر چڑھ کر نزول کا دعویٰ نہ کر دے۔

مقام سر انور شہید کربلا رضی اللہ عنہ: اسی مسجد کے بائیں طرف وہ مقام ہے جہاں شہزادۂ کونین سیدنا امام حسین رضی اللہ عنہ کا سر انور عہد یزید میں کربلائے معلیٰ سے لاکر رکھا گیا تھا اور بعض کہتے ہیں کہ وہاں دفن ہے، نہایت خوبصورت مقام بشکل تاج بنا ہوا ہے اس کے قریب ہی سیدنا امام زین العابدین رضی اللہ عنہ کا مصلیٰ ہے جہاں آپ نے نماز پڑھی ہے۔

مزار سلطان صلاح الدین ایوبی: اسی مسجد کے باہر غربی جانب وہ مرد مجاہد آرام فرما ہیں جن پر تاریخ اسلام کو ناز ہے یعنی فاتح بیت المقدس حضرۃ السلطان صلاح الدین یوسف ایوبی رحمۃ اللہ علیہ۔ آپ کا مزار مبارک نہایت خوبصورت ہے، اکابر علماء نے لکھا ہے کہ آپ کی قبر پر حاضر ہو کر دعا کی جائے تو وہ قبول ہوتی ہے۔

مزار سلطان نور الدین زنگی: ہمیں بتایا گیا کہ سلطان صلاح الدین ایوبی کے ساتھ ہی حضرۃ السلطان المحترم المکرّم نور الدین محمود بن ابو سعید زنگی الترکی الشہید رحمۃ اللہ علیہ آرام فرما ہیں۔ اللہ اللہ یہی وہ مرد مجاہد ہیں جنہوں نے وہ عظیم الشان کام سر انجام دیئے جن کی مثال نہیں ملتی۔ ان میں سے ایک یہ ہے کہ یہ تہجد گزار سلطان ایک رات تہجد کیلئے اٹھے، نماز تہجد کے بعد ان پر نیند کا غلبہ ہوا، سو گئے تو خواب میں حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم کو دیکھا کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم دو آدمیوں کی طرف اشارہ کر کے فرما رہے ہیں:

یَا مَحْمُوْدُ اِنْقِذْنِیْ مِنْ ھٰذَیْنِ الْاَشْقَرَیْنِ

''اے محمود! مجھے ان دو سرخ رنگ والوں سے بچا''۔

اس خواب کے فوراً بعد سلطان معظم اٹھے تو گھبرائے اور خائف ہوئے اور پھر وضو کیا نماز پڑھی پھر نیند غالب ہوئی سو گئے، پھر حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم کو دیکھا کہ آپ اسی طرح ان ہی دو آدمیوں کی طرف اشارہ کر کے فرما رہے ہیں مجھے ان سے بچاؤ! سلطان صاحب پھر اٹھے تو اور زیادہ گھبراہٹ اور پریشانی ہوئی پھر وضو کیا نماز پڑھی پھر نیند کا غلبہ ہوا پھر بعینہٖ وہی خواب دیکھا، تو اسی وقت اپنے وزیر جمال الدین موصلی کو جو صالحین میں سے تھے، بلایا اور

سارا واقعہ سنایا، وزیر نے کہا اس خواب کا کسی سے تذکرہ مت کرو اور اسی وقت مدینۂ منورہ چلو! سلطان معظم نے اسی وقت بہت سا سونا چاندی، نقدی، دیگر ضروری سامان، وزیر صاحب اور بیس وفادار آدمیوں کو ساتھ لیا، اور تیز رفتار سواریوں پر چلے۔ سولہ روز مسلسل سفر کر کے مدینہ منورہ پہنچے، غسل کیا اور ریاض الجنۃ میں نماز پڑھ کر حاضری دی اس کے بعد اس معاملہ میں وزیر سے مشورہ کیا وزیر نے کہا آپ ان کو پہچان لیں گے جن کی طرف اشارہ کر کے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے آپ سے فرمایا ہے؟ سلطان صاحب نے فرمایا ہاں! وزیر نے کہا کہ تمام اہل مدینہ کو یہ کہہ کر بلایا جائے کہ سلطان معظم ان کو نذرانہ دینا چاہتے ہیں، اس طرح سب لوگ آپ کی نظر سے گزریں گے اور معلوم ہو جائے گا کہ وہ مدینہ منورہ میں ہیں یا نہیں؟ چنانچہ حاکم مدینہ کے ذریعے تمام اہل مدینہ تک سلطان کا حکم پہنچا اور لوگ آنے لگے، سلطان معظم سب کو بلا تخصیص کچھ ہدیہ دیتے جا رہے تھے یہاں تک کہ تمام اہل مدینہ سلطان معظم کی نظروں سے گزر گئے مگر وہ دونوں نہ آئے۔ سلطان صاحب نے اہل مدینہ سے پوچھا کہ کوئی رہ تو نہیں گیا؟ لوگوں نے کہا نہیں۔ فرمایا غور کرو! لوگوں نے کہا کہ دو شخص اندلس کے باشندہ ہیں، بڑے غنی ہیں، وہ خود بہت صدقہ و خیرات کرتے رہتے ہیں اور کسی سے کچھ نہیں لیتے، وہ نہیں آئے! یہ سن کر سلطان معظم خوش ہوئے اور فرمایا ان دونوں کو ہمارے پاس لاؤ ہم ان سے ملنا چاہتے ہیں۔ لوگ گئے اور ان کو لے آئے۔ سلطان معظم پہلی نظر میں ہی پہچان گئے کہ بلاشبہ یہ وہی ہیں جن کی طرف حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے اشارہ کر کے فرمایا تھا۔ سلطان صاحب نے نہایت تحمل سے فرمایا تم کہاں کے رہنے والے ہو؟ انہوں نے جواب دیا ہم بلاد مغرب کے رہنے والے ہیں، حج کرنے آئے تھے، شوق و محبت کی وجہ سے رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے پاس رہنا اختیار کر لیا ہے۔ سلطان صاحب نے ذرا رعب سے فرمایا سچ بولو! اس پر وہ خاموش ہو گئے۔ فرمایا تمہارا مکان کہاں ہے؟ انہوں نے کہا روضہ کے قریب ہی ہے۔ سلطان صاحب نے حکم دیا کہ ان کو پکڑ لو اور خود ان کے مکان پر آئے تو دیکھا کہ بہت سا مال، کتابیں، قرآن شریف اور چٹائیوں پر ان کے بستر بچھے

ہوئے تھے، ان کے علاوہ کچھ نہ تھا۔ اہل مدینہ سلطان معظم کے اس سلوک پر حیران تھے۔ چنانچہ انہوں نے سلطان صاحب کے سامنے ان دونوں کی بہت تعریف کی کہ یہ دونوں ہمیشہ روزہ رکھتے اور پابندی کے ساتھ ریاض الجنۃ میں نماز پڑھتے اور بعد از نماز حضور اکرم ﷺ کی زیارت کرتے، اور ہر روز صبح کے وقت جنۃ البقیع میں اور ہر ہفتہ کے روز مسجد قبا شریف میں جاتے ہیں اور سائل کو کبھی خالی واپس نہیں کرتے۔ اور ان کی وجہ سے اہل مدینہ اس سال خوشحالی کی زندگی بسر کر رہے ہیں وغیرہ وغیرہ۔ سلطان صاحب نے سن کر فرمایا۔ سبحان اللہ اور ان پر کوئی بات ظاہر نہ کی۔ پھر سلطان صاحب نے خود ان کے بستروں کو اٹھایا تو نیچے تہ خانہ کا راستہ تھا جو لکڑی کے تختہ سے بند کیا ہوا تھا اور تہ خانہ کے اندر سرنگ تھی، جو روضۂ مبارک کے بالکل قریب پہنچ چکی تھی جس کو بہت سے لوگوں نے دیکھا، سلطان معظم نے ان کو بری طرح مارا اور حقیقت حال دریافت کی۔ انہوں نے کہا کہ ہم نصرانی ہیں، اور ہمیں نصارٰی نے بہت سا مال و زر دے کر اس کام کے لئے بھیجا ہے کہ ہم تمہارے رسول ﷺ کے جسد مبارک کو نکال کر کسی طرح ان کے پاس پہنچا دیں اور ہم منافق بن کر اپنا کام کر رہے تھے۔ جس قدر روزانہ زمین کھودتے رات کو وہ کھودی ہوئی مٹی جنۃ البقیع میں پھینک آتے تھے۔ سلطان نے ان کی گردنیں مارنے کا حکم دیا۔ جب ان کی گردنیں ماردی گئیں تو سلطان بہت روئے اور سجدۂ شکر ادا کر کے کہا اے اللہ! یہ محض تیرا فضل و کرم ہے کہ تو نے اور تیرے حبیب کریم ﷺ نے مجھے اس کام کے لئے منتخب کیا۔ پھر سلطان معظم نے بڑے بڑے ماہر معماروں کو بلایا، روضۂ شریف کے چاروں طرف پانی کی تہہ تک زمین کھدوا کر اس میں سیسہ، قلعی، لوہا وغیرہ پگھلا کر ڈالا، اور ہمیشہ کے لئے اس خطرے کا تدارک کر دیا۔ پھر سلطان معظم اپنے ملک میں واپس آئے۔ یہ واقعہ 557ھ میں ہوا۔ (ابن عساکر)

امام یافعی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ بعض عارفین شیوخ نے سلطان نورالدین محمود زنگی کو شام کے چالیس ابدال میں ذکر کیا ہے۔ علامہ ابن اثیر فرماتے ہیں کہ خلفائے راشدین

اور عمر بن عبد العزیز رضی اللہ عنہم کے بعد سلطان نور الدین شہید جیسا نیک سیرت عادل بادشاہ نہیں گزرا۔ رضی اللہ عنہ۔

قید خانہ اہل بیت: سلطان صلاح الدین ایوبی کے مزار شریف سے کچھ فاصلے پر العمارۃ الجوعانیہ میں ایک مکان ہے جو قید خانۂ اہل بیت کے نام سے مشہور ہے۔ اسی مکان میں یزید پلید نے اہل بیت نبوت کے ان افراد کو رکھا تھا جو واقعہ کربلا کے بعد بحیثیت قیدی لائے گئے تھے، اسی مکان میں سیدہ رقیہ بنت سیدنا امام حسین رضی اللہ عنہا کی قبر مبارک ہے، اسی مکان میں سیدنا امام زین العابدین کا مقام عبادت ہے۔

قبر یزید: یہاں سے واپسی پر راستہ میں یزید پلید کی قبر تھی جس پر اکثر لوگ خشت باری وغیرہ کیا کرتے تھے لیکن اب وہاں لوگوں نے عمارتیں بنالی ہیں، چنانچہ یزید کی قبر پر لوہا، کانچ گلانے کی بھٹی لگی ہوئی ہے گویا یزید کی قبر پر ہر وقت آگ جلتی رہتی ہے اور اصل قبر کا نام و نشان تک نہیں رہا۔

باب الصغیر: دمشق کا قدیم، اور پرانا قبرستان باب صغیر میں ہے، اس قبرستان میں بہت سے صحابہ کرام، اہل بیت نبوت، تابعین، تبع تابعین، ائمہ، اولیاء، علماء، مؤمنین، صالحین آرام فرما ہیں۔

چند حضرات کے نام درج ذیل ہیں:

(1) سیدنا بلال الحبشی رضی اللہ عنہ مؤذن رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم)

(2) سیدنا اوس بن اوس الصحابی الثقفی رضی اللہ تعالیٰ عنہ

(3) سیدنا کعب الاحبار الصحابی رضی اللہ عنہ

(4) سیدنا ابو الدرداء الخزرجی الانصاری الصحابی رضی اللہ عنہ

(5) سیدنا واثلہ ابن الاسقع الصحابی رضی اللہ عنہ

(6) سیدنا معاویہ بن سفیان الصحابی رضی اللہ عنہ

(7) سیدنا عبد اللہ بن ام مکتوم الصحابی رضی اللہ عنہ

(8) سیدنا فضالہ بن عبید الصحابی رضی اللہ عنہ

(9) سیدنا عبداللہ بن جعفر طیار الصحابی رضی اللہ عنہ

(10) سیدنا سہل بن الحنظلۃ الصحابی رضی اللہ عنہ

(11) سیدنا سہل بن الربیع الانصاری الصحابی الاوسی رضی اللہ عنہ

(12) ام المومنین سیدہ حفصۃ بنت الفاروق رضی اللہ عنہ زوجۃ النبی (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم)

(13) ام المومنین سیدہ ام سلمہ رضی اللہ عنہا زوجۃ النبی (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم)

(14) ام المومنین سیدہ ام حبیبہ رضی اللہ عنہا زوجۃ النبی (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم)

(15) سیدہ فضۃ، جاریہ (کنیز) سیدہ فاطمہ زہرا رضی اللہ عنہما

(16) سیدہ ام الدرداء (والدہ ابوالدرداء) رضی اللہ عنہما

(17) سیدہ اسماء بنت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہما

(18) سیدہ میمونہ رضی اللہ عنہا جاریۃ رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم)

(19) سیدہ ام کلثوم بنت علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہما

(20) سیدہ خدیجہ بنت سیدنا زین العابدین رضی اللہ عنہما

(21) سیدہ سکینۃ ابنۃ الحسین بن علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہم

(22) سیدہ فاطمہ صغریٰ ابنۃ الحسین بن علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہم

(23) سیدہ ام الحسن ابنۃ جعفر بن الحسن بن فاطمۃ رضی اللہ عنہم

(24) سیدنا ابان بن عثمان بن عفان رضی اللہ عنہما

(25) سیدنا عبداللہ بن امام زین العابدین رضی اللہ عنہما

(26) سیدنا محمد بن عمر بن علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہم

(27) سیدنا سلیمان بن علی بن عبداللہ بن العباس رضی اللہ عنہم

ان کے علاوہ ایک قبہ میں سولہ شہدائے کربلا کے سر مبارک دفن ہیں جو یزید کے پاس ابن زیاد نے بھجوائے تھے۔ ان کے اسماء گرامی یہ ہیں۔

(1) سیدنا ابوبکر ابن سیدنا علی (2) سیدنا عمر ابن سیدنا علی (3) سیدنا عثمان ابن سیدنا علی (4) سیدنا عباس علمدار (5) سیدنا جعفر (6) سیدنا عبداللہ (7) سیدنا محمد بن علی المرتضٰی رضی اللہ عنہما (8) سیدنا جعفر (9) سیدنا عبداللہ بن عقیل رضی اللہ عنہما (10) سیدنا محمد بن مسلم (11) سیدنا حبیب ابن مظاہر (12) سیدنا عون بن عبداللہ بن جعفر طیار (13) سیدنا حر بن یزید ریاحی (14) سیدنا علی اکبر (15) سیدنا عبداللہ بن الحسین رضی اللہ عنہما (16) سیدنا قاسم بن الحسن۔ رضی اللہ عنہم۔

مذکورہ بالا وہ مقدس حضرات ہیں جن کے فضائل بے شمار ہیں۔ یہ سب کے سب گلشن نبوت کے پھول اور کلیاں ہیں، ان کی بارگاہِ اقدس میں حاضری بہت بڑا اشرف اور بہت بڑی سعادت ہے۔

ان مقدس حضرات کے علاوہ اسی باب الصغیر میں بڑے بڑے ائمہ، فقہا، اولیاء، علماء، محدثین، مفسرین کرام آرام فرما ہیں جن کے علوم وفیوض سے عالم اسلام شاداب وآباد ہے۔ چند حضرات کے اسمائے گرامی یہ ہیں :

1- حضرۃ الشیخ الفقیہ ابوالفتح نصر بن ابراہیم بن داؤد المقدسی النابلسی رحمۃ اللہ علیہ آپ بہت بڑے امام اور ولی کامل ہوئے ہیں، امام غزالی جیسے اکابر علماء نے آپ سے استفادہ کیا ہے، صاحب تصانیف ہیں، عاشورا کے روز 490ھ میں وفات پائی۔

امام نووی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں۔

سَمِعْنَا الشُّیُوْخَ یَقُوْلُوْنَ: الدُّعَآءُ عِنْدَ قَبْرِہٖ مُسْتَجَابٌ یَوم السَّبْتِ ہم نے بزرگوں سے سنا ہے، فرماتے ہیں کہ ان کی قبر کے پاس ہفتہ کے دن دعا قبول ہوتی ہے۔) اسی طرح شیخ الاسلام بدرالدین الغزی اور علامہ شیخ رضی الدین رحمۃ اللہ علیہما فرماتے ہیں ہم نے اس کا تجربہ کیا ہے۔ (کتاب الزیارات بدمشق ص48)

2- حضرت الشیخ العلامۃ، الامام العارف، ابوالبیان بنا بن محمد بن محفوظ القرشی الشافعی رحمۃ اللہ علیہ۔

علامہ تاج الدین السبکی طبقات الکبریٰ میں فرماتے ہیں :

كَانَ الشَّيْخُ اَبُو الْبَيَانِ اِمَامًا عَالِمًا عَابِدًا قَانِتًا زَاهِدًا وَرِعًا صَاحِبَ اَحْوَالٍ وَ مَقَامَاتٍ وَ سُلُوْكٍ، يَعْرِفُ اللُّغَةَ وَالشِّعْرَ، لَهٗ نَظْمٌ كَثِيْرٌ، وَمَجَامِيْعُ حِسَّانٌ، وَتَصَانِيْفُ مُفِيْدَةٌ، وَلَهٗ ذِكْرٌ حَسَنٌ يُذْكَرُ اِلَى الْاٰنَ...... وَمَنَاقِبُهٗ كَثِيْرَةٌ، وَفَضَآئِلُهٗ شَهِيْرَةٌ، وَ بَرَكَاتُهٗ مَعْرُوْفَةٌ

(طبقات ج3 ص318، کتاب الزیارات بدمشق ص53)

علامہ الشیخ عبداللہ البطاحی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ حضرت خضر علیہ والسلام آپ کی خدمت میں شاگردوں کی طرح آ کر بیٹھتے تھے، آپ نے بروز منگل 2 ربیع الاول 501ھ میں وفات پائی۔ رحمۃ اللہ علیہ

3-الحافظ الکبیر ثقۃ الدین، فخر الشافعیہ، امام الحدیث علامہ ابو القاسم علی بن حسن رحمۃ اللہ علیہ، آپ ''ابن عساکر'' کے نام سے مشہور ہیں، آپ بہت بڑے مصنف ہیں، آپ کی ایک کتاب ''تاریخ کبیر'' آٹھ سو جز اور اسی جلدوں پر مشتمل ہے۔ ہر جمعہ میں ایک قرآن شریف اور رمضان میں ہر روز پورا قرآن شریف ختم کیا کرتے، امراء اور حکام سے ہمیشہ کنارہ کش رہتے۔ آپ نے ماہ رجب 571ھ میں وفات پائی (رحمۃ اللہ علیہ)۔

4- حضرت الشیخ الفقیہ، امام الحدیث والاصول والفقہ شیخ الحنابلہ والمحد ثین علامہ زین الدین بن رجب رحمۃ اللہ علیہ، آپ ''ابن رجب'' کے نام سے مشہور ہیں۔ آپ کی تصانیف بہت زیادہ ہیں ان میں چند کے نام یہ ہیں: شرح البخاری، طبقات الحنابلہ، القواعد واللطائف، ریاض الانس، شرح اربعین نوویہ وغیرہ۔ (رحمۃ اللہ علیہ)۔

5۔ حضرت الشیخ العلامہ الفقیہ، امام الحنفیہ علی بن ابی جعفر البلخی رحمۃ اللہ علیہ آپ نے بلاد اسلام میں خصوصیت سے علم دین پھیلایا۔ جب کوئی مشکل مسئلہ درپیش ہوتا تو آپ غسل فرماتے اور دروازہ بند کر کے ساری رات نماز پڑھتے، اس کی برکت سے صحیح مسئلہ کا حل سامنے آ جاتا۔ آپ نے 548ھ میں وفات پائی۔ (رحمۃ اللہ علیہ)۔

6- حضرۃ الشیخ العلامۃ المحدث برہان الدین ابو اسحاق ابراہیم بن محمد الحلبی الدمشقی الشافعی رحمۃ اللہ علیہ۔ آپ بہت بڑے عارف، امام، اور محدث اور صاحب کرامات ہوئے ہیں۔ آپ علامہ ''ناجی'' کے نام سے مشہور ہیں۔ آپ نے 900ھ میں وفات پائی (رحمۃ اللہ علیہ)۔

7- حضرۃ الشیخ العلامۃ العارف الکامل، صاحب الکشف والکرامات شیخ حماد رحمۃ اللہ علیہ آپ بغداد کے بہت بڑے اولیائے کرام میں سے ہیں، سیدنا غوث اعظم رحمۃ اللہ علیہ کے صحبت یافتہ ہیں، بغداد کے مشائخ آپ کی بہت زیادہ تعظیم وتکریم کرتے تھے، آپ نے 525ھ میں وفات پائی۔ علامہ تقی الدین سبکی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ میرا تجربہ ہے جب بھی مجھے کوئی مہم پیش آئی میں نے آپ کی قبر پر حاضر ہوکر دعا کی تو اللہ تعالیٰ نے اس کو پورا فرمایا، اسی طرح مشائخ سلف سے منقول ہے (رحمۃ اللہ علیہ)۔

8- حضرۃ الشیخ العالم العارف الزاہد الولی منصور بن عمار اسلمی الخراسانی رحمۃ اللہ علیہ۔

9- حضرۃ الشیخ العالم الامام الزاہد العابد عبدالرحمٰن بن محمد الفخر بن عساکر الشافعی رحمۃ اللہ علیہ۔

علامہ ابوالمظفر آپ کے متعلق فرماتے ہیں:

كَانَ زَاهِدًا عَابِدًا وَرِعًا، مُنْقَطِعًا اِلَى الْعِلْمِ وَالْعِبَادَةِ، حُسْنِ الْاَخْلَاقِ، قَلِيْل الرَّغْبَةِ فِي الدُّنْيَا، كَثِيْر التَّهَجُّدِ، عزِيْرِ الدَّمْعَةِ، كَثِيْر التّوَاضُعِ، قَلِيْل الْغَضَبِ۔ آپ نے رجب 571ھ میں وفات پائی (رحمۃ اللہ علیہ)۔

10- حضرۃ العلامۃ الحافظ الکبیر، المحدث الشہیر شمس الدین محمد ابن احمد بن عثمان احمد الذہبی رحمۃ اللہ علیہ آپ ''علامہ ذہبی'' کے نام سے مشہور ہیں، آپ کی تصانیف کثیر اور بہت مشہور ہیں، آپ نے 748ھ وفات پائی (رحمۃ اللہ علیہ)۔

11- حضرۃ الشیخ المحقق المحدث الفقیہ الحافظ شہاب الدین، ابو العباس احمد بن علی الفلوجی الحموی رحمۃ اللہ علیہ۔ آپ نے 981ھ میں وفات پائی (رحمۃ اللہ علیہ)۔

12- شیخ الاسلام، فقیہ الشام، علامۃ الزمان، العالم المحقق، الکامل المدقق، رئیس الحنفیۃ ومفتیہا، شیخ نجم الدین محمد بن رجب البہنسی الحنفی رحمۃ اللہ علیہ۔ آپ، علامہ ''بھہنسی'' کے نام سے مشہور ہیں۔ آپ نے 987ھ میں وفات پائی۔

ان کے علاوہ جانے کتنے اللہ والے وہاں آرام فرما ہیں جن کے مزارات کی معلومات بآسانی نہیں ہوسکتیں۔

باب توما: اس باب میں صحابی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سیدنا عثمان الثقفی رضی اللہ عنہ کا مزار مبارک ہے، اسی باب میں قطب الربانی، احد الاولیاء الارکان شیخ الشام سیدی ارسلان، ابو النجم بن یعقوب رحمۃ اللہ علیہ کا مزار شریف ہے۔ آپ ملک شام کے اکابرین اولیاء کرام میں سے ہیں۔ آپ کے ساتھ شیخ الاسلام حجتہ اللہ علی الانام بدرالدین محمد بن محمد الغزی رحمہم اللہ (م 984ھ) کا مزار مبارک ہے، قریب ہی سیف من سیوف اللہ حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ کی مسجد تھی جو ویران ہونے کے بعد اب ایک عام گزرگاہ بن چکی ہے، ساتھ ہی مجاہد کبیر طارق بن زیاد کا مقبرہ بتایا گیا ہے جو بالکل بند ہے۔

اسی باب توما کے باہر سیدنا شرحبیل بن عبداللہ بن مطاع الصحابی وسیدنا ضرار بن ازور الصحابی وسیدہ خولہ بنت ازور صحابیہ مجاہدہ رضی اللہ عنہم کے مزارات مبارکہ ہیں۔

اور اسی باب توما اور باب شرقی کے درمیان سیدنا خالد بن سعید بن العاص الصحابی رضی اللہ عنہ کا مزار مبارک ہے اور باب شرقی کے قریب سید القرأ سیدنا ابی بن کعب بن قیس الصحابی رضی اللہ عنہ کا مزار مبارک ہے۔

باب الفرادیس: باب فرادیس میں میں سیدنا ابی الدحداح الصحابی وسیدنا زبیر بن العوام الصحابی وسیدنا عبدالرحمٰن بن ابی بکر الصدیق رضی اللہ عنہم ورضوا عنہ کے مزارات مبارکہ ومقدسہ ہیں۔

شیخ الاسلام احد العلماء الاعلام المشہورین بالعلم والعمل علامہ ابوشامہ عبدالرحمٰن بن اسماعیل (م 665ھ) صاحب المصنفات المشہورہ رحمۃ اللہ علیہ کا مزار مبارک بھی یہیں ہے۔

حضرت کعب رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں

مَقْبَرَةُ بَابِ الْفَرَادِيْسِ يَبْعَثُ اللّٰهُ مِنهَا سَبعِيْنَ اَلْفُ شَهِيْدٍ، يُشْفَعُ كُلُّ اِنْسَانٍ فِي سَبْعِيْنَ۔

مقبرۂ فرادیس سے اللہ تعالیٰ (قیامت کے دن) ستر ہزار شہید اٹھائے گا اور ان میں کا ہر ایک ستر آدمیوں کی شفاعت کرے گا۔ (کتاب الزیارات بدمشق ص20)

مدحت پاشا بازار: اس بازار میں سیدنا معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ کا مزار مبارک ہے۔

حمیدیہ بازار: اس بازار میں سیدنا ابو ہریرہ الصحابی رضی اللہ عنہ کا مزار مقدس ہے۔

محل بولس الرسول: یہ عیسائیوں کے نزدیک ان کا بہت مقدس مقام ہے، جابجا طرح طرح کی تصاویر آویزاں ہیں۔

جبل قاسیون: یہ بڑا عظیم الشان، بلند اور بہت مبارک پہاڑ ہے، اس میں بڑے بڑے مقدس و متبرک مقامات ہیں۔ اس پہاڑ میں ایک غار ہے جس میں چالیس نبیوں نے بھوک اور پیاس کی حالت میں وفات پائی۔ اس غار کا نام مغارۃ الجوع ہے۔ چنانچہ علامہ ہروی فرماتے ہیں:

اَنَّهٗ مَاتَ بِهَا اَرْبَعُوْنَ نَبِيًّا مِّنَ الْجُوْعِ، وَهُوَ مَكَانٌ شَرِيْفُ، الدُّعَآءِ فِيْهِ مُسْتَجَابٌ۔ یہ مقام بہت مکرم ہے اس میں دعا قبول ہوتی ہے اور اسی غار کے دروازہ پر نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے دو صحابیوں یعنی حضرت عبداللہ بن ابی وقاص اللیثی اور حضرت عمر بن عبدالعزیز الفارسی رضی اللہ عنہما کی قبریں ہیں۔

مغارۃ الدم: یہ وہ غار ہے جس میں حضرت آدم علیہ السلام کے بیٹے قابیل نے ہابیل کو بے گناہ قتل کیا تھا جس کا ذکر قرآن پاک میں موجود ہے۔ اسی وجہ سے اس کو مغارۃ الدم یعنی خون کی غار کہتے ہیں۔ اس غار کے اندر ایک جگہ پتھروں کی شکل ایسی ہے جیسے کوئی بہت بڑا اسنسار کسی کو کھانے کے لئے مونھ کھولے ہوئے ہو۔ کہتے ہیں کہ یہ اسی وقت سے ایسا ہے گویا یہ پہاڑ قابیل کو کھانے لگا تھا مگر حکم الٰہی سے رک گیا۔ اسی غار کے اندر اوپر چھت میں دو آنکھیں سی بنی ہوئی

ہیں ان سے قطرے ٹپکتے رہتے ہیں، کہا جاتا ہے کہ اس واقعہ سے آج تک یہ پہاڑ رو رہا ہے۔ واللہ اعلم۔ اس غار میں بہت سے انبیائے کرام علیہم السلام تشریف لائے ہیں گویا یہ غار مبارک عبادت گاہِ انبیاء ہے۔ چناں چہ اسی میں حضرت ابراہیم علیہ السلام کے نماز پڑھنے کی جگہ بھی ہے، جہاں آپ نے کثرت سے نمازیں ادا فرمائی ہیں۔ علمائے کرام فرماتے ہیں۔ بلا شک وشبہ یہاں دعائیں قبول ہوتی ہیں۔ یہ غار بہت اونچی جگہ واقع ہے۔

کہف جبریل : اسی پہاڑ میں ایک غار کا نام ''کہف جبریل'' ہے، اس کو علامہ الشیخ ابو الفرج محمد بن عبداللہ بن احمد المعروف بابن المعلم رحمۃ اللہ علیہ نے 370 ہجری میں بنایا تھا۔ چناں چہ وہ خود فرماتے ہیں کہ میں نے جبریل امین علیہ السلام کو خواب میں دیکھا تو جبرئیل امین نے مجھ سے فرمایا کہ اللہ سبحانہ وتعالیٰ تجھے حکم فرماتے ہیں کہ تو یہاں مسجد بنا تاکہ اس میں نماز پڑھی جائے اور اس میں ذکر الٰہی ہو۔ میں نے عرض کیا یہ مجھ سے کس طرح ہوگا؟ فرمایا اللہ تیری مدد فرمائے گا، چناں چہ انہوں نے اسی جگہ جو انہیں بتائی گئی، وہاں مسجد بنائی اور اس کا نام کہف جبریل امین رکھا۔ مسجد بنانے کے بعد انہوں نے خواب میں حضور سید عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور جبریل امین کو دیکھا کہ اس میں درخت لگا رہے ہیں۔

(تاریخ دمشق ابن عساکر ص 111 کذا فی کتاب الزیارات بدمشق ص 7)

علمائے کرام فرماتے ہیں کہ جس کو کوئی جائز حاجت ہو وہ غسل کرے اور پاک کپڑے پہنے اور اس غار میں جا کر دو رکعت نماز پڑھے کہ ہر رکعت میں سورۃ فاتحہ کے بعد سات مرتبہ سورۃ اخلاص پڑھے، سلام کے بعد یہ پڑھے۔

اَللّٰھُمَّ اِنِّیۡ اَتَوَسَّلُ اِلَیۡکَ بِجِبۡرِیۡلِ الرُّوۡحِ الۡاَمِیۡنِ وَ مُحَمَّدٍ خَاتَمِ النَّبِیّٖنَ اِلَّا قَضَیۡتَ حَاجَتِیۡ

اے اللہ! میں تیری بارگاہ میں حضرت روح الامین جبریل امین اور حضرت محمد خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا وسیلہ پیش کرتا ہوں کہ میری حاجت پوری فرما!

اور لفظ حَاجَتِیۡ کہتے وقت اپنی حاجت کا ذکر کرے، انشاء اللہ اس کی حاجت پوری ہو

گی۔

مقام اربعین : اسی پہاڑ کی بہت اونچائی پر مغارۃ الدم کے اوپر چالیس ابدال کا مقام ہے جو مقام ''اربعین'' کے نام سے مشہور ہے۔ یہاں چالیس مصلے بنے ہوئے ہیں اور چٹائیاں بچھی ہیں، دائیں طرف ایک منبر نما اونچا مقام ہے۔ صوفیائے کرام فرماتے ہیں کہ شام کے چالیس ابدال ہر جمعرات اور ہر پیر کو یہاں جمع ہوتے ہیں اور سرکار دو عالم ﷺ ان کی مجلس میں تشریف لاتے اور فیض پہنچاتے ہیں۔ ان چالیس ابدالوں کے متعلق بہت سی احادیث کتب احادیث میں موجود ہیں۔ ان میں سے بعض احادیث امام سیوطی رحمۃ اللہ علیہ نے ''الحاوی للفتاوی'' کی دوسری جلد میں نقل فرمائی ہیں ان میں سے چند یہ ہیں:

امیر المؤمنین حضرت علی کرم اللہ وجہہ فرماتے ہیں کہ حضور اکرم ﷺ نے فرمایا:

اَلْاَبْدَالُ یکونون بِالشَّامِ وَھُمْ اَرْبَعُوْنَ رَجُلًا کُلَّمَا مَاتَ رَجُلٌ اَبْدَلَ اللّٰهُ مَكَانَهٗ رَجُلًا يُسْقٰى بِهِمُ الْغَيْثُ وَيُنْتَصَرُ بِهِمْ عَلَى الْاَعْدَآءِ وَيُصْرَفُ عَنْ اَهْلِ الشَّامِ بِهِمُ الْعَذَابُ۔

ابدال شام میں ہیں اور وہ چالیس ہیں جب ان میں سے کوئی مر جاتا ہے تو اللہ تعالیٰ دوسرے کو اس کا قائم مقام بنا دیتا ہے انہیں کے سبب مینھ دیا جاتا ہے اور انہیں کے باعث دشمنوں پر مدد ملتی ہے اور انہیں کے سبب اہل شام سے عذاب پھیرا جاتا ہے۔

(مسند احمد حدیث نمبر: 899، مشکوٰۃ: 6277، کنز العمال: 34591، الحاوی للفتاوی ص 2/456، مطبوعہ مکتبہ القدسی، قاہرہ، مصر 1352ھ)

دوسری روایت جو حافظ ابن عساکر نے اپنی تاریخ میں امیر المؤمنین سے روایت کی ہے اس میں اتنا زیادہ ہے۔

وَيُصْرَفُ عَنْ اَهْلِ الْاَرْضِ الْبَلَآءُ وَالْغَرَقُ (کنز العمال 34589)

کہ انہیں کے سبب اہل زمین سے بلا اور غرق ہونا دفع ہوتا ہے۔

(الحاوی للفتاوی ص 556/ 2)

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

لَایَزَالُ اَرْبَعُوْنَ رَجُلًا مِّنْ اُمَّتِیْ قُلُوْبُھُمْ عَلٰی قَلْبِ اِبْرَاھِیْمَ عَلَیْہِ السَّلَامُ یَدْفَعُ اللّٰہُ بِھِمْ عَنْ اَھْلِ الْاَرْضِ یُقَالُ لَھُمُ الْاَبْدَالُ۔

(طبرانی: 10390۔ الحاوی للفتاوی ج2 ص463۔ کنز العمال 34607)

میری امت میں چالیس مرد ہمیشہ رہیں گے کہ ان کے دل ابراہیم علیہ السلام کے دل پر ہوں گے، اللہ تعالیٰ ان کے سبب اہل زمین سے بلائیں دفع کرے گا، ان کا لقب ابدال ہوگا۔

حضرت عوف بن مالک رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

لَاتَسُبُّوْا اَھْلَ الشَّامِ فَاِنِّیْ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰہِ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم یَقُوْلُ فِیْھِمُ الْاَبْدَالُ بِھِمْ تُنْصَرُوْنَ وَبِھِمْ تُرْزَقُوْنَ (طبرانی 247/4)

اہل شام کو برا نہ کہو کیونکہ میں نے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے سنا آپ فرماتے تھے شام میں ابدال ہوں گے انہیں کے سبب تمہیں مدد ملے گی اور انہیں کے سبب تمہیں رزق ملے گا۔

(طبرانی 120/18، ابن عساکر، الحاوی للفتاوی ج2 ص463۔ کنز العمال 34590)

حضرت عبداللہ بن صفوان رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ یوم صفین میں ایک شخص نے کہا اے اللہ اہل شام پر لعنت کر! یہ سن کر امیر المؤمنین حضرت علی کرم اللہ وجہہ نے فرمایا:

لَاتَسُبَّ اَھْلَ الشَّامِ فَاِنَّ بِھَا الْاَبْدَالُ فَاِنَّ بِھَا الْاَبْدَالُ فَاِنَّ بِھَا الْاَبْدَالُ۔

اہل شام کو برا نہ کہو کیونکہ اس میں ابدال ہیں، اس میں ابدال ہیں، اس میں ابدال ہیں۔

(بیہقی، ابن عساکر، الحاوی للفتاوی ج2 ص458۔ کنز العمال 35017)

اس پہاڑ کے دامن میں بہت سے مقاماتِ مقدسہ اور بہت سے علمائے کرام اور

اولیائے عظام کے مزارات مبارکہ ہیں۔ بعض مقامات پر ٹیکسی وغیرہ آسانی سے جاسکتی ہے۔ چند مقامات کا ذکر ہدیۂ قارئین ہے۔

الشیخ الاکبر: العارف الولی العالم العامل محی الدین محمد بن احمد بن عبداللہ الطائی الحاتمی الاندلسی المعروف ''بابن العربی'' رحمۃ اللہ علیہ صاحب فتوحات مکیہ وفصوص الحکم وغیرہ۔ آپ کی ذات گرامی محتاج تعارف نہیں، دنیائے تصوف میں آپ بہت اونچا مقام رکھتے ہیں۔ آپ غواص بحر حقیقت ہیں۔ ماہ ربیع الثانی 638ھ میں آپ نے وفات پائی، آپ کا مزار مبارک بہت خوب صورت ہے، ساتھ ہی عظیم الشان مسجد ہے، آپ کے مزار مبارک کے ساتھ ہی آپ کے صاحب زادگان جو اپنے وقت کے مجتہد، فقیہ، ادیب اور بزرگ ہوئے ہیں، آرام فرما ہیں (رحمۃ اللہ علیہم)۔

علامہ نابلسی: حضرت شیخ اکبر کے مزار کے قریب ہی کچھ فاصلہ پر حضرت العلامہ السید عبدالغنی نابلسی رحمۃ اللہ علیہ کا نہایت خوبصورت مزار مبارک ہے اور ساتھ ہی داہنی طرف نہایت خوبصورت چھوٹی سی مسجد مبارک ہے۔

الشیخ ابوعمر: الشیخ الکبیر الزاہد العابد العالم العارف القطب الولی الکامل محمد بن احمد بن قدامہ رحمۃ اللہ علیہ صاحب الکشف والکرامات والکمالات والمقامات کا مزار مبارک مدرسہ صالحیہ میں ہے، آپ نے 607ھ میں وفات پائی، آپ کا آخری کلام یہ تھا: اِنَّ اللّٰهَ اصْطَفٰى لَكُمُ الدِّيْنَ فَلَا تَمُوْتُنَّ اِلَّا وَاَنْتُمْ مُّسْلِمُوْنَ (البقرہ:132) آپ کے ساتھ آپ کے صاحب زادے الفقیہ الامام، شیخ الاسلام قاضی قضاۃ الشام عبدالرحمٰن بن محمد رحمۃ اللہ علیہ آرام فرما ہیں۔ آپ نے 682ھ میں وفات پائی۔

الشیخ ابوالسعود: الولی الکامل الصالح ابن ھنفری الجعفری البدوی رحمۃ اللہ علیہ، آپ نے 605ھ میں وفات پائی۔ علامہ شہاب الدین احمد بن محمد بن ابی بکر نقیب الاشراف البکری الحسینی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

یَازَائِرِیْنَ لِاَبِی السَّعُوْدِ بَلَغْتُمْ   کُلُّ الْمُرَادِ وَذَاکَ مِنْهُ لَکُمْ قِرًّا

اے (حضرت) ابوالسعود کی زیارت کرنے والو (ان کے مزار مبارک پر حاضر ہو کر) تم نے اپنی تمام مرادوں اور سکون واطمینان کو پالیا۔

اَحوَالُهُ ظَهَرَتْ فَلَا تَخْفِىُ عَلٰى عَبْدٍ بِعَيْنِ الْقَلْبِ حَقًّا اَبْصَرَا

ان کے احوال خوب ظاہر ہو چکے ہیں اور وہ اس بندہ پر مخفی نہیں ہیں جو قلب کی حق بیں نگاہ سے دیکھتا ہے۔

اَلْجَعْفَرِىُّ وَمَنْ غَدَتْ اَسْرَارُهُ فِى النَّاسِ اَشْهَرُ اَنْ تَعُدَّ وَ تُحَصَّرَا

(حضرت ابوالسعود) الجعفری وہ بزرگ ہیں جن کے اسرار ورموز روز روشن کی طرح لوگوں میں اس قدر مشہور ہیں کہ ان کا شمار نہیں ہوسکتا۔

فَاللّٰهُ يَنْفَعُنَا بِهٖ وَبِجَدِّهٖ اَعْلٰى وَاَشْرَفُ مَنْ يَّشْفَعُ فِى الْوَرٰى

پس اللہ تعالیٰ ہمیں ان کی اور ان کے جدامجد (صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم) جو اشرف و اعلیٰ اور مخلوق کی شفاعت کرنے والے ہیں، کی ذات اقدس سے نفع پہنچائے!

صَلّٰى عَلَيْهِ اللّٰهُ رَبِّىْ دَآئِمًا مَاحَنَّ صَبَّ لِلِقَّآءِ وَتَذَكَّرَا

میرے رب تعالیٰ کا ان پر دائمی درود وسلام ہو جن کی ملاقات کے اشتیاق میں ستون حنانہ رویا تھا۔ (کتاب الزیارات بدمشق ص28۔29)

الشیخ علی الفرشی: الشیخ الکبیر العارف الکامل، صاحب کرامات و ریاضات حضرت علی الفرشی رحمۃ اللہ علیہ آپ کا مزار مغربی جانب المدرستہ المرشدیۃ الحنفیہ کے جوار میں صالحیہ میں ہے۔ علامہ ذہبی نے تاریخ الاسلام میں آپ کی مدح وتعریف کے ساتھ آپ کی کرامات کا بھی ذکر کیا ہے۔ آپ نے 621ھ میں وفات پائی ہے۔

الشیخ ابوبکر بن علی: الشیخ الکبیر، الزاہد العابد، العارف الکامل، صاحب الاحوال والکرامات والمقامات حضرت ابوبکر بن علی بن قوام رحمۃ اللہ علیہ۔ علامہ تاج الدین سبکی رحمۃ اللہ علیہ نے ''الطبقات الکبریٰ'' میں آپ کے مناقب کثیرہ اور آپ کی کراماتِ شہیرہ درج فرمائی ہیں۔ ان میں سے دو ہدیۂ ناظرین ہیں۔ طالب صادق کو چاہیے کہ وہ آپ کے مناقب و

کرامات کے لئے ''طبقات کبریٰ'' دیکھے۔

علامہ سبکی فرماتے ہیں کہ مجھ سے شیخ شمس الدین خابوری نے ذکر کیا کہ میں ایک مرتبہ شیخ ابوبکر کی زیارت کیلئے حاضر ہوا، میرے دل میں خیال پیدا ہوا کہ میں شیخ سے روح کے متعلق گفتگو کروں۔ آپ نے میری طرف توجہ فرمائی اور فرمایا احمد! میں نے عرض کی: لبیک یا سیدی! فرمایا کیا تو قرآن نہیں پڑھتا؟ میں نے عرض کی ہاں یا سیدی! فرمایا پڑھو: وَ یَسْـَٔلُوْنَكَ عَنِ الرُّوْحِ ؕ قُلِ الرُّوْحُ مِنْ اَمْرِ رَبِّیْ وَ مَاۤ اُوْتِیْتُمْ مِّنَ الْعِلْمِ اِلَّا قَلِیْلًا ﴿۸۵﴾ (الاسراء:85) پھر فرمایا

یَا بُنَیَّ شَیْءٌ لَّمْ یَتَکَلَّمْ بِهٖ رَسُوْلُ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کَیْفَ یَجُوْزُ اَنْ تَتَکَلَّمَ فِیْهِ۔

اے بیٹے! یہ ایسی چیز ہے کہ اس میں جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے بھی گفتگو نہیں فرمائی پھر کیسے جائز ہے کہ تو اس میں گفتگو کرے۔

علامہ سبکی فرماتے ہیں کہ مجھ سے شیخ صالح محمد بن ناصر المشہدی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: کہ شیخ ابوبکر نے بہت سے لوگوں کے ساتھ مسجد میں عصر کی نماز پڑھی، میں آپ کے قریب ہی بیٹھا تھا کہ بعض حاضرین نے عرض کی: یا سیدی! ولی کی علامت کیا ہے؟ فرمایا ولی کی علامت یہ ہے کہ اگر وہ اس ستون کو اشارہ کرے تو وہ نور سے جگمگا اٹھے، لوگوں نے دیکھا تو جس ستون کی طرف آپ نے اشارہ کر کے فرمایا تھا تو وہ نور سے جگمگا رہا تھا۔

علامہ سبکی لکھتے ہیں کہ شیخ ابراہیم بن شیخ ابی طالب البطائحی نے فرمایا کہ شیخ ابوبکر حلب میں ٹھہرے ہوئے تھے میں بھی آپ کے ساتھ تھا، آپ نے فرمایا:

وَاللّٰهِ اِنِّیْ لَاَعْرِفُ اَهْلَ الْیَمِیْنِ مِنْ اَهْلِ الشِّمَالِ فِیْهَا۔ وَلَوْ شِئْتُ اَنْ اَسْمِیْهِمْ لَسُمِّیْتُهُمْ، وَلٰکِنْ لَّمْ نُؤْمِرْ بِذٰلِکَ، وَلَا نَکْشِفُ سِرَّ الْحَقِّ فِی الْخَلْقِ۔

خدا کی قسم! بلاشبہ میں اس دنیا میں جنتیوں اور دوزخیوں کو صاف صاف پہچانتا

ہوں اور اگر میں چاہوں تو ان کے نام اور نشانیاں بھی بتا دوں لیکن ہم (اہل اللہ) کو اس کی اجازت نہیں دی گئی کہ حق کے اسرار کو لوگوں میں ظاہر کریں۔

(کتاب الزیارات بدمشق ص 45)

آپ نے 658ھ میں حلب کے قریب ایک گاؤں میں (جسے ''علم'' کہا جاتا ہے) وفات پائی اور بوقت وفات یہ وصیت فرمائی کہ مجھے ارض مقدسہ جبل قاسیون کے دامن میں دفن کرنا۔ چنانچہ آپ کے تابوت کو کچھ عرصہ بعد یہاں منتقل کیا گیا۔

الموفق بن قدامہ: الشیخ الامام العلامۃ موفق الدین بن قدامۃ المقدسی رحمۃ اللہ علیہ، صاحب ''المغنی''۔ جس مقام پر آپ دفن ہیں اس کو ''روضہ'' کہا جاتا ہے۔ علامہ ابن المبرد رحمۃ اللہ علیہ اپنی کتاب ''تأذی الابرار بجوار الاشرار'' میں اس کی وجہ تسمیہ بیان فرماتے ہیں کہ پہلے وہاں ایک ظالم دفن تھا جو کئی مرتبہ خواب میں جلتا ہوا دیکھا گیا تھا جب حضرت موفق الدین وہاں دفن کئے گئے تو اسی ظالم کو لوگوں نے جنت کے باغوں میں سے ایک باغ میں بیٹھے ہوئے دیکھا تو پوچھا کیا حال ہے؟ اس ظالم نے کہا اب خیر ہے کیونکہ جس دن سے اللہ کا نیک بندہ موفق یہاں دفن ہوا ہے اس دن سے اللہ نے ہمارا عذاب دور کر کے ہمارے لئے جنت کے باغوں میں سے یہ ایک باغ کر دیا ہے۔ آپ نے عید الفطر کے دن 620ھ میں وفات پائی۔ رحمۃ اللہ علیہ (کتاب الزیارات بدمشق ص 58)

ابن خلکان: الشیخ الامام الکامل الفاضل العالم الادیب المؤرخ العلامہ ابو العباس شمس الدین احمد بن محمد الرملی رحمۃ اللہ علیہ المعروف ''ابن خلکان صاحب تاریخ و فیات الاعیان''۔ آپ کا مزار مبارک رباط الناصری کے بالمقابل ہے، آپ نے 681ء میں وفات پائی۔

التاج السبکی: الشیخ الامام العارف الکامل قاضی قضاۃ الشام علامہ عبد الوہاب تاج الدین ابن المجتہد المطلق تقی الدین سبکی رحمۃ اللہ علیہما صاحب الطبقات الکبریٰ والوسطیٰ والصغریٰ و جمع الجوامع فی الاصول و معید النعم و مبید النقم وغیرہ۔ آپ نے 771ھ میں طاعون سے

وفات پائی۔ آپ کی قبر انور تربت السبکیین، قاسیون میں ہے۔

برزہ: اسی پہاڑ قاسیون کے دامن میں ایک گاؤں ہے جس کا نام ہے ''برزہ'' اسی گاؤں کے ایک غار میں سیدنا ابراہیم خلیل اللہ علیہ السلام پیدا ہوئے تھے۔ چنانچہ حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں:

وُلِدَ اِبْرَاهِيْمُ عَلَيْهِ الصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ بِغَوْطَةِ دِمَشْقَ فِيْ قَرْيَةٍ يُقَالُ لَهَا ''بَرْزَةُ'' فِيْ جَبَلٍ يُقَالُ لَهٗ قَاسِيُّوْنَ

ابراہیم علیہ الصلوٰۃ والسلام غوطۂ دمشق کے ایک گاؤں ''برزہ'' میں پیدا ہوئے جو جبل قاسیون میں ہے۔

اسی گاؤں ''برزہ'' میں حضرت ابراہیم علیہ السلام کی مسجد بھی ہے۔

زہری رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

مَسْجِدُ اِبْرَاهِيْمَ عَلَيْهِ الصلوة والسَّلَامُ فِيْ قَرْيَةٍ يُّقَالُ لَهَا بَرْزَةٌ، فَمَنْ صَلّٰى فِيْهِ اَرْبَعَ رَكْعَاتٍ خَرَجَ مِنْ ذُنُوْبِهٖ كَيَوْمٍ وَّلَدَتْهُ اُمُّهٗ، وَيَسْأَلُ اللّٰهَ مَاشَاءَ فَاِنَّهٗ لَا يَرُدَّهٗ خَآئِبًا۔

ابراہیم علیہ الصلوٰۃ والسلام کی مسجد جس گاؤں میں ہے اس کو برزہ کہتے ہیں تو جو اس میں چار رکعتیں پڑھے گا وہ گناہوں سے ایسا پاک ہو جاتا ہے جیسا کہ پہلے دن کا بچہ، وہ جو چاہے اللہ سے مانگے اس کو ملے گا۔

(کتاب الزیارات بدمشق ص 16)

مِزّہ: دمشق سے تقریباً دو میل کے فاصلے پر ایک گاؤں ہے جس کا نام مزہ ہے اس میں حضرت دحیۃ الکلبی الصحابی رضی اللہ عنہ اور حضرت اسامہ بن زید الصحابی رضی اللہ عنہ کے مزاراتِ مبارکہ ہیں یہ دونوں بڑے جلیل القدر صحابی، اللہ تعالیٰ اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پیارے ہیں۔

حضرت دحیہ کلبی رضی اللہ تعالیٰ عنہ وہ صحابی ہیں کہ ان کی شکل وصورت میں بھی حضور

اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس حضرت جبریل امین علیہ السلام آیا کرتے۔ اور حضرت اسامہ بن زید کو نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے سواری پر اپنے ساتھ بیٹھنے کا شرف بخشا۔

داریا: دمشق میں ایک گاؤں ہے جس کا نام ہے داریا، اس میں جلیل القدر تابعی، قاریٔ اہل شام، حضرت عبداللہ ابو مسلم خولانی رضی اللہ عنہ کے مزارات مبارکہ ہیں۔ اسود عنسی کذاب نے جب یمن میں نبوت کا جھوٹا دعویٰ کیا تو یہ اس کے پاس تشریف لے گئے اور اس سے فرمایا **اَتَشْھَدُ اَنَّ مُحَمَّدً رَّسُوْلُ اللّٰہِ** کیا تو شہادت دیتا ہے کہ حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اللہ کے رسول ہیں؟ **قَالَ نَعَمْ!** اس نے کہاں ہاں ٹھیک ہے پھر اس نے کہا **اَتَشْھَدُ اِنِّیْ رَسُوْلُ اللّٰہِ؟** کیا تو میرے بھی رسول اللہ ہونے کی شہادت دیتا ہے؟ ابو مسلم نے کہا نہیں تو رسول اللہ نہیں ہے۔ تو اس نے ان کو جلانے کا حکم دیا۔ چنانچہ ان کو آگ میں ڈال دیا گیا مگر بحکم رب العالمین آگ ان پر گلزار ہوگئی اور ان کا ایک بال بھی نہ جلا اور آگ سے انہیں کوئی نقصان نہ ہوا۔ اس پر اسود عنسی نے ان کو یمن سے نکال دیا کہ اگر یہ یہاں رہا تو لوگوں کو میرے خلاف کردے گا۔ ابو مسلم خولانی وہاں سے چل کر مدینہ منورہ آ گئے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم دنیا سے رحلت فرما چکے تھے اور سیدنا ابوبکر صدیق کا دور خلافت تھا حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے ان کو دیکھا تو فرمایا کہاں سے آئے ہو؟ انہوں نے کہا یمن سے! فاروق اعظم نے فرمایا ہمارے اس دوست کا کیا حال ہے جس کو اللہ کے دشمن نے آگ میں جلایا مگر آگ نے اس کا کچھ نقصان نہ کیا؟ انہوں نے کہا ہاں وہ عبداللہ بن ثرب ہے! فرمایا کیا تم ہی ہو؟ انہوں نے کہا ہاں! تو فاروق اعظم نے ان کو گلے لگایا اور پیشانی کو چوما اور پھر ان کو ساتھ لے کر حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے پاس آئے اور ابوبکر اور اپنے درمیان بٹھایا اور فرمایا:

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ الَّذِیْ لَمْ یُمِتْنِیْ حَتّٰی اَرَانِیْ فِیْ اُمَّۃِ مُحَمَّدٍ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ مَنْ فَعَلَ بِہٖ کَمَا فُعِلَ بِاِبْرَاھِیْمَ الْخَلِیْلِ۔

سب تعریف اللہ کے لئے ہے جس نے مجھے مرنے سے پہلے امت محمدیہ میں

سے ایسے شخص کو دکھایا جس کے ساتھ ابراہیم خلیل اللہ کا سا سلوک کیا گیا ہے۔
(الریاض النظرۃ ج 2 ص 17 مطبوعہ مصر 1953ء، کتاب الزیارات بدمشق ص 63)
ان کے قریب ہی بہت بڑے ولی اللہ حضرت ابوسلیمان الدارانی رضی اللہ عنہ کا مزار مبارک ہے کہا گیا ہے کہ یہاں دعا مستجاب ہوتی ہے۔ انہوں نے 205ھ میں وفات پائی۔ (رحمۃ اللہ علیہ)

راویہ: دمشق سے تقریباً چھ سات میل کے فاصلے پر ایک گاؤں ہے جو قریہ راویہ اور قبر الست کے نام سے مشہور ہے۔ اس میں حضرت سیدہ، طاہرہ، صابرہ زینب الکبریٰ بنت سیدنا امیر المؤمنین علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہما کا عظیم الشان مزار مبارک ہے۔ جہاں تک ان کے فضائل ومناقب کا تعلق ہے وہ احاطہ تحریر سے باہر ہیں، یہی کیا کم ہے کہ یہ سیدہ، حضور سید العالمین صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی نواسی، سیدنا علی المرتضیٰ وسیدتنا فاطمۃ الزہرا رضی اللہ عنہما کی بیٹی، اور حضرات حسنین کریمین رضی اللہ عنہما کی بہن ہیں۔ یہی وہ سیدہ صابرہ ہیں جو میدان کربلا میں سیدنا حضرت حسین کے ساتھ تھیں اور یہی وہ سیدہ ہیں جنہوں نے کاروان اہل بیت نبوت کو دن کے وقت لٹتے ہوئے دیکھا تھا۔ یہی وہ صابرہ ہیں جنہوں نے چمن زہرا کے مہکتے پھولوں کو میدان کربلا میں یزیدی لشکر کے ظلم وستم کا شکار ہوتے ہوئے دیکھا تھا، یہی وہ سیدہ زینب ہیں جنہوں نے نبی کریم علیہ التحیۃ والتسلیم کی آنکھوں کے تاروں، حضرت علی مرتضیٰ اور خاتون جنت کے جگر کے ٹکڑوں کو دشمنوں کی تلواروں اور تیروں سے چھلنی ہوتے ہوئے اور اپنے خون سے کربلا کی زمین کو رنگین بناتے ہوئے دیکھا تھا، یہی وہ صابرہ ہیں جنہوں نے حسین وعباس جیسے بھائیوں علی اکبر وقاسم جیسے بھتیجوں، محمد وعون جیسے بیٹوں، اور خاص عزیزوں کی لاشوں کو زخمی، خون میں تربتر خاموش پڑے ہوئے دیکھا تھا، یہی وہ صابرہ ہیں جنہوں نے باوجود مصائب وآلام کے بادلوں میں گھر جانے اور مظالم کے پہاڑوں تلے دب جانے کے بھی صبر واستقلال کا دامن نہیں چھوڑا تھا۔ رَضِیَ اللّٰہُ عَنۡھُمۡ وَرَضُوۡاعَنۡہُ۔

حضرۃ الشیخ ابوبکر الموصلی رحمۃ اللہ علیہ اپنی کتاب ''فتح الرحمٰن'' میں فرماتے ہیں کہ میں نے بارہ سال متواتر سیدہ زینب الکبریٰ رضی اللہ عنہا کی بارگاہ اقدس میں حاضری دی ہے۔ میرا طریقہ یہ تھا کہ جب میں حاضر ہوتا تو حجرہ کے اندر نہیں جاتا تھا، اور نہ میں ان کے چہرۂ انور کے سامنے ہوتا تھا بلکہ اس خیال سے کہ علمائے کرام کا ارشاد ہے کہ ''زائر کو چاہئے کہ میت کے ساتھ ایسا معاملہ کرے جیسا کہ اس کے ساتھ کیا جاتا اگر وہ زندہ ہوتا'' باہر ہی سے سلام و نیاز پیش کر کے آ جاتا تھا۔ ایک دن میں نے خواب میں دیکھا کہ سیدہ اپنی قبر سے نکلیں، آپ بڑے جلال وعظمت اور شان ووقار والی تھیں اور مجھے فرمایا:

یَا بُنَیَّ! زَادَکَ اللّٰہُ اَدَبًا، اِنَّ جَدِّیْ وَ اَصحَابَہٗ کَانُوْا یَزُوْرُوْنَ اُمِّ اَیْمَنَ حَاضَنَتَہٗ بَعْدَ مَوْتِھَا۔

اے بیٹے! اللہ تیرے ادب کو زیادہ کرے، بیشک میرے نانا جان اور آپ کے اصحاب ام ایمن کی وفات کے بعد اس کی زیارت کیا کرتے تھے۔ جس نے بچپن میں آپ کی خدمت کی تھی۔ (کتاب الزیارات ص22)۔

مزاراتِ صحابہ: دمشق کے اسی قریۂ راویہ سے قریۂ حجیرا کی طرف جاتے ہوئے راستے میں سیدنا مدرک بن زیاد الفزاری الصحابی رضی اللہ عنہ کا مزار مبارک ہے۔

اور دمشق سے ''عقربا'' کے راستے میں بیت رانس کے قریب ایک گاؤں ہے جس میں سیدنا ابومرثد الغنوی کناز بن الحصین بن یربوع الصحابی البدری رضی اللہ عنہ کا مزار مبارک ہے۔

دمشق کے قریب ہی ایک گاؤں جس کا نام ہے ''منیحہ'' اس میں سیدنا سعد بن عبادۃ الانصاری الصحابی رضی اللہ عنہ کا مزار مبارک ہے۔

اسی طرح دمشق کے قریب ایک گاؤں ہے جس کا نام ''عذرا'' ہے اس میں سات صحابہ کرام دفن ہیں جن کے نام یہ ہیں۔

(1) حجر بن عدی (2) شریک شداد الحضرمی (3) صیفی بن قبیل یافسیل الشیبانی

(4) قبیصہ بن ضبیعۃ العبسی (5) محرز بن شہاب المنقری السعدی (6) کرام بن حیان العنزی (7) عبدالرحمٰن بن حسان العنزی رَضِیَ اللّٰهُ عَنۡهُمۡ وَرَضُوۡا عَنۡهُ۔

میدان الحصا : دمشق کے میدان الحصا میں حضرت صہیب رومی الصحابی رضی اللہ عنہ کا مزار مبارک مشہور ہے۔

مسجد القدم : دمشق کے قریب ہی ایک گاؤں ہے جو مسجد القدم کے نام سے مشہور ہے، اس مسجد میں ایک پتھر ہے جس پر حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے قدم مبارک کا نشان ہے، وہ پتھر دیوار کے اندر ایک طاق بنا کر اس میں لگایا ہوا ہے، شیشہ کے اندر سے نظر آتا ہے۔

مسجد ابوعبیدہ : باب الجابیہ میں ایک چھوٹی سی خوبصورت مسجد ہے جس کو امیر المجاہدین حضرت ابوعبیدہ عامر بن الجراح رضی اللہ عنہ نے فتح کے زمانے میں بنایا تھا، یہ صحابی رسول ان دس صحابہ میں سے ایک ہیں جنہیں عشرہ مبشرہ کہا جاتا ہے۔ ہر نماز کے وقت مسجد بھر جاتی ہے۔

مقبرۃ الصوفیہ : دمشق میں ایک قبرستان ہے جو ''مقبرۃ الصوفیہ'' کے نام سے مشہور ہے، اس میں بڑے بڑے مشاہیر، ائمہ، فقہا، علماء، محدثین، مفسرین آرام فرما ہیں جن میں چند کے نام یہ ہیں۔

الشیخ الامام العلامہ ابراہیم بن سلیمان الحنفی الحمودی رحمۃ اللہ علیہ جو ''حموی'' کے نام سے مشہور ہیں (متوفی 732ھ)۔

الشیخ الامام المورث ابراہیم بن عبدالرزاق الحنفی شارح القدوری رحمۃ اللہ علیہ، (متوفی 809ھ)۔

الشیخ الامام العلامہ المحدث المفسر عمادالدین بن کثیر القرشی البصری ثم الدمشقی رحمۃ اللہ علیہ جو ''ابن کثیر'' کے نام سے مشہور ہیں، (متوفی 643ھ)۔

الشیخ العلامہ الزاہد العابد الورع شیخ النووی عبدالرحمٰن بن نوح رحمۃ اللہ علیہ، (متوفی 654ھ)۔

الشیخ العلامہ المحدث احمد بن عبدالحلیم النمیری الحرانی جو ''ابن تیمیہ'' کے نام سے مشہور ہیں، (متوفی 728ھ)۔

الشیخ العلامہ المورث المفسر الفقیہ تقی الدین ابوعمرو بن الصلاح الشہر زوری رحمۃ اللہ علیہ جو ''ابن الصلاح'' کے نام سے مشہور ہیں (متوفی 643ھ)۔

اصل میں دمشق بہت سے انبیاء، صحابہ، تابعین، علماء، اولیاء، صالحین کا مسکن مدفن ہے۔ چنانچہ حضرت عبداللہ بن سلام رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ دمشق میں ایک ہزار انبیاء کرام علیٰ نبینا وعلیہم الصلوٰۃ والسلام کی قبریں ہیں۔ (کتاب الزیارات ص 96)۔

عہد فاروقی میں جب کہ حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ دمشق کے امیر تھے، تو ایک مرتبہ حضرت کعب احبار رضی اللہ عنہ (جو پہلے یہود کے بہت بڑے علماء میں سے تھے اور آسمانی کتابوں کے عالم تھے) بیت المقدس سے 30ھ میں دمشق تشریف لائے اور حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ سے ملاقات فرمائی۔ امیر معاویہ نے ان سے دمشق کے مقامات مقدسہ کے متعلق پوچھا، انہوں نے جبل قاسیون اور اس کے مضافات میں انبیاء کرام علیہم السلام کے مزارات اور حضرت ہابیل کے قتل کی جگہ، اصحاب کہف کی غار اور حضرت سیدنا ابراہیم علیہ السلام کی ولادت گاہ وغیرہ چند مقامات دکھائے، حضرت معاویہ نے اس خوشی میں ان کو بہت سا مال بطور ہدیہ پیش کیا۔ (کتاب الزیارات ص 98)۔

اس دمشق شہر کے فضائل میں اکابر علماء ومحدثین حضرات نے بہت سی کتابیں تصنیف فرمائی ہیں بلاشبہ یہ شہر بلکہ یہ پورا ملک بہت ہی مبارک ہے۔

دمشق میں مقاماتِ مقدسہ کے علاوہ نہایت خوبصورت مناظر اور سرسبز باغات ہیں، شہر کے صاف ستھرے بازار ہیں اور بعض بازاروں میں نہریں جاری ہیں، جن سے خوبصورتی میں اور اضافہ ہوگیا ہے، پھل کثرت سے ہوتا ہے، باشندے بہت خوبصورت اور خوش پوش ہیں، اکثر عورتیں باریک کپڑے کا نقاب رکھتی ہیں اور بعض بے نقاب پھرتی ہیں، اکثر عورتوں کی پنڈلیاں انگریز عورتوں کی طرح بالکل ننگی ہوتی ہیں۔ یہاں کے باشندوں کی

اکثریت مغربی تہذیب سے متاثر ہوچکی ہے البتہ علماء اکثر باشرع اور صحیح العقیدہ اہلسنت و جماعت ہیں۔تقریباً ہر مسجد میں اذان کے بعد ان الفاظ میں صلوٰۃ وسلام پڑھا جاتا ہے۔ اَلصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلَیْکَ یَا سَیِّدِنَا یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلَیْکَ یَا حَبِیْبِنَا یَا حَبِیْبَ اللّٰہِ وَعَلٰی آلِکَ وَاَصْحَابِکَ یَاسَیِّدِنَا یَا نَبِیَّ اللّٰہُ! فجر اور عشاء کی اذان کے وقت مختلف القاب کے ساتھ زیادہ پڑھتے ہیں۔مجالس میلاد مبارک، مجالس دلائل الخیرات شریف اور مجالس قصیدہ بردہ شریف منعقد ہوتی ہیں جن میں بڑے ذوق و شوق سے ذکر میلاد، درود شریف اور قصیدہ بردہ شریف پڑھا جاتا ہے۔ سیدی حضرت ابراہیم الغلائنی رحمۃ اللہ علیہ کے عرس مبارک میں بھی شرکت کا اتفاق ہوا۔قرآن خوانی کے بعد باقاعدہ دست بستہ نہایت ادب و احترام کے ساتھ کھڑے ہوکر مدینہ منورہ کی طرف مونھ کرکے عربی کے عمدہ لہجے میں سلام پڑھا گیا: یَا نَبِیْ سَلَامُ عَلَیْکَ، یَا رَسُوْل سَلَامُ عَلَیْکَ، یَا حَبِیْبُ سَلَامُ عَلَیْکَ، صَلَوَاۃُ اللّٰہِ عَلَیْکَ۔

صلوٰۃ وسلام کے بعد دعائے خیر کی گئی، اور شیرینی تقسیم ہوئی۔

بیروت: اگرچہ دمشق سے بیروت تک ہوائی جہاز کا ٹکٹ بھی میرے پاس موجود تھا، مگر دمشق سے ہوائی جہاز ہفتہ میں ایک مرتبہ جاتا ہے کیونکہ مسافت کوئی زیادہ نہیں ہے اور ہوائی جہاز پر جانے میں چار روز کا انتظار کرنا پڑتا تھا، اس لئے ٹیکسی میں جانے کا پروگرام بنالیا اور پانچ لیرے کرایہ دے کر سیٹ بک کرالی۔ حضرت مولانا عبدالوہاب صاحب قبلہ نے دعائیں دے کر مؤرخہ یکم فروری کو صبح ناشتہ کے بعد رخصت فرمایا اور محترم الشیخ منیر صاحب کو ساتھ کیا کہ جاؤ روانہ کرکے آؤ۔

ٹیکسی روانہ ہوئی۔ راستہ میں سرحد پر پاسپورٹ چیک ہوا، اور (شام سے) خروج کی مہر لگی اور سرحد پار کرکے بیروت (لبنان) میں دخول کی مہر لگی۔ اس طرح اڑھائی گھنٹے میں ٹیکسی بیروت پہنچ گئی۔ میں نے اپنا اٹیچی اور بستر ٹیکسی سٹینڈ والوں کے کمرۂ سامان میں جمع کروادیا اور رسید لے لی اور ان سے امریکن یونیورسٹی آف بیروت کا پتا پوچھا۔ انہوں نے کہا

وہ سامنے چوک سے ہر دس منٹ کے بعد ٹرام جاتی ہے۔ میں ٹرام میں آ کر بیٹھ گیا، ٹرام چلی اور چند منٹوں میں یونیورسٹی کا گیٹ آ گیا۔ میں نے ٹرام سے اتر کر گیٹ کے دفتر معلومات سے اپنے دوست عبدالحمید جتالا کا پتا پوچھا۔ انہوں نے کہا چند منٹ ٹھہریئے، ہم ان کو ابھی بلوا دیتے ہیں۔

امریکن یونی ورسٹی: اس یونیورسٹی میں تقریباً ہر ملک کے طلباء و طالبات مختلف کورس پاس کرنے کے لئے آتے ہیں۔ تعلیم و تربیت کا نہایت بہترین انتظام ہے، پاکستان کے بھی پچاس ساٹھ طلباء داخل ہیں۔ میرے محترم دوست اور پیر بھائی عبدالحمید صاحب جتالا ساکن چک نمبر 86/GR (منٹگمری) بھی اس یونیورسٹی میں پانچ سال کا کورس پاس کرنے کے لئے آئے ہیں۔ جن دنوں میں اوکاڑا میں رہتا تھا اور منٹگمری جمعہ پڑھایا کرتا تھا، وہ ہر جمعہ کو آتے اور بعض مرتبہ اپنے گاؤں میں لے جاتے، اسی طرح اپنے پیر خانے شرق پور شریف بھی ہم ہمیشہ ہی اکٹھے جاتے۔ بہر حال عبدالحمید صاحب سے گھریلو تعلقات ہیں اور وہ بالکل قریبی عزیزوں کی طرح ہیں۔ اتنے تعلقات ہوتے ہوئے لطیفہ یہ ہے کہ میں نے ان کو اپنے آنے کی اطلاع تک نہیں دی تھی، جب ان کو اطلاع ملی کہ پاکستان سے تمہارے ایک دوست آئے ہیں جو تمہیں ملنا چاہتے ہیں اور وہ گیٹ پر دفتر معلومات میں بیٹھے ہوئے ہیں تو وہ متعجب ہوئے کہ وہ کون دوست ہیں؟ خیر وہ آئے، اور آتے ہی فرط محبت سے لپٹ گئے اور اس بغیر اطلاع کے اچانک آنے پر بہت حیران اور مسرور تھے۔

چونکہ یونیورسٹی ہاسٹل میں سوائے طلباء کے کوئی غیر آدمی نہیں رہ سکتا اس لئے حمید صاحب نے کہا کہ میں آپ کی رہائش کا انتظام اپنے ایک مخلص دوست کے ہاں کرتا ہوں جنہوں نے ایک پرائیویٹ مکان کرائے پر لیا ہوا ہے اور اس میں گنجائش بھی ہے، میں نے کہا کسی ہوٹل میں کوئی کمرہ لے لیتے ہیں۔ انہوں نے کہا یہاں کرایہ بہت زیادہ لیتے ہیں اور آپ سفر میں ہیں۔ میں نے کہا آپ کی مرضی۔ چنانچہ وہ مجھے ہمراہ لے کر اپنے دوست ڈاکٹر عزت علی خاں صاحب اور چودھری صاحب کے ہاں پہنچے جو گوجرہ پاکستان کے رہنے

والے اور اسی یونیورسٹی میں کورس کر رہے ہیں۔ ڈاکٹر صاحب اور چودھری صاحب بڑی خندہ پیشانی سے ملے اور بہت زیادہ خوشی و مسرت کا اظہار کیا اور کہا ہمارے لئے اس سے بڑھ کر اور کیا سعادت ہوگی کہ ہمیں آپ کی خدمت کا موقع ملا۔ میں نے ان کا شکریہ ادا کیا اور ان کا خلوص اور اصرار دیکھ کر اظہار رضا مندی کر دیا۔ چنانچہ ٹیکسی اسٹینڈ سے سامان لا کر ان کے ہاں رکھ دیا اور ایک ہوٹل میں گئے، کھانا وغیرہ کھایا اور واپس آ گئے۔ کافی دیر تک پاکستان کے حالات پر گفتگو ہوتی رہی، شام کا کھانا ڈاکٹر صاحب اور چودھری صاحب نے خود تیار کیا، کھانا کھایا اور نماز سے فارغ ہو کر سو گیا۔ صبح اٹھ کر نماز پڑھی اور وظیفہ سے فارغ ہو کر غسل کیا اور کپڑے تبدیل کئے، ناشتہ وغیرہ سے فارغ ہو کر بیروت کی کچھ سیر کی۔ اور بی، او، اے، سی کے دفتر میں جا کر القدس جانے والے جہاز کا پتا کیا، معلوم ہوا کہ ایک دن میں دو تین جہاز جاتے ہیں۔ اگرچہ حمید صاحب اس پر مصر تھے کہ میں ان کے پاس زیادہ دیر ٹھہروں مگر رمضان شریف کا چاند ایک دو دن کے بعد نکلنے والا تھا، اس لئے میں نے حمید صاحب کو مجبور کر دیا کہ وہ مجھے کل ہی جانے دیں۔ چنانچہ وہ مان گئے اور اگلے دن جانے والے عرب ایئر ویز کے جہاز پر سیٹ بک کروا دی گئی۔

بیروت، لبنان کا دارالحکومت ہے، نہایت خوبصورت اور ترقی یافتہ شہر ہے، جدید قسم کی عالی شان عمارتیں ہیں، سمندر کے کنارے اور پہاڑوں پر تفریح گاہیں ہیں، بازاروں میں خوب گہما گہمی رہتی ہے، اکثر ممالک کے سیاح چلتے پھرتے نظر آتے ہیں، دکانیں خوب سجی ہوئی ہیں، پھل میوے اور سبزیاں بکثرت ہوتی ہیں، ٹریفک بہت زیادہ ہے، باشندے بہت ہی زیادہ خوش شکل اور خوش پوش ہیں۔ مغربیت بہت زیادہ غالب ہے، تمام عورتوں کے سروں کے بال کٹے ہوئے، گھٹنوں تک فراک پہنے ہوئے بالکل یورپین عورتوں کی طرح ہیں۔ پردہ بالکل ہی نہیں ہے الا ماشاء اللہ۔ چودھری صاحب اور عبدالحمید صاحب نے بتایا کہ یہاں، سمندر کے کنارے، تفریح گاہوں اور کلبوں میں مرد عورتیں نیم عریاں اور بالکل برہنہ بھی نہاتے اور کھیلتے ہیں، رات کو کلبوں اور ہوٹلوں میں عریاں ناچ اور گانا وغیرہ ہوتا ہے

اور جا بجا عیاشی کے اڈے ہیں۔ شراب عام ہے۔ اکثر ممالک کے عیاش امراء یہاں عیاشی کے لئے آتے ہیں اور اپنا جوش وغیرہ جھاڑ کے چلے جاتے ہیں۔ اَللّٰھُمَّ احْفِظْنَا مِنْ ھٰذِہِ الْفَوَاحِشِ وَالْمُنْکَرَاتِ۔

دوسرے دن ڈاکٹر صاحب اور چودھری صاحب سے رخصت ہو کر وقت مقررہ پر ہوائی اڈے پہنچ گئے۔ عبدالحمید جتالا صاحب کے دو اور دوست بھی ان کے ہمراہ ہوائی اڈے پر آئے تھے، میں چار پانچ روز کے بعد واپس آنے کا وعدہ کر کے ان سے رخصت ہوا، تھوڑی دیر کے بعد وہ گیلری میں کھڑے ہوئے القدس جانے والے جہاز کی پرواز کو دیکھ رہے تھے۔

القدس: 3 فروری کو بیروت سے چل کر تقریباً دو گھنٹے کے بعد القدس پہنچے، چونکہ کسٹم ڈیوٹی کی کوئی چیز نہ تھی اس لئے جلدی ہی کسٹم کے کمرہ سے باہر آ گئے، پاسپورٹ پر دخول کی مہر لگانے والوں نے پانچ لیرے فیس کے وصول کر کے مجھ سے پوچھ کر پندرہ دن رہنے کی مدت لکھ دی۔ ہوائی کمپنی کی گاڑی میں سوار ہو کر شہر میں داخل ہوئے اور ''زاویۃ الھندیہ'' پہنچے۔ گاڑی والوں نے بھی ایک لیرے کا مطالبہ کر دیا اور کہا کہ اگر آپ ہوائی کمپنی کے دفتر پر اتر جاتے، تو آپ سے کچھ نہ لیا جاتا، لیکن اب آپ کو آپ کی مطلوبہ جگہ پر پہنچایا ہے لہٰذا ایک لیرا کرایہ مزید دینا پڑے گا، حالانکہ یہ جگہ دفتر سے قریب ہی تھی اور گاڑی میں اور سواریاں بھی بیٹھی رہی تھیں جنھوں نے اپنے اپنے مقام پر اترنا تھا، تاہم ایک لیرا دینا ہی پڑا۔ گاڑی سے اتر کر ایک مزدور کو سامان اٹھوایا۔ زاویہ کے اندر پہنچتے ہی ایک پاکستانی لڑکے پر نظر پڑی، وہ مجھے دیکھ کر دوڑتا ہوا آیا اور آ کر سامان مزدور کے سر سے اتارا اور پوچھنے لگا آپ کہاں سے آئے ہیں، آپ کا نام کیا ہے؟ میں نے مختصر بتا کر پوچھا تم کہاں کے رہنے والے ہو، کس طرح آئے ہو؟ بولا میں لاہور کا رہنے والا ہوں اور میرے ساتھ چند اور ساتھی ہیں جو شام کو آ جائیں گے، ہم سب زیارتیں کرتے ہوئے آ رہے ہیں اور یہاں آئے ہوئے دو ماہ ہو گئے ہیں اور آگے حج کرنے جانا ہے۔ میں نے پوچھا شیخ منیر صاحب کہاں ہیں؟ بولا وہ کہیں گھر سے باہر گئے ہوئے ہیں تھوڑی دیر کے بعد آ جائیں

گے۔ چنانچہ تھوڑی ہی دیر کے بعد شیخ منیر صاحب آ گئے۔ ان سے ملاقات ہوئی میں نے وہ خط پیش کیا جو ان کے نام میرے مخدوم و محترم حضرت مولانا شاہ احمد نورانی قبلہ دامت برکاتہم العالیہ نے تحریر فرمایا تھا۔ شیخ منیر صاحب خط پڑھ کر خوش ہوئے اور کہنے لگے کتنے روز کا قیام ہے؟ میں نے کہا کوئی چار پانچ روز! انہوں نے خادم زاویہ کو بلایا اور کہا فلاں کمرہ صاف کر کے اس کی چابی آپ کو دے دو اور مجھ سے کہا کہ ویسے تو ہم چار لیرے یومیہ کمرے کا کرایہ لیتے ہیں مگر آپ سے تین لیرے لیں گے۔ میں نے کہا صاحب جس طرح آپ کی مرضی۔ پھر کہنے لگے اچھا فی الحال دس لیرے مجھے دے دیں پھر بعد میں دیکھا جائے گا۔ میں نے دس لیرے ان کے حوالے کئے اور چابی لے کر کمرے میں آ گیا اور اسی لڑکے نے میرا سامان لا کر اندر رکھ دیا۔ بعد میں معلوم ہوا کہ وہ لڑکا اور اس کے ساتھی بھیک مانگ مانگ کر اپنا گزارہ کرتے ہیں اور اس طرح پاکستان کا نام بدنام کر رہے ہیں۔

زاویۃ الہندیہ: یہ زاویہ نواب صاحب حیدر آباد دکن نے زائرین کے آرام و رہائش کے لئے بنوایا تھا۔ اور شیخ ناظر حسین صاحب انصاری کو اس کا ناظم و نگران مقرر کیا تھا۔ انہوں نے بعد میں اس کا کچھ حصہ جدید طرز پر تعمیر کروایا۔ شیخ منیر صاحب ان ہی کے فرزند ہیں اور اب اس زاویہ کے ناظم و نگران ہیں۔ بہر صورت زاویہ کے کمرے اچھے صاف ستھرے ہیں اور رہائشی ضروریات کا اچھا انتظام ہے۔

بیت المقدس: میں نے اسی پاکستانی لڑکے کو ساتھ لیا اور مسجد اقصیٰ کی طرف روانہ ہوا۔ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے ارشاد کے مطابق اس مسجد میں ایک نماز پڑھنے پر پچاس ہزار نماز پڑھنے کا ثواب ملتا ہے۔ مسجد شریف، زاویہ کے قریب ہی ہے۔ حرم شریف میں داخل ہوتے ہی دل خوشیوں اور مسرتوں سے اچھلنے لگا۔ اللہ اللہ کہاں یہ مقدس مقام اور کہاں میں رُوسیاہ انسان۔ سب سے پہلے وہ مقدس گنبد، جو صخرہ شریف کے اوپر بنا ہوا ہے نظر پڑا، اس کو دیکھتے ہی آنکھیں اشکبار ہو گئیں، اللہ کریم کا لاکھ لاکھ شکر ادا کیا جس نے محض اپنے فضل و کرم سے ان مقدس مقامات کی حاضری کا شرف بخشا۔ وضو کیا اور مسجد شریف کے اندر جا کر

پہلے دو رکعت نماز تحیۃ المسجد اور پھر نماز عصر ادا کی۔ نماز کے بعد مسجد شریف میں بیٹھا درود شریف پڑھتا رہا، مغرب کی اذان ہوئی، سبحان اللہ مؤذن صاحب نے عرب کے مخصوص لہجہ میں اذان دی اور اذان کے بعد درود وسلام پڑھا اَلصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلَیْکَ یَا سَیِّدَنَا، یَارَسُوْلَ اللّٰہِ! وَعَلٰی اٰلِکَ وَاَصْحَابِکَ یَا حَبِیْبَ اللّٰہِ! سن کر دل باغ باغ ہو گیا۔ مسجد میں کافی لوگ جمع ہو چکے اور ہو رہے تھے، میں پہلی صف میں بیٹھا ہوا تھا۔ امام صاحب تشریف لائے دیکھ کر حیرت ہوئی کہ اتنی بڑی مسجد کے امام اور تارک سنت، کیونکہ ان کی داڑھی مونڈی ہوئی تھی۔ لاحول ولاقوۃ الا باللہ ۔ ناچار کھڑا ہو گیا اور جماعت کے ساتھ نماز پڑھی، پھر اعادہ کر لیا۔ نماز کے بعد سوائے چند افراد کے جو ذکر اذکار میں مشغول تھے باقی سب چلے گئے۔ میں نے مسجد شریف کی اچھی طرح زیارت کی اور چند مقامات پر نوافل ادا کیے، یہ مسجد حرم مسجد اقصیٰ کے اندر بنی ہوئی ہے جس کا طول بجانب قبلہ تقریباً تین سو فٹ اور عرض دو سو پچاس فٹ ہے۔ درمیان میں چودہ بڑے بڑے ستون ہیں، محراب کے ساتھ لکڑی کا نہایت خوبصورت منبر ہے جس کی بارہ سیڑھیاں ہیں۔ دائیں طرف عورتوں کیلئے بہت بڑا ہال ہے اور بائیں طرف محرابِ حضرت زکریا علیہ السلام ہے۔، پوری مسجد شریف کے اندر بہترین قالین بچھے ہوئے ہیں، دروازۂ مسجد کے پاس بائیں طرف ایک تہ خانہ ہے جس کے متعلق یہ مشہور ہے کہ حضرت سلیمان علیہ السلام شرارتی جنوں کو اسی تہ خانہ کے اندر ستونوں کے ساتھ باندھ کر سزا دلوایا کرتے تھے۔ چنانچہ ستونوں کے اندر اب بھی آہنی حلقے پڑے ہوئے ہیں۔ عشاء کی نماز کے بعد مسجد شریف کا دروازہ بند ہو گیا۔ میں نے بازار میں جا کر ایک ہوٹل سے کھانا کھایا اور زاویہ میں آ کر سو گیا۔ دوسرے دن فجر کی اذان سے پہلے ہی مسجد شریف میں آ گیا اور اشراق تک مسجد کے اندر ہی بیٹھا رہا اور ایک بار پھر پورے حرم شریف کی اچھی طرح زیارت کی۔

حرم شریف: مسجد اقصیٰ کے حرم شریف کا طول بجانب قبلہ تقریباً سولہ سو فٹ اور عرض تیرہ سو فٹ ہے چاروں طرف دیوار اور اس میں دروازے ہیں۔ درمیان میں چبوترہ اور اس

کے اوپر نہایت عظیم الشان گنبد والی عمارت ہے جس کے اندر صخرہ شریف ہے۔ یہی وہ مبارک پتھر کی چٹان ہے جس پر معراج کی رات حضور اکرم ﷺ اور جبریل امین کے قدم مبارک آئے تھے چنانچہ آپ انبیائے کرام علیہم السلام کی امامت فرمانے کے بعد آسمانوں پر تشریف لے جانے کے لئے اسی صخرہ شریف پر آ کر براق پر سوار ہوئے تھے۔ حرم شریف کے اندر جا بجا چھوٹی بڑی عمارتیں بنی ہوئی ہیں جن میں بعض انبیاء، اولیاء، علماء کے مزارات ہیں اور بعض کے ساتھ کچھ اور یادیں وابستہ ہیں۔ اسی طرح کہیں کہیں درخت اور گھاس وغیرہ بھی ہے، چاروں طرف صخرہ شریف کے چبوترہ پر آنے کے لئے سیڑھیاں اور دروازے بھی بنے ہوئے ہیں۔ اس صخرہ شریف میں حضور اکرم ﷺ کے تبرکات میں سے تین موئے مبارک اور ایک قدم مبارک ہے۔ اسی صخرہ شریف کے پاس ہی بائیں طرف وہ مقام ہے جہاں حضرت داؤد اور حضرت سلیمان علیہا السلام وعظ و نصیحت اور مقدمات کے فیصلے وغیرہ کیا کرتے تھے، اس مقام کے اوپر چھوٹا سا گنبد بنا ہوا ہے۔

یہی وہ مقدس مقام ہے جس کا ذکر قرآن پاک میں فرمایا گیا ہے:

سُبْحٰنَ الَّذِیْۤ اَسْرٰی بِعَبْدِهٖ لَیْلًا مِّنَ الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ اِلَى الْمَسْجِدِ الْاَقْصَا الَّذِیْ بٰرَكْنَا حَوْلَهٗ لِنُرِیَهٗ مِنْ اٰیٰتِنَا ؕ اِنَّهٗ هُوَ السَّمِیْعُ الْبَصِیْرُ ① (الاسراء)

”پاک ہے وہ (اللہ) جو اپنے عبد (مقدس) کو راتوں رات لے گیا مسجد حرام سے مسجد اقصیٰ تک جس کے گرداگرد ہم نے برکتیں رکھی ہیں تاکہ ہم اسے اپنی (عظیم) نشانیاں دکھائیں بیشک وہ سمیع و بصیر ہے“۔

مزار حضرت سلیمان علیہ السلام: حدود حرم شریف کے اندر ہی نبی اللہ حضرت سیدنا سلیمان علیہ السلام کا مزار ہے۔ قبر انور تقریباً تیس فٹ لمبی اور بارہ فٹ اونچی ہے۔ اوپر سبز رنگ کا غلاف ہے، سر انور کی طرف سبز رنگ کا بہت بڑا عمامہ رکھا ہوا ہے، یہاں کی حاضری کے بعد حضرت مریم صدیقہ علیہا السلام کے مزار شریف پر حاضری دی۔

مزار مریم صدیقہ علیہا السلام: حرم شریف سے باہر قریب ہی ایک بہت بڑے کلیسہ

میں حضرت مریم صدیقہ والدہٴ سیدنا عیسیٰ علیہما السلام کا مزار شریف ہے۔ بہت سی سیڑھیاں اتر کر نیچے جانا پڑتا ہے۔ وہاں موجود پادری صاحبان ہر زائر کے ہاتھ میں ایک روشن موم بتی دے دیتے ہیں کیونکہ سیڑھیوں میں اور نیچے بہت اندھیرا ہوتا ہے۔ سیڑھیاں اترتے ہی پہلے حضرت مریم کی والدہ حضرت حنہ اور والد حضرت عمران کا دائیں طرف اور بائیں طرف یوسف نجار کا مزار ہے جنہوں نے حضرت عیسیٰ کو پالا تھا۔

زاویۃ الھند کے اندر انڈیا کے ایک بزرگ کافی عرصہ سے رہائش پذیر ہیں، محنت و مزدوری کر کے کچھ لے آتے ہیں اور اپنا کھانا پکانا خود ہی کر لیتے ہیں۔ مؤرخہ ۴ فروری کو جب رمضان المبارک کا چاند ہو گیا تو میں ان سے ملا۔ وہ بڑی محبت سے پیش آئے۔ میں نے عرض کی حضرت! سردی بہت زیادہ ہے، سحری کے وقت اٹھنا، اور پھر بازار جانا میرے لئے تو بہت دشوار ہے۔ میں نے ان کی خدمت میں کچھ ہدیہ پیش کیا اور کہا مجھے سحری کے وقت جگانے اور میرے لئے کھانے کا انتظام بھی کر دینا! وہ بہت خوش ہوئے چنانچہ انہوں نے کھانا پکایا اور سحری کے وقت جگا کر اپنے کمرے میں لے گئے، کھانے سے فارغ ہو کر اذان سے پہلے مسجد شریف میں حاضر ہو گئے، اشراق کے بعد واپس آئے، زاویہ سے ہو کر میں بسوں کے اڈے پر آیا اور الخلیل روانہ ہو گیا۔

خلیل الرحمٰن : بیت المقدس سے تقریباً بیس میل کے فاصلے پر ایک شہر حضرت سیدنا ابراہیم خلیل اللہ علیہ الصلوٰۃ والسلام کے مبارک نام پر آباد ہے۔ اس شہر میں حضرت سیدنا ابراہیم خلیل اللہ علیہ السلام کا حرم شریف ہے۔ حرم شریف کے اندر آپ کا اور آپ کے صاحبزادے سیدنا حضرت اسحٰق علیہ السلام اور ان کی زوجہٴ محترمہ سیدہ رفقہ رضی اللہ عنہا اور سیدنا حضرت یعقوب علیہ السلام اور ان کی زوجہٴ محترمہ سیدہ لائقہ رضی اللہ عنہا اور سیدنا حضرت یوسف علیہ السلام کے مزارات مقدسہ ہیں۔ مزارات مبارکہ نہایت خوبصورت ہیں، ہر مزار اقدس پر سبز رنگ کی شنیل کے غلاف ہیں جن پر بہت عمدہ زری کا کام کیا ہوا ہے اور اسی کے ساتھ قرآن کریم کی سورتیں، آیۃ الکرسی، اللہ تعالیٰ اور حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اسمائے

مبارکہ بہترین خطاطی کے ساتھ لکھے ہوئے ہیں۔ زائرین یہاں کثرت سے آتے جاتے ہیں۔ ساتھ ہی نہایت عظیم الشان مسجد ہے، محراب و منبر شریف قابل دید ہیں۔ قیمتی قالین بچھے ہوئے ہیں۔ ماحول و منظر ایسا معلوم ہوتا ہے کہ انوار و تجلیات کی بارش ہو رہی ہے۔ اس حرم شریف کی عمارت میں پچیس پچیس فٹ لمبا اور سات سات فٹ چوڑا ایک ایک پتھر لگا ہوا ہے، اسی طرح بیت المقدس میں بعض بڑے بڑے ستون ابھی تک موجود ہیں جو ایک ایک پتھر کے بنے ہوئے ہیں۔

زاویۃ الاشرف : حرم خلیل علیہ السلام کے ساتھ ہی زاویۃ الاشرف زائرین مسافروں کے رہنے کی بہت اچھی جگہ ہے۔ جس کا انتظام اس وقت الشیخ اسماعیل الکرکی کے ہاتھ میں ہے۔ الشیخ اسماعیل نہایت با اخلاق بزرگ ہیں، زائرین کے ساتھ بہت اچھا سلوک کرنے والے اور مہمان نواز ہیں۔ کسی سے کوئی رقم طے نہیں کرتے، کوئی اپنی خوشی سے جو خدمت کر دے منظور کر لیتے ہیں۔ ان کا اچھا اخلاق دیکھ کر خود ہی زیادہ خدمت کرنے کو جی چاہتا ہے۔ زاویہ کے چھوٹے چھوٹے کمروں میں گدیلوں کے اوپر سفید چادریں بچھی ہوئی ہیں۔ صاف ستھری ردائیاں اور تکیے رکھے ہوئے ہیں۔ میں نے اسی زاویہ کے اندر ایک کمرہ مخصوص کرالیا تھا، الشیخ اسماعیل نے دونوں وقت کے کھانے کا انتظام بھی اپنے ذمے لیا تھا، اتفاق سے اس زاویہ کے اندر بھی پاکستان کے چند زائرین قیام پذیر تھے، جو زیارات کرتے ہوئے یہاں تک پہنچے اور آگے حج کے لئے حرمین شریفین جانے والے تھے۔ الحمد اللہ رمضان شریف کا پہلا روزہ سیدنا حضرت ابراہیم خلیل اللہ علیہ السلام کے حرم شریف میں افطار کرنے کا شرف حاصل ہوا۔ حرم شریف کے باہر افطاری کے وقت قسم قسم کی چیزیں اور کھجوریں فروخت ہوتی ہیں، بعض لوگ زیادہ مقدار میں لا کر حرم شریف میں تقسیم بھی کرتے ہیں، میں بھی عصر کے وقت کچھ لیتا آیا تھا۔

افطاری : سیدنا حضرت ابراہیم خلیل اللہ علیہ الصلوٰۃ والسلام کے مزار اقدس پر چہرۂ انور کے سامنے ادب کے ساتھ بیٹھ کر قرآن شریف کی تلاوت کرتا رہا، جب افطار کا وقت

قریب آیا، دعا کے لئے ہاتھ اٹھائے۔ بس ہاتھوں کا اٹھانا تھا کہ عجیب کیفیت ہوئی آنکھیں اشکبار ہو گئیں۔

اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی سَیِّدِنَا وَمَوْلَانَا مُحَمَّدٍ وَ عَلٰی آلِ سَیِّدِنَا وَ مَوْلَانَا مُحَمَّدٍ کَمَا صَلَّیْتَ عَلٰی سَیِّدِنَا اِبْرَاھِیْمَ وَ عَلٰی آلِ سَیِّدِنَا اِبْرَاھِیْمَ اِنَّکَ حَمِیْدٌ مَّجِیْدٌ۔

اے میرے مولائے کریم! میں کس زبان سے تیرا شکر ادا کروں کہ تو نے مجھے بیت المقدس میں روزہ رکھنے اور اپنے خلیل علیہ السلام کے پاس روزہ افطار کرنے کا شرف بخشا ہے، میرے مولا! میں گناہ گار و سیہ کار ہرگز اس لائق نہ تھا، یہ محض تیرا فضل و کرم ہے۔ اس کے بعد رب العزت کی بارگاہ میں اور اس کے خلیل علیہ السلام کی حضوری میں کس کس طرح اور کیا کیا عرض کیا اس کے اظہار کی اس تحریر میں ضرورت نہیں سمجھتا۔

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ۔ روزہ افطار کیا اور نماز پڑھی۔

افسوس!: کہ حرم خلیل علیہ السلام کے امام کی داڑھی بھی نہ ہونے کے برابر تھی یعنی ایک انچ کا چوتھائی حصہ۔ اے کاش کہ یہ لوگ اپنے مقام و منصب کو سمجھیں اور حضور نبی کریم ﷺ کی سنت مؤکدہ پر عمل کر کے اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول کریم ﷺ کی خوشنودی حاصل کریں اور دوسروں کے لئے نمونہ بنیں، آمین۔ نماز کے بعد رہائش گاہ میں کھانا کھایا اور پھر حرم شریف میں آ گیا، تراویح کے بعد کچھ دیر بیٹھا اور پھر آ کر سو گیا۔ سحری کے بعد پھر حاضر ہو گیا اور اشراق کے بعد وہاں سے نکلا، پھر ٹیکسی لی اور زاویہ ہی میں ٹھہرے ہوئے ایک پاکستانی کو ساتھ لیا اور ذیل میں درج مقاماتِ مقدسہ کی زیارت کی۔

مزار نوح علیہ السلام: حرم خلیل سے تقریباً آٹھ میل کے فاصلے پر ایک گاؤں ''قریۂ دورا'' کے نام سے آباد ہے۔ اس میں پہاڑی کے اوپر حضرت سیدنا نوح علیہ السلام کا مزار انور ہے۔ قریب ہی چند درخت بھی ہیں، کافی بڑی قبر مبارک ہے اوپر سبز رنگ کا غلاف اور سرانور کی طرف سبز عمامہ رکھا ہوا ہے۔ یہاں حاضری دے کر واپس پھر الخلیل آئے اور وہاں

سے قریہ بنی نعیم گئے۔

مزار لوط علیہ السلام: حرم خلیل سے قریہ بنی نعیم چار میل کے فاصلہ پر ہے جس میں نبی اللہ حضرت سیدنا لوط علیہ السلام کا مزار اقدس ہے۔ اسی طرح قبر انور کافی بڑی، اس پر غلاف اور عمامہ رکھا ہوا تھا، ساتھ ہی مسجد مبارک بھی ہے۔ قریہ بنی نعیم سے دو میل کے فاصلے پر قریہ ''مقام یقین'' ہے وہاں حضرت سیدنا ابراہیم خلیل اللہ اور سیدنا لوط علیہما السلام کا مقام مصلیٰ ہے اور دونوں مقامات مقدسہ کی زیارت کا شرف حاصل کر کے پھر الخلیل واپس آ گئے۔

مزار یونس علیہ السلام (☆): حرم خلیل سے چار میل کے فاصلہ پر قریہ ''حلحول'' میں نبی اللہ حضرت سیدنا یونس علیہ السلام کا مزار مقدس ہے۔ قبر انور کی وہی کیفیت ہے جو اوپر مذکور ہوئی، ساتھ ہی مسجد ہے۔ یہاں کی حاضری کے بعد واپس الخلیل آ گئے اور ظہر کی نماز کے بعد کچھ دیر آرام کیا۔ عصر کے وقت پھر حرم خلیل میں نماز ادا کی اور وہیں روزہ افطار کیا اور دوسری رات بھی گزشتہ رات کی طرح گزاری۔ علی الصبح مزارات مبارکہ پر پھر حاضری دی اور حسرت و ارمان کے ساتھ رخصت ہوا۔ ''الخلیل'' آبادی کے لحاظ سے ایک چھوٹا سا خوبصورت شہر ہے اور جلیل القدر انبیاء کرام علیہم السلام کا موقف ہونے کی وجہ سے دنیائے اسلام میں مشہور و معظم ہے۔ اچھی خاصی رونق اور چہل پہل ہے، اس کے چاروں طرف چھوٹے بڑے پہاڑ ہیں۔ باشندے یہاں کے خوش اخلاق ہیں۔

بیت اللحم: الخلیل سے واپسی پر بیت اللحم میں سیدنا حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے مقام ولادت کی زیارت کا شرف حاصل کیا۔ یہ مقام بیت المقدس سے چار پانچ میل کے فاصلہ پر ہے اور بہت مبارک مقام ہے۔ شب معراج حضور سید عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا اس مقام پر تشریف لانا بھی ثابت ہے۔ اس مقام پر عیسائیوں کا قبضہ ہے اور انہوں نے اس کے ارد گرد بہت بڑی بڑی اور شاندار عمارتیں اور گرجے بنائے ہیں۔ یہاں زیادہ آبادی عیسائیوں کی ہے،

(☆) حضرت یونس علیہ السلام کا مزار اقدس، عراق کے شہر موصل میں بھی ہے اور قرائن کے مطابق وہی صحیح معلوم ہوتا ہے۔ موصل شہر میں حضرت شیث علیہ السلام، حضرت دانیال علیہ السلام اور حضرت جرجیس علیہ السلام کے بھی مزارات ہیں۔ واللہ تعالیٰ اعلم (کوکب غفرلہ)

یہاں زیارت کے بعد واپس بیت المقدس آ گئے اور ظہر کی نماز مسجد اقصیٰ شریف میں ادا کی اور نماز کے بعد عزیریہ چلے گئے۔

عزیریہ: بیت المقدس سے دو اڑھائی میل کے فاصلہ پر قریہ ''عزیریہ'' ہے جس میں حضرت سیدنا عزیر علیہ السلام کا مزار مبارک ہے۔ چونکہ آپ کا مزار مبارک نشیبی جگہ پر واقع ہے اس لئے سیڑھیاں اتر کر نیچے جانا پڑتا ہے، ساتھ ہی چھوٹی سی مسجد ہے۔

جبل زیتون: یہاں سے قریب ہی جبل زیتون ہے۔ اس پہاڑ پر دائیں طرف ولیۂ کاملہ حضرت رابعہ بصریہ رضی اللہ عنہا کا مزار مبارک ہے۔ اس کے قریب ہی حضرت محمد ابوقتبیس علم بردارِ آں حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا مزار مبارک ہے۔ اس کے قریب ہی وہ مقام ہے جہاں سے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا رفع آسمانی ہوا ہے۔ اسی جبل کے بائیں طرف سیدنا حضرت سلمان فارسی رضی اللہ عنہ کا مزار ہے۔ واللہ اعلم

ان مقامات کی حاضری کے بعد واپس آ کر مسجد اقصیٰ شریف میں روزہ افطار کیا اور نماز کے بعد زاویہ میں آ کر کھانا کھایا، کھانا کھا کر فوراً مسجد شریف میں حاضر ہو گیا۔ نماز تراویح کے بعد مصر کے ایک قاری صاحب نے لاؤڈ اسپیکر پر مصر کے مخصوص لہجہ میں اِنَّ اَوَّلَ بَيْتٍ وُّضِعَ لِلنَّاسِ (ال عمران :96) سے شروع کر کے پورے آدھ گھنٹے تک تلاوت کی جس سے لوگ بہت زیادہ متاثر ہوئے اور جھوم جھوم گئے۔ جوں ہی تلاوت ختم ہوئی سب لوگ قاری صاحب کے ساتھ ہی باہر آ گئے۔ میں بھی چلا آیا۔ اب کیا تھا، تمام دکانوں اور مکانوں سے پھر وہی آواز آ رہی تھی، گویا پورا شہر اور ملک اسی تلاوت کو پھر سن رہا تھا۔ پوچھنے پر معلوم ہوا کہ جب مسجد شریف میں تلاوت ہو رہی تھی تو اس کو ریڈیو کے لئے ریکارڈ کیا جا رہا تھا کیونکہ ریڈیو والوں نے ریکارڈنگ کا تعلق مسجد شریف کے ساتھ بھی کیا ہوا ہے، اور اب اس کو نشر کیا جا رہا ہے۔

تھوڑی دیر بازار کی سیر کی اور پھر زاویہ میں آ کر آرام کیا۔ سحری کے بعد مسجد شریف میں حاضری ہوئی، اشراق کے بعد سیدنا موسیٰ علیہ السلام کی زیارت مبارک کا قصد کیا، اتفاقاً

دوساتھی اور مل گئے اور ہم بذریعہ بس روانہ ہوئے۔

مزار حضرت کلیم اللہ علیہ السلام: بیت المقدس سے تقریباً ستائیس میل کے فاصلہ پر پہاڑوں میں نبی اللہ حضرت سیدنا موسیٰ کلیم اللہ علیہ الصلوٰۃ والسلام کا مزار اقدس ہے۔ بیت المقدس سے جو پختہ سڑک عمان کو جاتی ہے اس سڑک پر میل ڈیڑھ میل دائیں طرف واقع ہے۔ عمان کو جانے والی نہایت اچھی بس ہمیں مل گئی جس نے ایک گھنٹہ کے اندر ہی ہمیں مزار شریف کے بالمقابل روڈ پر اتار دیا اور ہم لوگ ذوق وشوق سے چلتے ہوئے مزار اقدس پر پہنچ گئے، ایک بہت بڑی وسیع عمارت کے اندر حضرت موسیٰ علیہ السلام کا مزار پرانوار ہے جس کے اوپر قبہ بنا ہوا ہے اور ساتھ ہی خوبصورت مسجد ہے۔ قبر شریف کے اوپر سبز رنگ کا غلاف ہے، سرانور کی طرف سبز رنگ کا بندھا ہوا عمامہ رکھا ہوا ہے۔ عمارت کے اندر حکومت کی فوج رہتی ہے، عمارت کے دروازے پر دو فوجی رائفلیں لئے ہر وقت کھڑے رہتے ہیں ،فوجی جوان زائرین کے ساتھ بہت اچھا سلوک کرتے ہیں اور مزار شریف اور مسجد مبارک کی صفائی وغیرہ کا بہت خیال رکھتے ہیں۔ اگر کوئی رات رہنا چاہے تو اس کو اجازت بھی اور جگہ بھی دے دیتے ہیں۔ حضور سید عالم ﷺ ارشاد فرماتے ہیں کہ معراج کی رات ہمارا گزر موسیٰ علیہ السلام کی قبر پر سے ہوا تو ہم نے دیکھا کہ موسیٰ علیہ السلام اپنی قبر میں کھڑے ہو کر نماز پڑھ رہے تھے۔ اور بلاشبہ تمام انبیائے کرام علیہم السلام اپنی اپنی قبروں میں زندہ ہیں اور نماز بھی پڑھتے ہیں **كَمَا قَالَ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَنَّ الْاَنْبِيَآءَ اَحْيَآءٌ يُصَلُّوْنَ فِىْ قُبُوْرِهِمْ۔** (مسند ابی یعلیٰ :3426)

سیدنا موسیٰ علیہ السلام کے مزار شریف پر ظہر تک حاضری رہی اور نماز کے بعد واپس آئے ، روڈ پر آتے ہی سواری مل گئی اور القدس پہنچ گئے ،القدس پہنچ کر سب سے پہلے دوسرے دن صبح کے وقت جانے والے جہاز پر بیروت کی سیٹ بک کروادی اور آخری رات مسجد شریف میں گزاردی۔ **اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ**

القدس: نہایت خوبصورت اور بہت بڑا شہر ہے۔ شہر کا نصف حصہ بلکہ زیادہ حصہ یہودیوں

کے قبضہ میں ہے اور بقیہ مسلمانوں کے پاس ہے۔ بہت سے مقامات مبارکہ اس حصہ میں بھی ہیں جس پر یہودیوں کا قبضہ ہے مگر ان کی زیارت نہ ہوسکی، کیونکہ اس طرف جانے کی اجازت نہیں دی جاتی ہے۔ مندرجہ بالا جن مقامات مبارکہ کا ذکر ہوا ہے وہ سب اس حصہ میں ہیں جو مسلمانوں کے پاس ہے۔ القدس کی آبادی ملی جلی ہے مگر مسلمانوں کی اکثریت ہے۔ یہاں کے عام مسلمانوں پر بھی مغربیت کا غلبہ ہے، بہت کم ایسے نظر آئے جو شریعت کے پابند تھے۔ مقامات مقدسہ کی زیارت کے لئے دور دور سے لوگ آتے ہیں۔

واپسی بیروت : مؤرخہ 9 فروری 5 رمضان کو عرب ایئر ویز کا جہاز عمان ہوتے ہوئے پونے تین گھنٹے میں بیروت پہنچ گیا۔ بیروت پہنچ کر عبدالحمید صاحب جتالا کو ساتھ لیا اور عرب ایئر ویز کے دفتر پہنچے، معلوم ہوا کہ بیروت سے جدّہ روزانہ ایک جہاز شام کے بعد جاتا ہے۔ چنانچہ اسی دن جانے والے جہاز میں سیٹ بک کروادی اور جدہ میں مرزا محمد ایوب صاحب کو تار دے دیا۔ واپس آکر بازار سے چند مذہبی کتابیں خریدیں اور جمعہ ادا کیا۔

مغرب وعشاء کے درمیان بیروت سے ہوائی جہاز روانہ ہوگیا، عبدالحمید صاحب جتالا اپنے دو دوستوں کے ساتھ ہوائی اڈے پر الوداع کہہ رہے تھے۔

جدہ : مرزا محمد ایوب صاحب میرے نہایت مخلص دوست ہیں اور حال ہی میں خوش قسمتی سے کراچی سے تبدیل ہوکر جدہ میں متعین ہوئے تھے۔ کراچی سے روانہ ہونے سے پہلے میں اپنے تمام سفری پروگرام کی ان کو اطلاع کر چکا تھا۔ چنانچہ وہ شب و روز میرے انتظار میں تھے۔ اللہ تعالیٰ کا شکر ہے کہ تار میرے پہنچنے سے دو گھنٹے پہلے ان کو مل گیا تھا، اور وہ چند دوستوں کے ساتھ ایئر پورٹ پر تشریف لے آئے تھے۔ میں نے جہاز سے اترتے ہی جب ان کو گیلری میں کھڑے ہوئے دیکھا تو بڑی خوشی ہوئی۔

کسٹم کے کمرہ سے نکل کر احباب سے ملاقات کی، سامان موٹر میں رکھا اور چلے۔ مرزا صاحب کے مکان میں پہنچے، باتیں کرتے کرتے سحری کا وقت ہوگیا، سحری کے کھانے کا انتظام مرزا صاحب کے ایک دوست محترم عبدالحمید صاحب قریشی نے انہیں مجبور کر کے

اپنے ہاں کیا تھا، محترم عبدالحمید صاحب نہایت صالح، دیندار اور ایک مخلص مسلمان ہیں، انڈیا کے رہنے والے ہیں اور آجکل جدہ میں مقیم ہیں، سحری کے کھانے کے بعد نماز فجر پڑھی۔ نیند کا غلبہ تھا کچھ دیر بعد میں سو گیا۔

چار گھنٹے کے بعد اٹھا اور نہا کر احرام باندھا، نفل پڑھے اور عمرہ کی نیت کی اور بلند آواز سے تلبیہ کہا اور مکہ مکرمہ کی تیاری شروع کر دی۔ اگرچہ احباب کا اصرار تھا کہ میں ایک دو راتیں اور ٹھہروں لیکن بیت اللہ شریف کی زیارت کا اشتیاق بے حد غالب تھا اس لئے میں نے رکنا منظور نہ کیا اور آخر یہ طے پایا کہ میں مکہ مکرمہ سے واپسی پر رات جدہ میں رہوں اور مجلس میلاد شریف میں تقریر کروں اور صبح یہاں سے مدینہ منورہ روانہ ہو جاؤں۔

مکہ مکرمہ

مکہ مکرمہ کی حاضری کے تذکرہ سے قبل مکہ مکرمہ اور اس کی حاضری کے مختصر فضائل ہدیہ ناظرین کئے جاتے ہیں۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

☆ اِنَّ اَوَّلَ بَيْتٍ وُّضِعَ لِلنَّاسِ لَلَّذِىْ بِبَكَّةَ مُبٰرَكًا وَّ هُدًى لِّلْعٰلَمِيْنَ ﴿٩٦﴾ فِيْهِ اٰيٰتٌۢ بَيِّنٰتٌ مَّقَامُ اِبْرٰهِيْمَ ۚ وَمَنْ دَخَلَهٗ كَانَ اٰمِنًا (آل عمران: 97,96)

بلاشبہ سب سے پہلا گھر جو لوگوں کی (عبادت) کے لئے بنایا گیا ہے وہی ہے جو مکہ میں ہے وہ مبارک اور تمام جہان کے لئے (سرچشمہ) ہدایت ہے۔ اس میں روشن نشانیاں ہیں، مقام ابراہیم اور جو اس میں داخل ہو گیا وہ امان میں آ گیا۔

☆ وَاِذْ جَعَلْنَا الْبَيْتَ مَثَابَةً لِّلنَّاسِ وَاَمْنًا ۔ (بقرہ: 125)

اور جبکہ ہم نے خانہ کعبہ کو لوگوں کے لئے مرجع اور مقام امان بنایا۔

☆ جَعَلَ اللّٰهُ الْكَعْبَةَ الْبَيْتَ الْحَرَامَ قِيٰمًا لِّلنَّاسِ (مائدہ: 97)

اللہ تعالیٰ نے کعبہ کو جو محترم گھر ہے لوگوں کے قیام کا سبب بنایا ہے۔

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے (ہجرت کے وقت) مکہ سے فرمایا:

مَا اَطْیَبَکَ مِنْ بَلَدٍ وَّاَحَبَّکِ اِلَیَّ وَلَوْلَا اَنَّ قَوْمِیْ اَخْرَجُوْنِیْ مِنْکَ مَا سَکَنْتُ غَیْرَکَ۔

(مشکوٰۃ:2724۔ترمذی حدیث نمبر3926۔صحیح ابن حبان:3701)

تو کتنا بہتر شہر ہے اور مجھ کو کس قدر زیادہ محبوب ہے اور اگر مجھے میری قوم نہ نکالتی تو میں تیرے سوا کسی دوسری جگہ قیام نہ کرتا۔

حضرت عیاش بن ابی ربیعہ مخزومی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

لَاتَزَالُ ھٰذِہِ الْاُمَّۃُ بِخَیْرٍ مَّاعَظَّمُوْا ھٰذِہِ الْحُرْمَۃَ حَقَّ تَعْظِیْمِھَا فَاِذَا ضَیَّعُوْا ذٰلِکَ ھَلَکُوْا۔

(مشکوٰۃ:2727۔ابن ماجہ،حدیث نمبر3110۔مسند احمد:19259)

اس امت سے خیر و برکت زائل نہ ہوگی جب تک کہ یہ حرم مکہ کی تعظیم کرتی رہے گی جیسا کہ اس کی تعظیم کا حق ہے، اور جب اس کی تعظیم کو چھوڑ دے گی ہلاک ہو جائے گی۔

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

صَلٰوتُہٗ فِی الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ بِمِائَۃِ اَلْفِ صَلٰوۃٍ

(مشکوٰۃ:752۔ابن ماجہ حدیث شریف نمبر:1413)

مسجد حرام میں ایک نماز لاکھ نمازوں کے برابر ہے۔

امام الاولیاء حضرت خواجہ حسن بصری رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ مکہ مکرمہ میں ایک دن کا روزہ مکہ سے باہر ایک لاکھ روزوں کے برابر ہے اور وہاں کے ایک درہم کا صدقہ باہر کے لاکھ درہم کے برابر ہے اور اسی طرح وہاں کی ہر نیکی باہر کی ایک لاکھ نیکی کے برابر ہے۔

(فضائل حج ص109)

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا:

اِنَّ لِلّٰہِ فِیْ کُلِّ یَوْمٍ وَّلَیْلَۃٍ عِشْرِیْنَ وَمِائَۃَ رَحْمَۃٍ تَنزَّلُ عَلٰی ھٰذَا الْبَیْتِ سِتُّوْنَ لِلطَّآئِفِیْنَ وَاَرْبَعُوْنَ لِلْمُصَلِّیْنَ وَعِشْرُوْنَ لِلنَّاظِرِیْنَ۔

(فضائل حج ص 105۔ مطبوعہ تاج کمپنی)

کہ اللہ تعالیٰ کی ہر دن اور رات میں ایک سو بیس رحمتیں اس گھر پر نازل ہوتی ہیں، ساٹھ طواف کرنے والوں، چالیس نماز پڑھنے والوں، اور بیس اس کو دیکھنے والوں کے لئے ہوتی ہیں۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

وُکِلَّ بِہٖ سَبْعُوْنَ مَلَکًا یَعْنِی الرُّکْنَ الْیَمَانِیّ فَمَنْ قَالَ اَللّٰھُمَّ اِنِّیْ اَسْئَلُکَ الْعَفْوَ وَالْعَافِیَۃَ فِی الدُّنْیَا وَالْاٰخِرَۃَ رَبَّنَا اٰتِنَا فِی الدُّنْیَا حَسَنَۃً وَّ فِی الْاٰخِرَۃِ حَسَنَۃً وَّقِنَا عَذَابَ النَّارِ قَالُوْا اٰمِیْن۔

(مشکوٰۃ ص 228، ابن ماجہ حدیث نمبر 2957)

کہ رکن یمانی پر ستر فرشتے مقرر ہیں تو جو شخص وہاں یہ کہے اے اللہ! میں تجھ سے دنیا وآخرت میں عفو وعافیت مانگتا ہوں، اے ہمارے پروردگار! ہمیں دنیا وآخرت میں بھلائی عطا فرما اور جہنم کے عذاب سے بچا، تو وہ فرشتے کہتے ہیں: آمین!

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ میں نے نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام سے سنا، فرمایا کہ:

اَلْمُلْتَزَمُ مَوْضِعٌ یُسْتَجَابُ فِیْہِ الدُّعَآءُ مَادَعَا اللّٰہَ فِیْہِ عَبْدٌ اِلَّا اسْتَجَا بَھَا (فضائل حج ص 112)

ملتزم ایسا مقام ہے جہاں دعا قبول ہوتی ہے، کسی بندہ نے وہاں دعا نہیں کی مگر وہ قبول ہوئی۔

ام المؤمنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ میرا دل چاہتا تھا کہ میں کعبہ شریف کے اندر جا کر نماز پڑھوں تو حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے میرا ہاتھ پکڑ کر مجھے حطیم میں داخل کر دیا اور فرمایا:

اِذَا اَرَدْتِّ دَخُوْلَ الْبَیْتِ فَاِنَّمَا ھُوَ قِطْعَۃٌ مِّنَ الْبَیْتِ فَاِنَّ قَوْمَکِ اقْتَصَرُوْا حِیْنَ بَنُوا الْکَعْبَۃَ فَاَخْرَجُوْہُ مِنَ الْبَیْتِ۔

(ترمذی حدیث نمبر 876 ابوداؤد حدیث نمبر 2028)

جب کعبہ میں داخل ہونا چاہو تو یہاں آ جایا کرو! یہ کعبہ ہی کا ٹکڑا ہے تمہاری قوم نے جب کعبہ کو تعمیر کیا تھا تو اس حصہ کو (حلال خرچ کی کمی کی وجہ سے) تعمیر کعبہ سے باہر کر دیا تھا۔
اس حصہ کی تعمیر میں نہ آنا بھی اللہ تبارک وتعالیٰ کا احسان عظیم ہے چنانچہ اب ہر شخص آسانی سے جب چاہے اس میں جا کر نماز وغیرہ پڑھ سکتا ہے بالخصوص عورتوں کے لئے ورنہ ان کے لئے بہت سی مشکلات کا سامنا ہوتا اور اکثر اس سعادت سے محروم رہ جاتیں۔
لیکن یہ یاد رہے کہ اس معظم ومحترم گھر کے اندر جانے کے لئے بھی منہ چاہیے ورنہ ہم گنہگار تو اس قابل بھی نہیں ہیں کہ اس کے قریب بھی جائیں۔

بطواف کعبہ رفتم بحرم رہم ندادند   کہ برون در چہ کردی کہ درون خانہ آئی

(جب میں طواف کعبہ کو گیا تو مجھے اندر داخل نہ ہونے دیا اور آواز آئی کہ دروازہ سے باہر کیا گل کھلائے جو اندر آنے کی آرزو پیدا ہوئی)۔

امیر المؤمنین حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کا ارشاد ہے کہ مکہ سے باہر ستر لغزشیں مکہ کی ایک لغزش سے بہتر ہیں یعنی جس طرح وہاں نیکیوں کا ثواب زیادہ ہے ایسے ہی وہاں گناہ کا وبال بھی سخت ہے۔

حضرت جابر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے سنا، فرمایا:

مَآءُ زَمْزَمَ لِمَا شُرِبَ لَہٗ (ابن ماجہ حدیث نمبر 3062)

زمزم کا پانی جس نیت سے پیا جائے وہی اس سے حاصل ہوتا ہے۔

چنانچہ امیر المؤمنین حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے زمزم پیتے ہوئے کہا اے اللہ! میں قیامت کے دن کی پیاس بجھانے کے لئے پیتا ہوں۔

حضور اکرم ﷺ فرماتے ہیں کہ ہم میں اور منافقوں میں یہ بھی ایک فرق ہے کہ وہ زمزم کو خوب سیراب ہو کر نہیں پیتے اور ہم خوب سیراب ہو کر پیتے ہیں۔

(ابن ماجہ، حدیث نمبر 3061)

بلاشبہ مکہ مکرمہ کے فضائل ومحامد بے شمار ہیں اور اس کے در و دیوار مبارک ہیں۔ حضور سید العالمین ﷺ کا مقام مولد ہے۔ تقریباً پچاس برس حضور اکرم ﷺ اس میں جلوہ افروز رہے، کہاں کہاں حضور اکرم ﷺ کے قدم مبارک آئے اور بلاشبہ ہر جگہ آپ کے ہی دم قدم کی ساری بہار ہے۔

مختصر فضائل حج وعمرہ

اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے:

وَاَتِمُّوا الْحَجَّ وَالْعُمْرَةَ لِلّٰهِ (البقرہ:196)

اور (شرائط کے ساتھ) پورا کرو اللہ کے لئے حج اور عمرہ۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا:

مَنْ حَجَّ لِلّٰهِ فَلَمْ يَرْفُثْ وَلَمْ يَفْسُقْ رَجَعَ كَيَوْمٍ وَّلَدَتْهُ اُمُّهٗ

(مشکوٰۃ:2507)

جو (خالص) اللہ کے لئے حج کرے اس طرح کہ نہ رفث ہو (یعنی فحش بات) اور نہ فسق ہو (یعنی کوئی نافرمانی) تو وہ ایسا واپس لوٹتا ہے جیسا کہ اس دن تھا جس دن اس کی ماں نے اس کو جنا تھا۔

حضرت عمرو بن عبسہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا:

اَفْضَلُ الْاَعْمَالِ حَجَّةٌ مَّبْرُوْرَةٌ اَوْعُمْرَةٌ مَّبْرُوْرَةٌ۔

افضل ترین اعمال نیکی والا حج یا نیکی والا عمرہ ہے۔ (مسند احمد:17152)

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا:

اِنَّ عُمْرَۃً فِیْ رَمَضَانَ تَعْدِلُ حَجَّۃً

(مشکوٰۃ:2509۔ترمذی،حدیث نمبر 939۔ابن ماجہ 2994)

بے شک ماہ رمضان میں عمرہ کرنا حج کے برابر ہے۔

اور انہی سے روایت ہے کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ایک عورت سے فرمایا:

تَعْدِلُ حَجَّۃَ مَعِیْ عُمْرَۃً فِیْ رَمَضَانَ

(ابوداؤد باب العمرۃ،ص 312 حدیث نمبر 1990)

رمضان شریف میں عمرہ کرنا میرے ساتھ حج کرنے کے برابر ہے۔

حج اور عمرہ کے فضائل میں بہت سی احادیث مبارکہ وارد ہوئی ہیں، بغرض اختصار انہی پر اکتفا کیا گیا ہے۔ اللہ تبارک وتعالیٰ بطفیل اپنے حبیب پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہر مسلمان کو یہ ذوق و شوق عطا فرمائے۔ آمین ثم آمین۔

مکہ مکرمہ

مؤرخہ 10 فروری (6 رمضان) کو جدہ سے موٹر کار چلی اور ایک گھنٹے میں مکہ مکرمہ پہنچ گئی۔ مرزا محمد ایوب صاحب میرے ساتھ تھے، تلبیہ اور درود شریف پڑھتے ہوئے حدود حرم شریف میں داخل ہوئے، مکہ مکرمہ کے درو دیوار نظر آنے لگے، نگاہیں فرط عقیدت سے جھک گئیں، زبان پر یہ دعا جاری ہوئی اَللّٰھُمَّ اجْعَلْ لِیْ بِھَا قَرَارًا وَّارْزُقْ فِیْھَا رِزْقًا حَلَالاً۔ شہر میں داخلہ ہوا۔ اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ۔

سب سے پہلے محلّہ جیاد میں جا کر اپنے معلم محترم علی جمال کے ہاں سامان رکھا اور وضو کر کے درود شریف پڑھتے اور لبیک کہتے مسجد الحرام کی طرف چلے، نہایت خشوع اور خضوع سے نگاہیں شرم گناہ سے جھکائے ہوئے باب العمرہ کے پاس آئے اور یہ دعا پڑھی۔

اَعُوْذُ بِاللّٰہِ الْعَظِیْمِ وَبِوَجْھِہِ الْکَرِیْمِ وَسُلْطَانِہِ الْقَدِیْمِ مِنَ الشَّیْطَانِ الرَّجِیْمِ بِسْمِ اللّٰہِ الْحَمْدُ لِلّٰہِ وَالسَّلَامُ عَلٰی رَسُوْلِ اللّٰہِ اَللّٰھُمَّ

اغْفِرْ جَمِیْعَ ذُنُوبِیْ وَافْتَحْ لِیْ اَبْوَابَ رَحْمَتِکَ اَللّٰھُمَّ ھٰذَا حَرَمُکَ وَاَمْنُکَ الَّذِیْ مَنْ دَخَلَہٗ کَانَ آمِنًا فَاسْئَلُکَ بِاَنَّکَ اَنْتَ اللّٰہُ لَآ اِلٰہَ اِلَّا اَنْتَ الرَّحْمٰنُ الرَّحِیْمُ اَنْ تُصَلِّیَ عَلٰی سَیِّدِنَا مُحَمَّدٍ ﷺ وَاَنْ تَحْرِمَ لَحْمِیْ وَدَمِیْ عَلَی النَّارِ اَللّٰھُمَّ اٰمِنِیْ مِنْ عَذَابِکَ یَوْمَ تَبْعَثُ عِبَادَکَ۔(آمین)

میں خدائے عظیم اور اس کے وجہ کریم اور اس کی سلطنت قدیم کی پناہ مانگتا ہوں شیطان مردود سے، اللہ کے نام سے، سب تعریف اسی کے لئے ہے اور رسول اللہ پر سلام، اے اللہ! میرے سارے گناہ بخش دے اور میرے لئے اپنی رحمت کے دروازے کھول دے، اے اللہ! یہ تیرا حرم پاک ہے اور تیرا وہ امن والا گھر ہے کہ جو اس کے اندر داخل ہوا، وہ بھی امن میں آ گیا، پس میں تجھ سے سوال کرتا ہوں بیشک تو اللہ ہے تیرے سوا کوئی معبود نہیں، تو بہت رحم کرنے والا مہربان ہے یہ کہ تو ہمارے سردار حضرت محمد ﷺ پر صلوٰۃ بھیج اور میرے گوشت اور خون کو دوزخ پر حرام کر دے، اے اللہ مجھے قیامت کے دن اپنے عذاب سے محفوظ رکھ۔(آمین)

پھر آستانہ پاک کو بوسہ دیا اور داہنا پاؤں اندر رکھ کر داخل ہوئے۔ بیت اللہ شریف پر نظر پڑتے ہی آنکھیں اشکبار ہو گئیں اور بے ساختہ زبان سے نکلا اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ وَالشُّکْرُ لِلّٰہِ چند منٹ خوب رقت رہی اور پھر تین بار لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَاللّٰہُ اَکْبَرُ کہہ کر درود شریف پڑھا اور پھر یہ دعائیں پڑھیں۔

اَللّٰھُمَّ زِدْ بَیْتَکَ ھٰذَا تَشْرِیْفًا وَّ تَعْظِیْمًا وَّمَھَابَۃً وَّتَکْرِیْمًا، اَللّٰھُمَّ اَدْخِلْنَا الْجَنَّۃَ بِلَا حِسَابٍ اَللّٰھُمَّ اِنِّیْ اَسْئَلُکَ اَنْ تَغْفِرَلِیْ وَتَرْحَمْنِیْ بِرَحْمَتِکَ یَآ اَرْحَمَ الرّٰحِمِیْنَ، اَللّٰھُمَّ اِنِّیْ اَسْئَلُکَ مِنْ خَیْرِ مَا سَاَلَکَ مِنْہُ نَبِیُّکَ مُحَمَّدُ ﷺ وَاَعُوْذُبِکَ مِنْ شَرِّ مَا

اسۡتَعَاذَکَ مِنۡهُ نَبِیُّکَ مُحَمَّدٌ ﷺ اَللّٰهُمَّ هٰذَا بَیۡتُکَ وَاَنَا عَبۡدُکَ اَسۡئَلُکَ الۡعَفۡوَ وَالۡعَافِیَةَ فِی الدِّیۡنَ وَالدُّنۡیَا وَالۡاٰخِرَةِ لِیۡ وَلِوَالِدَیَّ وَلِلۡمُؤۡمِنِیۡنَ وَالۡمُؤۡمِنَاتِ رَبَّنَا تَقَبَّلۡ مِنَّا اِنَّکَ اَنۡتَ السَّمِیۡعُ الۡعَلِیۡمُ وَصَلَّی اللّٰهُ عَلٰی خَیۡرِ خَلۡقِهٖ سَیِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَّآلِهٖ وَاَصۡحَابِهٖ وَسَلَّمَ۔(آمین)

اے اللہ! تو اپنے اس گھر کی شرافت، تعظیم، تکریم اور ہیبت کو زیادہ کر، اے اللہ! ہمیں بلاحساب جنت میں داخل فرما، اے اللہ! میں تجھ سے سوال کرتا ہوں کہ تو اپنی رحمت سے مجھ کو بخش دے اور مجھ پر رحم فرما دے، سب سے بڑھ کر رحم کرنے والے، اے اللہ! میں تجھ سے سوال کرتا ہوں (مجھے) اس خیر میں سے (دے) جس کا تیرے نبی حضرت محمد ﷺ نے تجھ سے سوال کیا اور تیری پناہ مانگتا ہوں ان چیزوں کے شر سے جن سے تیرے نبی محمد ﷺ نے پناہ مانگی، اے اللہ! یہ تیرا گھر ہے اور میں تیرا بندہ ہوں، تجھ سے دین و دنیا اور آخرت میں اپنے لئے اور اپنے والدین اور تمام مؤمنین اور مؤمنات کے لئے عفو و عافیت مانگتا ہوں۔ (آمین)

پھر نگاہیں شرم سے جھکائے ہوئے بیت اللہ کی طرف چلے، حجر اسود کے قریب پہنچے اور یہ دعا پڑھی۔

لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحۡدَهٗ صَدَقَ وَعۡدَهٗ وَ نَصَرَ عَبۡدَهٗ وَهَزَمَ الۡاَحۡزَابَ وَحۡدَهٗ لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحۡدَهٗ لَا شَرِیۡکَ لَهٗ لَهُ الۡمُلۡکُ وَلَهُ الۡحَمۡدُ وَهُوَ عَلٰی کُلِّ شَیۡءٍ قَدِیۡرٌ۔

اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں، وہ یکتا ہے، اس کا کوئی شریک نہیں، اس نے اپنا وعدہ سچا کیا اور اپنے بندہ کی مدد کی اور اسی نے کفار کی جماعتوں کو شکست دی، اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں، وہ یکتا ہے کوئی اس کا شریک نہیں، اسی کے لئے حمد

ہے اور وہ ہر چیز پر قادر ہے۔

پھر اضطباع کیا یعنی چادر کو دہنی بغل سے نکال کر بائیں مونڈھے پر ڈال لیا، پھر کعبہ معظّمہ کی طرف مونھ کیئے ہوئے اس طرح کھڑے ہوئے کہ حجر اسود ہمارے داہنے ہاتھ کو تھا۔ پھر یوں نیت کی **اَللّٰھُمَّ اِنِّیۡ اُرِیۡدُ طَوَافَ بَیۡتِکَ الۡمُحَرَّمِ فَیَسِّرۡہُ لِیۡ وَتَقَبَّلۡہُ مِنِّیۡ** (اے اللہ میں تیرے عزت والے گھر کا طواف کرنا چاہتا ہوں اس کو میرے لئے آسان کر اور اس کو میری طرف سے قبول فرما:) پھر ذرا داہنی طرف ہو کر حجر اسود کے مقابل ہوئے اور دونوں ہاتھ کانوں تک اس طرح اٹھائے کہ ہتھیلیاں حجر اسود کی طرف تھیں اور پڑھا **بِسۡمِ اللّٰہِ وَالۡحَمۡدُ لِلّٰہِ وَاللّٰہُ اَکۡبَرُ وَالصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلٰی رَسُوۡلِ اللّٰہِ** (اللہ کے نام سے شروع سب تعریف اللہ کے لئے، وہ بہت ہی بڑا ہے اور صلوٰۃ وسلام ہو اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر) اور حجر اسود کی طرف بڑھے اور اس کو بوسہ دیا اور یہ دعا پڑھی۔

اَللّٰھُمَّ اغۡفِرۡلِیۡ ذُنُوۡبِیۡ وَطَھِّرۡ لِیۡ قَلۡبِیۡ وَاشۡرَحۡ لِیۡ صَدۡرِیۡ وَیَسِّرۡلِیۡ اَمۡرِیۡ وَعَافِنِیۡ فِیۡ مَنۡ عَافَیۡتَ

اے اللہ! میرے گناہ بخش دے اور میرے دل کو پاک کر اور میرے سینہ کو کھول دے اور میرے کام کو آسان کر اور مجھے عافیت دے، ان لوگوں میں جن کو تو نے عافیت دی۔

اور طواف شروع کیا یعنی دائیں طرف رمل کرتے ہوئے چلے پہلے تین پھیروں میں رمل کیا اور باقی چار پھیرے بغیر رمل کے آرام کے ساتھ کر کے طواف مکمل کیا ان سات پھیروں میں درود شریف، کلمہ تمجید اور یہ دعائیں خاص طور پر ان مقامات پر پڑھیں۔

پہلے پھیرے میں حجر اسود کے بوسے کے بعد دروازۂ کعبہ کی طرف بڑھتے ہوئے۔

اَللّٰھُمَّ اِیۡمَانًا بِکَ وَتَصۡدِیۡقًا بِکِتَابِکَ وَوَفَآءً بِعَھۡدِکَ وَاِتِّبَاعًا لِسُنَّۃِ نَبِیِّکَ مُحَمَّدٍ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیۡہِ وَسَلَّمَ اَشۡھَدُ اَنۡ لَّا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَحۡدَہٗ لَا شَرِیۡکَ لَہٗ وَاَشۡھَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا عَبۡدُہٗ وَرَسُوۡلُہٗ اٰمَنۡتُ

بِاللّٰہِ وَنَفَرْتُ الْجِبْتَ وَالطَّاغُوْتَ۔

اے اللہ! تجھ پر ایمان لاتے ہوئے اور تیری کتاب کی تصدیق کرتے ہوئے اور تیرے نبی محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی اتباع کرتے ہوئے میں گواہی دیتا ہوں کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں جو یکتا ہے، کوئی اس کا شریک نہیں اور میں گواہی دیتا ہوں کہ محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اس کے بندے اور رسول ہیں، میں اللہ تعالیٰ پر ایمان لایا اور بت اور شیطان سے نفرت کی۔

دوسرے پھیرے میں دروازۂ کعبہ کے سامنے مقام ابراہیم سے گزرتے ہوئے۔

اَللّٰھُمَّ اِنَّ ھٰذَا الْبَیْتَ بَیْتُکَ وَالْحَرَمُ حَرَمُکَ وَالْاَمْنُ اَمْنُکَ وَھٰذَا مَقَامَ الْعَآئِذِبِکَ مِنَ النَّارِ فَاَعِذْنِیْ مِنَ النَّارِ۔

اے اللہ! بے شک یہ گھر تیرا گھر اور حرم تیرا حرم اور امن تیرا امن ہے اور یہ وہ مقام ہے کہ پناہ مانگنے والا اسی مقام پر دوزخ سے تیری پناہ مانگتا ہے، اے اللہ! مجھے بھی دوزخ سے پناہ دے۔

تیسرے پھیرے میں رکن عراقی کے پاس۔

اَللّٰھُمَّ اِنِّیْ اَعُوْذُبِکَ مِنَ الشِّرْکِ وَالشِّقَاقِ وَالنِّفَاقِ وَسُوْٓءِ الْاَخْلَاقِ وَسُوْٓءِ الْمُنْقَلِبِ فِی الْمَالِ وَالْاَھْلِ وَالْوَلَدِ

اے اللہ! میں شرک اور شقاق اور نفاق اور برے اخلاق سے اور مال اور اہل اور اولاد میں برائی سے تیری پناہ دیکھتا ہوں۔

چوتھے پھیرے میں میزاب رحمت کے بالمقابل چلتے ہوئے۔

اَللّٰھُمَّ اِنِّیْ اَسْئَلُکَ اِیْمَانًا لَایَزُوْلُ وَیَقِیْنًا لَایَنْفَدُ وَمُرَافَقَۃَ نَبِیِّکَ مُحَمَّدٍ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اَللّٰھُمَّ اَظِلَّنِیْ تَحْتَ ظِلِّ عَرْشِکَ یَوْمَ لَا ظِلَّ اِلَّا ظِلُّکَ، اَللّٰھُمَّ اسْقِنِیْ مِنْ حَوْضِ نَبِیِّکَ مُحَمَّدٍ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ شَرْبَۃً ھَنِیْئَۃً مَّرِیْئَۃً لَا اَظْمَآءِ بَعْدَھَا اِبْرًا

اے اللہ! میں تجھ سے سوال کرتا ہوں ایسے ایمان کا جو زائل نہ ہو اور ایسے یقین کا جو مٹنے نہ پائے اور تیرے نبی حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی مرافقت کا، اے اللہ! تو مجھ کو اس دن اپنے عرش کے سائے میں رکھ جس دن تیرے سائے کے سوا کوئی سایہ نہ ہوگا، اے اللہ! تو مجھے اپنے نبی محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے حوض سے وہ خوشگوار پانی پلا جس کے بعد کبھی پیاس نہ لگے۔

پانچویں پھیرے میں رکن شامی کے پاس۔

اَللّٰھُمَّ اجعَلہُ حَجًّا مَّبرُوْرًا وَّسَعْیًا مَّشْکُوْرًا وَّذَنْبًا مَغْفُوْرًا وَّتِجَارَۃً لَّنْ تَبُوْرَ بِرَحْمَتِکَ یَا عَزِیْزُ یَا غَفُوْرُ یَا عَالِمُ مَا فِی الصُّدُوْرِ اَخْرِجْنِیْ مِنَ الظُّلُمٰتِ اِلَی النُّوْرِ

اے اللہ! تو اس کو (میرے لئے) حج مبرور اور سعی مشکور کر اور گناہ بخش دے اور اس کو وہ تجارت کر دے جو ہلاک نہ ہو، اے سینوں کے راز جاننے والے! مجھ کو ظلمتوں سے نکال کر نور کی طرف بلا۔

چھٹے پھیرے میں رکن یمانی کے پاس یہ دعا پڑھی اور اس کو بوسہ دیا۔ رکن یمانی کو صرف چھونا بھی جائز ہے لیکن بوسہ دینے کے متعلق صریح روایات موجود ہیں کہ فرمایا نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے کہ حجر اسود اور رکن یمانی کو بوسہ دینا خطاؤں کو گرا دیتا ہے۔(☆)

اَللّٰھُمَّ اِنِّیْ اَعُوْذُبِکَ مِنَ الْکُفْرِ وَالْفَقْرِ وَعَذَابِ الْقَبْرِ وَاَسْئَلُکَ الْعَفْوَ وَالْعَافِیَۃَ فِی الدِّیْنِ وَالدُّنیَا وَالْاٰخِرَۃِ

اے اللہ! میں کفر سے اور فقر سے اور عذاب قبر سے تیری پناہ مانگتا ہوں اور تجھ سے دین و دنیا اور آخرت میں عفو و عافیت مانگتا ہوں۔

اور ہر پھیرے میں رکن یمانی اور رکن اسود کے درمیان کہ یہ مستجاب ہے اور یہاں ستر ہزار

☆: ''عن ابن عباس: ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم قبل الرکن الیمانی ووضع خدہ علیہ''۔(صحیح ابن خزیمہ:2727)

فرشتہ دعا پر آمین کہتا ہے۔(مشکوٰۃ:2590) یہ جامع دعا پڑھی۔

رَبَّنَا اٰتِنَا فِی الدُّنیَا حَسَنَةً وَّ فِی الْاٰخِرَةِ حَسَنَةً وَّقِنَا عَذَابَ النَّارِ یَا عَزِیْزُ یَا غَفَّارُ بِحُرْمَةِ سَیِّدِ الْاَبْرَارِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَعَلٰی اٰلِهِ الْاَطْهَارِ وَاَصْحَابِهِ الْاَخْیَارِ۔

اے ہمارے پروردگار! ہمیں دنیا میں بھی نیکی دے اور آخرت میں بھی نیکی دے اور ہمیں دوزخ کے عذاب سے بچا، اے عزیز اے غفار! بحرمۃ سید الابرار ان پر اور ان کی آل طہار پر اور ان کے اصحاب اخیار پر صلوٰۃ ہو!

ساتویں پھیرے میں رکن اسود سے گزر کر یہ دعا پڑھی۔

اَللّٰهُمَّ اِنِّیٓ اَسْئَلُکَ اِیْمَانًا کَامِلًا وَّیَقِیْنًا صَادِقًا وَّرِزْقًا حَلَالًا طَیِّبًا وَّاسِعًا وَّقَلْبًا خَاشِعًا وَّلِسَانًا صَادِقًا ذَاکِرًا وَّرَحْمَةً وَّبَرَکَةً وَتَوْبَةً نَّصُوْحًا قَبْلَ الْمَوْتِ وَرَاحَةً عِنْدَ الْمَوْتِ وَ مَغْفِرَةً وَّرَحْمَةً بَعْدَ الْمَوْتِ وَالْفَوْزَ بِالْجَنَّهِ وَالنَّجَاةَ مِنَ النَّارِ اَللّٰهُمَّ اِنِّیٓ اَسْئَلُکَ مِنْ خَیْرِ مَاسَئَلَکَ مِنْهُ نَبِیُّکَ مُحَمَّدٌ ﷺ وَاَعُوْذُ بِکَ مِنْ شَرِّ مَا اسْتَعَاذَکَ مِنْهُ مُحَمَّدٌ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ۔

اے اللہ! میں تجھ سے مانگتا ہوں ایمان کامل یقین صادق اور رزق حلال و طیب وفراخ اور قلب خاشع اور زبان صادق وذاکر اور مرنے سے پہلے رحمت و برکت اور سچی توبہ اور موت کے وقت راحت اور موت کے بعد بخشش اور جنت کے لئے کامیابی اور دوزخ سے نجات، اے اللہ! میں تجھ سے وہ تمام بھلائیاں مانگتا ہوں جو تجھ سے تیرے نبی محمد ﷺ نے مانگی ہیں اور ان تمام برائیوں سے تیری پناہ مانگتا ہوں جن سے تیرے نبی حضرت محمد ﷺ نے پناہ مانگی ہے۔

طواف سے فارغ ہو کر مقام ابراہیم علیہ السلام پر آ کر نفل پڑھے اور یہ دعا کی۔

اَللّٰهُمَّ اغْفِرْ لِلْمُؤْمِنِيْنَ وَالْمُؤْمِنَاتِ وَاغْفِرْ ذُنُوْبِیْ وَمَتِّعْنِیْ بِمَا رَزَقْتَنِیْ وَبَارِکْ لِیْ فِیْمَا اَعْطَیْتَنِیْ

اے اللہ! تمام مؤمنین اور مؤمنات کو بخش دے اور میرے گناہ بھی معاف کر دے۔

پھر ملتزم پر یعنی حجر اسود اور دروازۂ کعبہ مقدسہ کے درمیان آئے۔ (ملتزم کے پاس مقام ابراہیم پر نماز طواف پڑھ کر آنا اس طواف میں ہے جس کے بعد سعی ہو اور جس کے بعد سعی نہ ہو اس میں نماز سے پہلے ملتزم سے لپٹے) اور دیوار کعبہ کے ساتھ اپنا سینہ اور رخسار لگائے اور دونوں ہاتھ اونچے کئے ہوئے یہ دعا پڑھی۔

اِلٰهِیْ وَقَفْتُ بِبَابِکَ وَالْتَزَمْتُ بِاَعْتَابِکَ وَاَرْجُوْا رَحْمَتَکَ وَاَخْشٰی عِقَابَکَ اَللّٰهُمَّ حَرِّمْ شَعْرِیْ وَجَسَدِیْ عَلَی النَّارِ اَللّٰهُمَّ صُنْتَ وَجْهِیْ عَنْ سُجُوْدِ غَیْرِکَ فَصُنْ وَجْهِیْ عَنْ مَسْئَلَةِ غَیْرِکَ، اَللّٰهُمَّ یَا رَبَّ الْبَیْتِ الْعَتِیْقِ اِعْتِقْ رِقَابَنَا وَرِقَابَ اٰبَآئِنَا وَاُمَّهَاتِنَا وَاَحْبَابِنَا مِنَ النَّارِ یَا کَرِیْمُ یَا غَفَّارُ یَاعَزِیْزُ یَا جَبَّارُ تَقَبَّلْ مِنَّا اِنَّکَ اَنْتَ السَّمِیْعُ الْعَلِیْمُ وَتُبْ عَلَیْنَا اِنَّکَ اَنْتَ التَّوَّابُ الرَّحِیْمُ، اَللّٰهُمَّ رَبَّ هٰذَا الْبَیْتِ الْعَتِیْقِ اِعْتِقْ رِقَابَنَا مِنَ النَّارِ وَاَعِذْنَا مِنَ الشَّیْطَانِ الرَّجِیْمِ وَاَعِذْنَا کُلَّ سُوْءٍ وَقَنِّعْنَا بِمَا رَزَقْتَنَا وَبَارِکْ لَنَا فِیْ مَآ اَعْطَیْتَنَا، اَللّٰهُمَّ لَکَ الْحَمْدُ عَلٰی نِعَمَآئِکَ اَللّٰهُمَّ صَلِّ وَسَلِّمْ وَبَارِکْ عَلٰی حَبِیْبِکَ وَنَبِیِّکَ سَیِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَّعَلٰی آلِهٖ وَصَحْبِهٖ اَجْمَعِیْنَ وَصَلِّ عَلٰی جَمِیْعِ الْاَنْبِیَآءِ وَالْمُرْسَلِیْنَ وَعَلٰی مَلآئِکَتِکَ الْمُقَرَّبِیْنَ وَعَلٰی عِبَادِکَ الصَّالِحِیْنَ وَارْحَمْنَا مَعَهُمْ بِرَحْمَتِکَ یَآ اَرْحَمَ الرَّاحِمِیْنَ۔

الٰہی! میں تیرے دروازے پر کھڑا اور تیری چوکھٹ سے چمٹا ہوں، تیری رحمت

کا امیدوار اور تیرے عذاب سے ڈرتا ہوں، اے اللہ! میرے بال اور جسم کو دوزخ پر حرام کردے، اے اللہ! جس طرح تو نے میرے منہ کو اپنے غیر کے سجدے سے بچایا، اسی طرح میرے منہ کو اپنے غیر سے سوال کرنے سے بچا، اے اللہ! اس آزاد گھر کے مالک تو ہماری گردنوں، ہمارے باپ دادوں اور ماؤں کی گردنوں اور ہمارے احباب کی گردنوں کو دوزخ سے آزاد کردے، اے کریم اے بخشنے والے، اے غالب، اے جبار، ہماری دعا قبول کر بیشک تو سننے والا، جاننے والا ہے اور ہماری توبہ قبول کر بے شک تو توبہ قبول کرنے والا، مہربان ہے۔ اے اللہ! اس آزاد گھر کے مالک ہماری گردنوں کو جہنم سے آزاد کر اور ہمیں شیطان مردود سے محفوظ رکھ اور ہر برائی سے بچا اور ہمیں اپنی دی ہوئی روزی پر قانع بنا اور اپنی عطا میں ہمارے لئے برکت فرما، اے اللہ! تیرے ہی لئے حمد ہے، تیری نعمتوں پر، اے اللہ! صلوٰۃ وسلام اور برکت بھیج اپنے حبیب اور اپنے نبی ہمارے سردار حضرت محمد ﷺ پر اور ان کی آل و ان کے سب اصحاب پر اور صلوٰۃ بھیج انبیاء، مرسلین اور ملائکہ ومقربین اور اپنے عباد صالحین پر اور ہم پر رحم فرما۔

اس دعا کے علاوہ جو کچھ اس عالم میں ہو سکا عرض کیا، اس وقت کی کیفیت بیان سے باہر ہے۔ ظہر کی اذان ہو چکی تھی ہم نے سنتیں پڑھیں اور نماز ادا کی، نماز کے بعد سعی کا ارادہ کیا چونکہ روزہ تھا ورنہ سعی سے پہلے زمزم پیتے' چنانچہ مسجد شریف سے کوہ صفا کی طرف چلے، بایاں پاؤں باہر رکھا اور مسنون دعا پڑھی، صفا کی سیڑھی چڑھنے سے پہلے پڑھا۔

اَبْدَءُ بِمَا بَدَءَ اللّٰهُ بِهٖ اِنَّ الصَّفَا وَالْمَرْوَةَ مِنْ شَعَآئِرِ اللّٰهِ فَمَنْ حَجَّ الْبَيْتَ اَوِعْتَمَرَ فَلَا جُنَاحَ عَلَيْهِ اَنْ يَّطَّوَّفَ بِهِمَا وَمَنْ تَطَوَّعَ خَيْرًا فَاِنَّ اللّٰهَ شَاكِرٌ عَلِيْمٌ

پھر صفا پر چڑھ کر منہ قبلہ کی طرف کیا اور دونوں ہاتھ پھیلا کر دعا کی طرح اٹھائے اور

درود شریف، کلمہ تمجید پڑھ کر یہ پڑھا۔

اَللّٰهُ اَكْبَرُ اَللّٰهُ اَكْبَرُ اَللّٰهُ اَكْبَرُ لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَاللّٰهُ اَكْبَرُ وَلِلّٰهِ الْحَمْدُ، اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ عَلٰى مَا هَدَانَا اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ عَلٰى مَآ اَوْلٰنَا لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَا شَرِيْكَ لَهٗ لَهُ الْمُلْكُ وَلَهُ الْحَمْدُ يُحْيِىْ وَيُمِيْتُ وَهُوَ حَيٌّ لَّا يَمُوْتُ بِيَدِهِ الْخَيْرُ وَهُوَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ صَدَقَ وَعْدَهٗ وَنَصَرَ عَبْدَهٗ وَاَعَزَّ جُنْدَهٗ وَهَزَمَ الْاَحْزَابَ وَحْدَهٗ لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَلَا نَعْبُدُ اِلَّآ اِيَّاهُ مُخْلِصِيْنَ لَهُ الدِّيْنَ وَلَوْ كَرِهَ الْكَافِرُوْنَ۔

اس کے بعد اپنے لئے اور اپنے بزرگوں، عزیزوں، دوستوں اور تمام مسلمانوں کے لئے دعائیں کیں اور پھر یوں کہا:

اَللّٰهُمَّ اِنِّىْ اُرِيْدُ السَّعْىَ بَيْنَ الصَّفَا وَالْمَرْوَةَ فَيَسِّرْهُ لِىْ وَتَقَبَّلْهُ مِنِّىْ۔

اور صفا سے اتر کر مروہ کی طرف چلے درود شریف، کلمہ تمجید، جامع دعا رَبَّنَا اٰتِنَا فِى الدُّنْيَا حَسَنَةً اور علاوہ ان کے جو دعائیں ہو سکیں کیں، لیکن کثرت درود شریف ہی کی رہی۔ میلین اخضرین کے درمیان قدرے دوڑتے رہے، مروہ پر بھی اسی طرح قبلہ کی طرف مونھ کر کے دونوں ہاتھ پھیلا کر دعائیں ذکر اذکار کرتے رہے۔ سات پھیرے سعی کر کے حلق کرایا یعنی سارا سر منڈایا۔

اس کے بعد قیام گاہ پر آ کر احرام اتارا، اور کپڑے پہنے اور پھر حرم شریف میں آ گئے، عصر کی نماز کے بعد تلاوت کرتے رہے، افطاری کے لئے کھجوریں منگوائیں اور زمزم شریف کی صراحی بھروا کر رکھ لی۔ افطاری کا وقت قریب آیا، دعا کے لئے ہاتھ اٹھائے، اشکبار آنکھوں کے سامنے بیت اللہ شریف تھا اور ہچکی بندھی تھی، الحمد اللہ روزہ افطار ہوا، تین کھجوروں کے بعد خوب جی بھر کے زمزم شریف پیا اور اللہ تعالیٰ کا لاکھ لاکھ شکر ادا کیا۔

منظر افطاری: حرم شریف میں افطاری کا منظر بھی کیا خوب ہوتا ہے کہ لوگ بیت اللہ شریف کے ارد گرد کھانے پینے کی چیزیں لاکر اور دستر خوان بچھا کر بیٹھ جاتے ہیں اور بعض مخیرّ حضرات اپنے ماحول میں بھی تقسیم کرتے ہیں۔ افطار کے بعد تقریباً پانچ سات منٹ تک کھاتے پیتے رہتے ہیں اور پھر اذان ہوتی ہے۔ جونہی اذان ہوئی دستر خوان اکٹھے کئے اور نماز کے لئے کھڑے ہوگئے۔ مکہ مکرمہ کے اکثر و بیشتر باشندے روزہ حرم شریف میں اسی طرح افطار کرتے ہیں۔ پورا حرم شریف بھرا ہوتا ہے۔ نماز کے بعد معلم صاحب کے ہاں آ کر کھانا کھایا اور چند منٹ آرام کرنے کے بعد حرم شریف میں حاضر ہوگئے۔ عشاء کی نماز کے بعد باقاعدہ بیس تراویح پڑھی گئیں، وتروں کے بعد پھر لوگ جلدی جلدی جانے لگے لیکن پھر بھی حرم شریف کے اندر کافی لوگ طواف اور ذکر و اذکار میں مشغول تھے۔ تراویح کے بعد مرزا محمد ایوب صاحب تو واپس جدہ آ گئے اور میں سات دن مکہ مکرمہ میں رہا۔ مزید چار مرتبہ عمرہ اور کئی مرتبہ طواف کرنے کا شرف حاصل ہوا۔ فجر کے بعد ظہر تک سوتا تھا اور باقی سارا وقت حرم شریف کے اندر ذکر اور درود شریف، تلاوت اور طواف میں گزرتا۔ اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ۔

آٹھویں دن نماز مغرب کے بعد واپس جدہ روانہ ہوئے۔ پاکستان کے چند دوست جو مکہ مکرمہ میں رہائش پذیر ہیں مجلس میلاد شریف میں شرکت کرنے کے لئے میرے ساتھ ہو گئے تھے۔ ایک روز پہلے جدہ میں مرزا صاحب کو اطلاع دے دی گئی تھی اور انہوں نے مجلس شریف کا انتظام محترم عبد الحمید صاحب کے مکان پر کیا ہوا تھا۔ جدہ پہنچ کر کھانا کھایا اور نماز سے فارغ ہو کر مجلس شریف میں حاضر ہوئے، بہت سے پاکستانی احباب جمع تھے، ملاقات کے بعد مجلس شریف کی کارروائی شروع ہوئی۔ تلاوت کلام پاک کے بعد محترم عبد الحمید صاحب نے ایک نعت شریف پڑھی اور پھر اس گنہگار نے تقریباً اڑھائی گھنٹہ بیان کیا۔ بیان کا اکثر حصہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی محبت، تعظیم، اتباع اور فضائل پر مشتمل تھا۔ عبد الحمید صاحب نے ساری تقریر ٹیپ ریکارڈ مشین میں ریکارڈ کر لی، پھر کھڑے ہو کر سلام پڑھا گیا اور دعا و

تقسیم شیرینی پر مجلس ختم ہوئی۔ سحری کا وقت بالکل قریب ہو چکا تھا۔

تقریر سن کر بفضلہٖ تعالیٰ تمام احباب شفقت و محبت کے جذبات سے لبریز تھے' لہٰذا کچھ دن رکنے کے لئے اصرار کرنے لگے، میں نے کہا میاں خیال تو کرو کہاں سے روک رہے ہو؟ اب تو سب کے سب گردنیں جھکائے خاموش تھے! میں نے کہا واپسی پر انشاء اللہ ایک رات کے لئے ٹھہر جاؤں گا اور مرزا صاحب کو پہلے اطلاع کر دوں گا۔ اس وقت بھی آپ حضرات محفل میلاد کا انعقاد ضرور کر لیں' تا کہ ذکر حبیب ﷺ بھی ہو جائے اور چند ضروری مسائل کا بیان بھی ہو جائے گا' جن کی اشد ضرورت ہے۔ اس پر سب نے اظہار مسرت کیا، پھر چند احباب کے ساتھ بیٹھے باتیں کرتے رہے۔ سحری کے بعد چند منٹ کے لئے لیٹ گیا' فجر کی نماز کے بعد پھر لیٹ گیا اور تقریباً تین ساڑھے تین گھنٹہ تک سوتا رہا' بیدار ہونے پر مدینہ منورہ کی حاضری کا قصد کر کے غسل کیا اور لباس تبدیل کیا اور چلے ٹیکسی اسٹینڈ پر آ کر ٹیکسی میں بیٹھ گیا مرزا صاحب رخصت کر کے واپس ہوئے اور ٹیکسی چلی۔

راہِ مدینہ: ٹیکسی کار نئی تھی اور چلانے والا نوجوان تھا۔ عمارات جدہ سے نکلتے ہی اس نے رفتار تیز کر دی' اب ٹیکسی ہوا سے باتیں کرنے لگی' بس میری نگاہیں تھیں اور مدینۂ منورہ کی مقدس راہیں تھیں۔ ؎

ہاں ہاں رہِ مدینہ ہے غافل ذرا تو جاگ   او پاؤں رکھنے والے یہ جا چشم و سر کی ہے

جوں جوں مدینہ منورہ قریب آ رہا تھا' بحر قلب میں جذبات عقیدت و محبت موجوں کی طرح اٹھ رہے تھے' اور عجیب و غریب کیفیات طاری ہو رہی تھیں۔ احساس شرم گناہ' دیوانگیٔ عقیدت و محبت' شوق زیارت' مسرت قیام مدینہ' حاضری شہنشاہ کونین ﷺ اور خصوصاً یہ احساس کہ کہاں میں کمینہ' اور کہاں وہ مقدس مدینہ' کہاں میں روسیاہ اور کہاں وہ شہنشاہ' کہاں میں بدکار اور کہاں وہ سید ابرار' کہاں میں ناپاک اور کہاں وہ شہ لولاک۔ ؎

نسبتِ خود بسگت کردم و بس منفعلم   زانکہ نسبت بسگ کوئے تو شد بی ادبی

الغرض ادب و نیاز عجز و انکسار کے ساتھ درود شریف پڑھتے ہوئے چلے جا رہے تھے' راستے

میں ایک قہوہ خانہ پر ظہر کی نماز ادا کی' تقریباً ساڑھے پانچ گھنٹے کا سفر طے کرنے کے بعد نگاہوں کے سامنے گنبد خضرا' مسجد نبوی کے مینار اور مدینہ منورہ کے درو دیوار تھے۔ نگاہیں فرط عقیدت سے جھک کر نذرانۂ محبت پیش کرنے لگیں، قلب جذبات محبت سے لبریز ہو کر سجدہ ریز ہو گیا، زبان وقف صلوٰۃ وسلام ہو گئی ؎

مدینہ کہاں اور کہاں میری قسمت تری رحمتوں کی فراوانیاں ہیں

سبحان اللہ کیسا عجیب اور نورانی منظر ہے، کیسی مبارک ہوائیں اور فضائیں ہیں، کتنا پیارا اور حسین خطہ ہے ؎

من بے دل بجمال تو عجب حیرانم اللہ اللہ چہ جمالست بدیں بو العجبی

نخل بستان مدینہ زتوسر سبز مدام زاں شدہ شہرۂ آفاق بہ شیریں رطبی

چشم رحمت بکشا سوئے من انداز نگر اے قریشی لقبی ہاشمی ومطلبی

ماہمہ تشنہ لبا نیم توئی آبحیات رحم فرما کہ زحدمی گزرد تشنہ لبی

سَیِّدِیْ اَنْتَ حَبِیْبِیْ وَطَبِیْبَ قَلْبِیْ آمدہ سوئے تو قدسی پئے درماں طلبی

بلاشبہ مکہ مکرمہ ہر مسلمان کو محبوب ہے، لیکن مدینہ منورہ محبوب تر ہے اور کیوں نہ ہو جب کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے دعا فرمائی ہے:

اَللّٰھُمَّ حَبِّبْ اِلَیْنَا الْمَدِیْنَۃَ کَمَا حَبَّبْتَ مَکَّۃَ اَوْ اَشَدَّ

(مسلم شریف ص 443 حدیث نمبر 3342۔ ص 21 جذب القلوب مطبوعہ نول کشور)

اے اللہ! تو مدینہ کو ہمارا ایسا محبوب بنا دے جیسا کہ مکہ' بلکہ اس سے بھی زیادہ۔ ؎

خاک طیبہ از دو عالم خوشتر ست وے خنک شہرے کہ دروے دلبر ست

الغرض بصد عقیدت ومحبت وبصد عجز ونیاز شہر مبارک میں داخل ہوئے اور یہ پڑھا۔

بِسْمِ اللّٰہِ مَاشَاءَ اللّٰہُ لَاقُوَّۃَ اِلَّا بِاللّٰہِ رَبِّ اَدْخِلْنِیْ مُدْخَلَ صِدْقٍ وَّاَخْرِجْنِیْ مُخْرَجَ صِدْقٍ اَللّٰھُمَّ افْتَحْ لِیْ اَبْوَابَ رَحْمَتِکَ وَارْزُقْنِیْ مِنْ زِیَارَۃِ رَسُوْلِکَ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ مَا رَزَقْتَ

اَوۡلِیَآئِکَ وَانۡقِذۡنِیۡ مِنَ النَّارِ وَاغۡفِرۡلِیۡ وَارۡحَمۡنِیۡ یَا خَیۡرَ مَسۡئُوۡلٍ۔

باب مجیدی پہنچے ٹیکسی سے اترتے ہی بصد ادب و نیاز وہیں دست بستہ کھڑے ہو کر سلام عرض کیا اَلصَّلٰوۃَ وَالسَّلَامُ عَلَیۡکَ اَیُّھَا النَّبِیُّ الۡکَرِیۡمُ الرَّءُ وۡفُ الرَّحِیۡمُ وَرَحۡمَۃُ اللّٰہِ وَبَرَکَاتُہٗ اَلصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلَیۡکَ وَعَلٰی اٰلِکَ وَ اَصۡحَابِکَ یَا سَیِّدِیۡ یَا رَسُوۡلَ اللّٰہِ!

اور سامان ٹیکسی سے اتار کر حضرۃ المکرّم المحتر م الشیخ العارف الکامل الفاضل المولانا شاہ ضیاء الدین احمد صاحب القادری دامت برکاتہم العالیہ کے مکان پر حاضر ہوا، آپ کا مکان باب المجیدی میں حرم شریف کے بالکل قریب واقع ہے۔ حضرت اقدس دیکھتے ہی شفقۃً کھڑے ہو گئے۔ اور مرحباً مرحباً اہلاً وسہلاً فرمانے لگے۔ اس ناچیز نے دست وقدم بوسی کی۔ تیار ہو کر حضرت سے حاضریٔ روضۂ انور (صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم) کی اجازت طلب کی۔ فرمایا طیّب (بہت اچھا) وہیں تازہ وضو اور مسواک کی اور بالوں کو ٹھیک کر کے خوشبو لگائی اور بصد عجز و نیاز بارگاہ بے کس پناہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی طرف چلا۔ باب جبریل پر پہنچ کر مسنونہ دعا پڑھی اور دایاں پاؤں رکھ کر اندر داخل ہوا' پہلے تحیۃ المسجد پھر نماز عصر ادا کی پھر دست بستہ گردن جھکائے' شرم گناہ سے آنکھیں نیچی کئے ہوئے مبارک قدموں کی طرف سے مواجہ شریفہ میں حاضر ہوا جونہی سلام کے الفاظ زبان پر آئے' ہچکیاں بندھ گیں اور بے اختیار گریہ طاری ہو گیا' ذرا افاقہ ہونے پر سلام عرض کیا۔

اَلسَّلَامُ عَلَیۡکَ اَیُّھَا النَّبِیُّ السَّیِّدُ الۡکَرِیۡمُ وَالرَّسُوۡلُ الۡعَظِیۡمُ الرَّءُوۡفُ الرَّحِیۡمُ وَرَحۡمَۃُ اللّٰہُ وَبَرَکَاتُہٗ، الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلَیۡکَ یَا سَیِّدَنَا وَنَبِیَّنَا وَحَبِیۡبَنَا وَشَفِیۡعَنَا وَقُرَّۃَ اَعۡیُنِنَا رَسُوۡلَ اللّٰہِ، الصَّلٰوۃِ وَالسَّلَامُ عَلَیۡکَ یَا نُوۡرَ عَرۡشِ اللّٰہِ، الصَّلٰوۃَ وَالسَّلَامُ عَلَیۡکَ یَا خَیۡرَ خَلۡقِ اللّٰہِ، اَلصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلَیۡکَ یَا شَفِیۡعَ الۡمُذۡنِبِیۡنَ عِنۡدَ اللّٰہِ اَلصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلَیۡکَ یَا مَنۡ اَرۡسَلَہُ اللّٰہُ تَعَالٰی رَحۡمَۃً

لِّلْعَالَمِیْنَ' وَقَدْ قَالَ اللّٰہُ تَعَالٰی فِیْ حَقِّکَ الْعَظِیْمِ وَلَوْ اَنَّھُمْ اِذْ ظَّلَمُوْٓا اَنْفُسَھُمْ جَآءُ وْکَ فَاسْتَغْفَرُوا اللّٰہَ وَاسْتَغْفَرَلَھُمُ الرَّسُوْلُ لَوَجَدُوا اللّٰہَ تَوَّابًا رَّحِیْمًا' الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلَیْکَ یَا مُحَمَّدُ بْنَ عَبْدِاللّٰہِ بْنِ عَبْدِالْمُطَّلِبِ بْنِ ھَاشِمٍ یَا طٰہٰ یَایٰسٓیٓن یَابَشِیْرُ یَا سِرَاجُ یَا مُنِیْرُ یَا مُقَدِّمَ جَیْشِ الْاَنْبِیَآءِ وَالْمُرْسَلِیْنَ وَھَا اَنَا یَا سَیِّدِیْ یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ قَدْ جِئْتُکَ ھَارِبًا مِنْ ذَنْبِیْ وَمِنْ عَمَلِیْ وَمُسْتَشْفِعًا وَمُسْتَجِیْرًا بِکَ اِلٰی رَبِّیْ فَاشْفَعْ لِیْ یَا شَفِیْعَ الْاُمَّۃِ یَا خَیْرَ الْوَرٰی یَا سِرَاجَ الظُّلُمَۃِ اَجِرْنِیْ مِنَ النَّارِ یَا نَبِیَّ الرَّحْمَۃِ یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ اَتَیْنَاکَ زَآئِرِیْنَ وَقَصَدُ نَاکَ رَاغِبِیْنَ وَعَلٰی بَابِکَ الْعَالِیْ وَاقِفِیْنَ وَبِحَقِّکَ عَارِفِیْنَ فَلَا تَرُدَّنَا خَائِبِیْنَ وَلَاعَنْ بَابِ شَفَاعَتِکَ مَحْرُوْمِیْنَ یَا سَیِّدِیْ یَارَسُوْلَ اللّٰہِ اَسْئَلُکَ الشَّفَاعَۃَ وَاَسْئَلُ اللّٰہَ تَعَالٰی بِکَ الْوَسِیْلَۃَ وَالْفَضِیْلَۃَ وَالدَّرَجَۃَ الرَّفِیْعَۃَ وَالْمَقَامَ الْمَحْمُوْدَ وَالْحَوْضَ الْمَوْرُوْدَ وَالشَّفَاعَۃَ الْعُظْمٰی فِی الْیَوْمِ الْمَشْھُوْدِ شعرؔ

یَا خَیْرَ مَنْ دُفِنَتْ فِی التُّرَابِ اَعْظَمُہٗ
فَطَابَ مِنْ طِیْبِھِنَّ الْقَاعُ وَالْاَکَمُ
نَفْسِی الْفِدَآءُ لِقَبْرِ اَنْتَ سَاکِنُہٗ
فِیْہِ الْعَفَافُ وَفِیْہِ الْجُوْدُ وَالْکَرَمُ

اَنْتَ الْحَبِیْبُ یَا حَبِیْبَ اللّٰہِ اَنْتَ الشَّفِیْعُ یَا شَفِیْعَ اللّٰہِ' اَنْتَ الْمُقَفَّعُ اَنْتَ الَّذِیْ تُرْجٰی شَفَا عَتُکَ عِنْدَ الصِّرَاطِ اِذَا مَا زَلَّتِ الْقَدَمُ۔ اَشْھَدُ اَنَّکَ یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ قَدْ بَلَّغْتَ الرِّسَالَۃَ وَاَدَّیْتَ الْاَمَانَۃَ وَنَصَحْتَ الْاُمَّۃَ وَکَشَفْتَ الْغُمَّۃَ وَجَلَیْتَ الظُّلْمَۃَ

وَجَاهَدْتَّ فِیْ سَبِیْلِ اللّٰہِ حَقَّ جِهَادِہٖ وَعَبَدْتّ رَبَّکَ حَتّٰی اَتٰکَ الْیَقِیْنُ جَزَاکَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنَّا وَعَنْ وَالِدَیْنَا وَعَنِ الْاِسْلَامِ خَیْرَ الْجَزَآءِ وَنَسْئَلُکَ الشَّفَاعَةَ اَنْ تَشْفَعَ لَنَا عِنْدَ اللّٰہِ یَوْمَ الْعَرْضِ یَوْمَ الْفَزَعِ الْاَکْبَرِ۔ یَوْمَ لَا یَنْفَعُ مَالٌ وَّلَابَنُوْنَ اِلَّا مَنْ اَتَی اللّٰہُ بِقَلْبٍ سَلِیْمٍ ط اِشْفَعْ لَنَا وَلِوَالِدَیْنَا وَلِجِیْرَانِنَا وَلِمَشَآئِخِنَا وَلِاُسْتَاذِنَا وَلِمَنْ اَوْصٰنَا وَقَلَّدْنَا عِنْدَکَ بِدُعَآءِ الْخَیْرِ وَالزِّیَارَةِ ط الصَّلٰوةِ وَالسَّلَامُ عَلَیْکَ یَا سُلْطَانَ الْاَنْبِیَآءِ وَالْمُرْسَلِیْنَ وَرَحْمَةُ اللّٰہِ وَبَرَکَاتُہٗ۔

پھر تھوڑا سا دائیں طرف ہوا اور امیر المؤمنین سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کے چہرۂ نورانی کے سامنے کھڑے ہو کر یوں سلام عرض کیا:

اَلسَّلَامُ عَلَیْکَ یَا سَیِّدَنَآ اَبَا بَکْرِنِ الصِّدِّیْقَ اَلسَّلَامُ عَلَیْکَ یَا خَلِیْفَةَ رَسُوْلِ اللّٰہِ عَلَی التَّحْقِیْقِ، اَلسَّلَامُ عَلَیْکَ یَا صَاحِبَ رَسُوْلِ اللّٰہِ ثَانِیَ اثْنَیْنِ اِذْھُمَا فِی الْغَارِ، اَلسَّلَامُ عَلَیْکَ یَا مَنْ اَنْفَقَ مَالَہٗ کُلَّہٗ فِی حُبِّ اللّٰہِ وَحُبِّ رَسُوْلِہٖ حَتّٰی تَخَلَّلَ بِالْعَبَا رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْکَ وَاَرْضَاکَ اَحْسَنَ الرِّضٰی وَجَعَلَ الْجَنَّةَ مَنْزِلَکَ وَمَسْکَنَکَ وَمَحَلَّکَ وَمَاْوَاکَ اَلسَّلَامُ عَلَیْکَ یَا اَوَّلَ الْخُلَفَآءِ وَتَاجَ الْعُلَمَآءِ وَصِهْرَ النَّبِیِّ الْمُصْطَفٰی وَرَحْمَةُ اللّٰہِ وَبَرَکَاتُہٗ۔

پھر تھوڑا سا اور دائیں طرف ہوا اور امیر المؤمنین سیدنا عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے چہرۂ مبارکہ کے سامنے کھڑے ہو کر یوں سلام عرض کیا:

اَلسَّلَامُ عَلَیْکَ یَا سَیِّدَنَا عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ، اَلسَّلَامُ عَلَیْکَ یَا نَاطِقًا بِالْعَدْلِ وَالصَّوَابِ، اَلسَّلَامُ عَلَیْکَ یَا حَنَفِیَّ الْمِحْرَابِ، اَلسَّلَامُ عَلَیْکَ یَا مَظْهِرَ دِیْنِ الْاِسْلَامِ، اَلسَّلَامُ عَلَیْکَ یَا مُکَسِّرَ

الْاَصْنَامِ، اَلسَّلَامُ عَلَیْکَ یَا اَبَا الْفُقَرَآءِ وَالضُّعَفَآءِ وَالْاَرَامِلِ وَالْاَیْتَامِ، اَنْتَ الَّذِیْ قَالَ فِیْ حَقِّکَ سَیِّدُ الْبَشَرِ لَوْکَانَ نَبِیٌّ مِنْ بَعْدِیْ لَکَانَ عُمَرُ رَضِیَ اللّٰهُ تَعَالٰی عَنْکَ وَاَرْضَاکَ اَحْسَنَ الرِّضٰی وَجَعَلَ الْجَنَّةَ مَنْزِلَکَ وَ مَسْکَنَکَ وَ مَحَلَّکَ وَمَاْوٰکَ، اَلسَّلَامُ عَلَیْکَ یَا ثَانِیَ الْخُلَفَآءِ وَتَاجَ الْعُلَمَآءِ وَصِهْرَا النَّبِیِّ الْمُصْطَفٰی وَرَحْمَةِ اللّٰهِ وَبَرَکَاتُهٗ

پھر ان دونوں حضرات کے مقدس چہروں کے درمیان میں کھڑے ہوکر عرض کیا اَلسَّلَامُ عَلَیْکُمَا وَزِیْرَیْ رَسُوْلِ اللّٰهِ، اَلسَّلَامُ عَلَیْکُمَا یَا مُعِیْنَیْ رَسُوْلِ اللّٰهِ، اَلسَّلَامُ عَلَیْکُمَا وَرَحْمَةُ اللّٰهِ وَبَرَکَاتُهٗ

پھر ملائکہ مقربین پر یوں سلام عرض کیا۔

اَلسَّلَامُ عَلَیْکَ یَا سَیِّدَنَا جِبْرِیْلُ، اَلسَّلَامُ عَلَیْکَ یَا سَیِّدَنَا مِیْکَآئِیْلُ، اَلسَّلَامُ عَلَیْکَ یَا سَیِّدَنَا اِسْرَافِیْلُ، اَلسَّلَامُ عَلَیْکَ یَا سَیِّدَنَا عِزْرَآئِیْلُ، اَلسَّلَامُ عَلَیْکُمْ یَا مَلَآئِکَةَ الْمُقَرَّبِیْنَ مِنْ اَهْلِ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِیْنَ کَآفَّةً عَامَّةً، اَلسَّلَامُ عَلَیْکُمْ وَرَحْمَةُ اللّٰهِ وَبَرَکَاتُهٗ۔

پھر مواجہہ شریف میں کھڑے ہوکر اپنے اور اپنے بزرگوں اور دوستوں، عزیزوں اور تمام مسلمانوں کے لئے دعائیں کیں۔ الحمد اللہ اسی ذوق وشوق کے عالم میں روزہ کی افطاری کا وقت قریب ہوگیا۔ مسجد شریف میں عجیب چہل پہل اور رونق تھی، روضۂ انور کے اردگرد لوگ دستر خوان بچھائے بیٹھے ذکر اذکار اور تلاوت ودعا میں مشغول تھے، اگر چہ ریاض الجنۃ میں بہت بھیڑ تھی تاہم جگہ مل گئی اب افطاری کا وقت بالکل قریب تھا، جونہی دعا کے لئے ہاتھ اٹھائے آنکھیں اشکبار ہوگئیں اور سب سے پہلے کلمہ زبان پر یہ آیا۔ اے اللہ! میں کس زبان سے تیرا شکر ادا کروں، میرے مولا! تو نے محض اپنے فضل وکرم سے مجھ جیسے نالائق کو اپنے حبیب کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام کے دربار اقدس میں حاضری اور روزہ افطاری

کا شرف بخشا ہے۔ پھر دعاء مسنونہ کے بعد درود شریف پڑھ رہا تھا کہ روزہ افطار ہو گیا۔ اللہ اللہ وہ کیا نورانی سماں تھا، افطاری روزہ کے بعد نماز ادا کی اور نماز کے بعد ریاض الجنۃ میں کھڑے ہو کر صلوٰۃ وسلام عرض کیا اور حضرت مولانا ضیاء الدین صاحب کے ہاں حاضر ہو گیا۔ مولانا کے ہاں دستر خوان بچھا ہوا تھا اور چند احباب کھانا کھا رہے تھے، دیکھتے ہی فرمایا آیئے مولانا! اَھْلًا وَّ سَھْلًا فَضَّلُوْا یعنی کھانا کھایئے میں بھی شریک ہو گیا۔

حضرت مولانا ضیاء الدین احمد: شیخ طریقت، ہادی راہِ شریعت، شیخ المشائخ حضرت علامہ مولانا الشیخ ضیاء الدین احمد صاحب مدظلہ العالی موضع کلاس والا، ضلع سیالکوٹ پنجاب پاکستان کے رہنے والے ہیں۔ تقریباً 55 سال سے مدینہ منورہ میں مقیم ہیں۔ سلاسل اربعہ میں صاحب اجازت وخلافت ہیں۔ اعلیٰ حضرت امام اہلسنّت مجدد دین وملت مولانا شاہ احمد رضا خاں صاحب فاضل بریلوی رحمۃ اللہ علیہ کے صحبت یافتہ بزرگوں میں سے ہیں۔ ضعیف العمر ہونے کے باوجود ہر وقت عبادت و ریاضت اور مجاہدہ ومطالعہ میں مستغرق رہتے ہیں۔ بڑے ہی بلند اخلاق والے اور مہمان نواز ہیں۔ پاکستان و ہندوستان میں ہزاروں آپ کے مریدین لاکھوں معتقدین ہیں۔ اور انہوں نے کئی مرتبہ پاکستان و ہندوستان آنے کے لئے اصرار کیا' مگر آپ ہمیشہ یہی فرماتے رہے کہ مدینہ منورہ چھوڑ کر کیسے آؤں؟ چنانچہ آپ ایک مرتبہ بھی تشریف نہیں لائے۔ آپ کے صاحبزادے حضرت مکرم ومحترم مولانا محمد فضل الرحمٰن صاحب اور آپ کے پوتے محترم مولانا محمد حبیب الرحمٰن صاحب بھی ماشاء اللہ نہایت نیک بلند اخلاق اور بڑے ہی علم وفضل والے ہیں۔ بلاشبہ یہ بہت اونچے لوگ ہیں۔ اللہ تبارک وتعالیٰ بطفیل اپنے حبیب پاک شہ لولاک صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وبارک وسلم ان کو تاقیام قیامت سلامت باکرامت رکھے۔ آمین ثم آمین۔

رہائش: اس ناچیز کی رہائش حضرت مولانا قبلہ ہی کے ہاں تھی۔ دو سال قبل برموقعہ حج جب حاضری کا شرف حاصل ہوا تھا تو اس وقت بھی حضرت ہی کے ہاں ٹھہرا تھا، اس نالائق پر حضرت کی بڑی ہی عنایت وشفقت ہے۔

فضائل مدینہ منورہ: مدینہ منورہ زادہا اللہ شرفاً وتعظیماً اور اس کے مقامات اور ان مقامات کی حاضری کے چند فضائل و برکات ہدیہ ناظرین کیئے جاتے ہیں۔ حقیقت یہ ہے کہ مدینہ منورہ کے فضائل وخصائص اور برکات اس قدر زیادہ ہیں کہ اگر سب کے سب لکھے جائیں تو کئی ضخیم جلدیں بن جائیں۔ چنانچہ علامہ ابن حجر مکی رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں کہ مدینہ منورہ کے ایک ہزار کے قریب تو نام ہی ہیں اور اگر ان سب کی تشریح کی جائے تو دفتر درکار ہیں اور کسی کے ناموں کی کثرت اس کی عظمت ہی کی دلیل ہے۔

اللہ تبارک وتعالیٰ ارشاد فرماتا ہے:

1- اَلَمْ تَكُنْ اَرْضُ اللّٰهِ وَاسِعَةً فَتُهَاجِرُوْا فِيْهَا ؕ (النساء:97)

کیا اللہ تعالیٰ کی زمین کشادہ نہ تھی کہ تم اس میں ہجرت کر جاتے؟

مفسرین کرام رحمۃ اللہ علیہم فرماتے ہیں کہ اس آیہ کریمہ میں اَرْضُ اللّٰهِ سے مراد مدینہ منورہ ہے۔ (وفاء الوفاء، ج 1، ص 8)

2- وَالَّذِيْنَ تَبَوَّؤُ الدَّارَ وَالْاِيْمَانَ مِنْ قَبْلِهِمْ (الحشر:9)

اور وہ جنہوں نے پہلے سے دار وایمان میں ٹھکانا بنایا۔

اس آیہ کریمہ میں دار وایمان سے مراد مدینہ منورہ ہے (وفاء الوفا ج 1 ص 9)

حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فرماتے ہیں:

اَلْمَدِيْنَةُ قُبَّةُ الْاِسْلَامِ وَدَارُ الْاِيْمَانِ

(وفا الوفاء ج 1 ص 11۔ کنز العمال 34797)

مدینہ شریف قبۂ اسلام اور دار ایمان ہے۔

اور فرمایا:

اِنَّ الْاِيْمَانَ لَيَارِزُ اِلَى الْمَدِيْنَةِ، كَمَا تَاْرِزُ الْحَيَّةُ اِلٰى جُحْرِهَا۔

بے شک ایمان مدینۂ منورہ کی طرف اس طرح کھنچا آتا ہے جس طرح کہ سانپ اپنے سوراخ کی طرف آتا ہے۔ (بخاری شریف، حدیث نمبر 1876)

3- وَالَّذِيْنَ هَاجَرُوْا فِي اللّٰهِ مِنْۢ بَعْدِ مَا ظُلِمُوْا لَنُبَوِّئَنَّهُمْ فِي الدُّنْيَا حَسَنَةً
(النمل: 61)

اور وہ لوگ جنہوں نے اللہ کی راہ میں ہجرت کی بعد اس کے کہ ان پر ظلم کیا گیا تو ہم ضرور انہیں دنیا میں اچھی جگہ دیں گے۔

اس آیہ کریمہ میں حَسَنَةً سے مراد مدینہ ہے کیونکہ مہاجرین کو اللہ تعالیٰ نے وہیں جگہ دی۔

4- كَمَآ اَخْرَجَكَ رَبُّكَ مِنْۢ بَيْتِكَ بِالْحَقِّ (الانفال: 5)

جیسا کہ (اے حبیب!) تمہیں تمہارے رب نے گھر سے حق کے ساتھ نکالا۔

اس آیہ کریمہ میں مدینہ منورہ کو بَيْتُ الرَّسُوْلُ فرمایا گیا کیونکہ جب آپ مدینہ منورہ سے بدر کی طرف نکلے تب یہ آیت نازل ہوئی۔

5- وَقُلْ رَّبِّ اَدْخِلْنِيْ مُدْخَلَ صِدْقٍ وَّاَخْرِجْنِيْ مُخْرَجَ صِدْقٍ

(اے حبیب!) یوں فرماؤ کہ اے میرے رب! مجھے مدخل صدق میں داخل فرما اور مخرجِ صدق سے نکال۔

حضرت قتادہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ اس آیت کریمہ میں مُدْخَلَ صِدْقٍ سے مراد مدینہ منورہ اور مُخْرَجَ صِدْقٍ سے مراد مکہ مکرمہ ہے۔ (المستدرک للحاکم ج3، ص3)

حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے دعا فرمائی:

اَللّٰهُمَّ حَبِّبْ اِلَيْنَا الْمَدِيْنَةَ كَمَا حَبَّبْتَ مَكَّةَ اَوْ اَشَدَّ

(مسلم شریف حدیث نمبر 3342، مشکوٰۃ: 2734۔ بخاری حدیث نمبر 1889)

اے اللہ! تو مدینہ منورہ کو ہمارا ایسا محبوب بنادے جیسا کہ مکہ بلکہ اس سے بھی زیادہ۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے دعا فرمائی:

اَللّٰهُمَّ اِنَّكَ اَخْرَجْتَنِيْ مِنْ اَحَبِّ الْبِلَادِ اِلَيَّ فَاسْكِنِّيْ اَحَبَّ الْبِلَادِ اِلَيْكَ

(المستدرک ص3/3۔ جذب القلوب ص21، کنز العمال 34935)

اے اللہ! بیشک تو نے مجھے میرے محبوب ترین شہر سے نکالا تو اب مجھے اپنے محبوب ترین شہر میں بسا۔

یحییٰ بن سعید رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ حضور اکرم ﷺ نے فرمایا:

مَاعَلَى الْاَرْضِ بُقْعَةٌ (هِیَ) اَحَبَّ اِلَیَّ اَنْ یَّکُوْنَ قَبْرِیْ بها منها (یعنی المدینة) ثَلٰثَ مَرَّاتٍ

(مشکوٰۃ شریف: 2757۔ جذب القلوب ص20۔ الموطا: 468 / 21)

روئے زمین پر مجھے اس ٹکڑے سے زیادہ محبوب کوئی ٹکڑا نہیں جس میں میری قبر ہوگی' اور یہ تین مرتبہ فرمایا۔

ان حدیثوں سے ثابت ہوا کہ مدینہ منورہ اللہ تبارک وتعالیٰ کا اور حضور اکرم ﷺ کا محبوب ترین شہر ہے۔

اِذَا الْحَبِیْبُ لَا یَخْتَارُ لِحَبِیْبِهٖ اِلَّا مَاهُوَ اَحَبُّ وَاَکْرَمُ عِنْدَهٗ

محبوب اپنے محبوب کے لئے وہی اختیار کرتا ہے جو اس کے لئے محبوب تر اور مکرم تر ہو۔

حضرت عبداللہ بن زید رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ حضور اکرم ﷺ نے فرمایا:

اِنَّ اِبْرَاهِیْمَ حَرَّمَ مَکَّةَ وَدَعَا لِاَهْلِهَا، وَاِنِّیْ حَرَّمْتُ الْمَدِیْنَةَ کَمَا حَرَّمَ اِبْرَاهِیْمَ مَکَّةَ، وَاِنِّیْ دَعَوتُ فِیْ صَاعِهَا وَمُدِّهَا بِمِثْلِیْ مَادَعَا بِهٖ اِبْرَاهِیْمَ لِاَهْلِ مَکَّةَ۔ (مسلم شریف حدیث نمبر 3313، ص440)

بیشک ابراہیم علیہ السلام نے مکہ کو حرم بنایا اور اس کے رکنوں کے لئے دعا فرمائی اور بیشک میں نے مدینہ طیبہ کو حرم بنایا جس طرح انہوں نے مکہ کو حرم بنایا' اور میں نے اس کے پیمانوں میں اس سے دونی برکت کی دعا کی جو انہوں نے اہل مکہ کے لئے کی تھی۔

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ حضور اکرم ﷺ نے دعا فرمائی:

اَللّٰهُمَّ بَارِکْ لَنَا فِیْ ثَمَرِنَا، وَبَارِکْ لَنَا فِیْ مَدِیْنَتِنَا، وَبَارِکْ لَنَا فِیْ صَاعِنَا، وَبَارِکْ لَنَا فِیْ مُدِّنَا' اَللّٰهُمَّ اِنَّ اِبْرَاهِیْمَ عَبْدُکَ

وَخَلِیْلُکَ وَنَبِیُّکَ، وَاِنِّی عَبْدُکَ وَنَبِیُّکَ، وَاِنَّہٗ دَعَاکَ لِمَکَّۃَ، وَاِنِّی اَدْعُوْکَ لِلْمَدِیْنَۃِ بِمِثْلِ مَادَعَاکَ لِمَکَّۃَ، وَمِثْلَہٗ مَعَہٗ۔

(مسلم حدیث نمبر 3334۔ مشکوٰۃ: 2731۔ وفاء الوفا، ص 1/36۔ موطا امام مالک ص45/666)

اے اللہ! ہمارے لئے ہمارے پھلوں میں اور ہمارے لئے ہمارے مدینہ میں' اور ہمارے لئے ہمارے پیمانوں میں برکت فرما' اے اللہ! بیشک (حضرت) ابراہیم علیہ السلام تیرے بندے' تیرے خلیل اور تیرے نبی ہیں اور بیشک میں بھی تیرا بندہ اور تیرا نبی ہوں' انہوں نے مکہ مکرمہ کے لئے دعا کی اور میں ویسی ہی دعا مدینہ منورہ کے لئے کرتا ہوں اور اس سے بھی دوچند کی دعا کرتا ہوں۔

حضرت انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے دعا کی۔

اَللّٰھُمَّ اجْعَلْ بِالْمَدِیْنَۃِ ضِعْفَیْ مَاجَعَلْتَ بِمَکَّۃَ مِنَ الْبَرَکَۃِ

(بخاری: 1885۔ مسلم: 3326، مشکوٰۃ: 2754۔ مسند ابی یعلیٰ: 3578)

اے اللہ! جتنی برکتیں مکہ مکرمہ میں تو نے رکھی ہیں اس سے دونی برکتیں مدینہ منورہ میں رکھ دے۔

ایک حدیث میں فرمایا:

اَللّٰھُمَّ اجْعَلْ مَعَ الْبَرَکَۃِ بَرَکَتَیْنِ

(مسلم شریف: 3336۔ مسند احمد: 11889)

اے اللہ! مکہ کی برکت کے ساتھ دو برکتیں مدینہ میں زیادہ کر!

ان حدیثوں سے ثابت ہوا کہ مدینہ منورہ میں مکہ مکرمہ سے کہیں زیادہ برکتیں رکھی گئی ہیں' کیونکہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی دعائیں بلاشبہ قبول ہوئیں۔

حضرت رافع بن خدیج رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا:

اَلْمَدِیْنَۃُ خَیْرٌ مِّنْ مَّکَّۃَ (طبرانی، حدیث نمبر 4450۔ وفاء الوفاء ج 1 ص

26 مطبوعہ مصر 1326ھ۔ جذب القلوب ص 21۔ کنز العمال 34796)

کہ مدینہ منورہ مکہ مکرمہ سے بہتر ہے۔

حضرت مصعب فرماتے ہیں کہ خلیفہ مہدی جب مدینہ منورہ میں آیا تو شرفائے مدینہ اس کے استقبال کے لئے شہر سے باہر گئے جن میں حضرت امام مالک رضی اللہ عنہ بھی تھے۔ جب خلیفہ مہدی کی نظر امام مالک رضی اللہ عنہ پر پڑی تو خلیفہ مہدی نے فوراً آگے بڑھ کر امام مالک رضی اللہ عنہ سے معانقہ کیا جب سب سے مل چکا تو امام صاحب نے خلیفہ سے فرمایا۔

يَا اَمِيْرَالْمُؤْمِنِيْنَ اِنكَ تَدْخُلَ الْاٰنَ الْمَدِيْنَةَ فَتَمَرَّ بِقَوْمٍ عَنْ يَّمِيْنِكَ وَيَسَارِكَ وَهُمْ اَوْلَادُالْمُهَاجِرِيْنَ وَالْاَنْصَارِ فَسَلِّمْ عَلَيْهِمْ فَاِنَّ مَاعَلٰى وَجْهِ الْاَرْضِ قَوْمٌ خَيْرٌ مِّنْ اَهْلِ الْمَدِيْنَةِ وَلَا خَيْرَ مِنَ الْمَدِيْنَةِ (وفاء الوفاء ج 1 ص 36)

اے امیر المؤمنین! ابھی تم مدینہ منورہ میں داخل ہو گے تو تمہارے دائیں اور بائیں سے وہ لوگ گزریں گے جو مہاجرین اور انصار کی اولاد ہیں تو تم ان کی خدمت میں سلام پیش کرو کیونکہ روئے زمین پر نہ تو اہل مدینہ سے بہتر کوئی قوم ہے اور نہ مدینہ منورہ سے بہتر کوئی شہر ہے۔

تمام علمائے کرام اور امت کا اس پر اجماع ہے کہ روضۂ انور کا وہ حصہ جو حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے جسم اطہر سے ملا ہوا ہے زمینوں، آسمانوں، کعبہ مقدسہ اور عرش معلٰی سے بھی افضل ہے، اس کے بعد ساری زمین سے افضل کعبہ مقدسہ ہے۔ اس کے بعد اختلاف ہے کہ مدینہ منورہ افضل ہے یا مکہ مکرمہ؟ تو امیر المؤمنین حضرت عمر فاروق اور حضرت عبداللہ بن عمر اور بہت سے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اور امام مالک اور اکثر علمائے مدینہ رحمہم اللہ کا مذہب ہے کہ مدینہ منورہ مکہ مکرمہ سے افضل ہے۔ اور بلاشبہ یہ اللہ تعالٰی اور اس کے حبیب کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا محبوب ترین شہر ہے اور قیامت تک حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا اسی میں قیام ہے۔

اور آپ کے جسم انور کے یہاں موجود ہونے کی وجہ سے اللہ تعالیٰ کی جو بے شمار رحمتیں اور برکتیں ہر آن اور ہر وقت نازل ہوتی رہتی ہیں وہ کسی اور جگہ کہاں نازل ہوتی ہیں؟ نیز شریعت مطہرہ اور اس کے تمام احکام کی تکمیل اسی شہر میں ہوئی، تمام فتوحات اور تمام کمالات ظاہری و باطنی کا حصول یہیں ہوا، اسلام کو شان وشوکت اور قوت وعظمت یہیں حاصل ہوئی، اول وآخر کی نیکیاں اور ہدایت ونورانیت کے چشمے یہیں سے جاری ہوئے اور یہیں وہ منبر ہے جو جنت کے حوض پر ہے' اور یہیں وہ جنت کی کیاری ہے اور یہیں وہ جبل احد ہے جو حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا محبوب ترین پہاڑ ہے اور یہیں وہ جنۃ البقیع ہے جس میں آپ کے جگر کے ٹکڑے' ازواج مطہرات اور تقریباً دس ہزار صحابہ کرام اور بے شمار اولیاء وصلحاء رضوان اللہ علیہم اجمعین آرام فرما ہیں۔ اور یہیں وہ مسجد نبوی شریف ہے جس میں دو رکعت نماز پڑھنے سے حج کا ثواب ملتا ہے اور یہیں وہ مسجد قبا شریف ہے جس میں دو رکعت نماز پڑھنے سے عمرہ کا ثواب ملتا ہے۔

حضرت سعید اپنے والد حضرت ابی رضی اللہ عنہما سے روایت کرتے ہیں کہ حضور نبی کریم علیہ التحیۃ والتسلیم جب مکہ مکرمہ میں داخل ہوتے تو بارگاہ الٰہی میں عرض کرتے:

اَللّٰھُمَّ لَا تَجْعَلْ مَنَایَا نَا بِمَکَّۃَ حَتّٰی نَخْرُجَ مِنْھَا

(وفاء الوفاء ج1 ص34۔ طبرانی حدیث نمبر 13329۔ مسند احمد، جذب القلوب ص24)

اے اللہ! ہماری موت مکہ میں نہ ہو بلکہ جب ہم مکہ سے باہر نکل (کر مدینہ پہنچ) جائیں۔

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

مَنِ اسْتَطَاعَ اَنْ یَّمُوْتَ بِالْمَدِیْنَۃِ فَلْیَمُتْ بِھَا فَاِنِّیْ اَشْفَعُ لِمَنْ یَّمُوْتُ بِھَا۔ (ترمذی شریف: 3917۔ مشکوٰۃ شریف: 2750۔ جذب القلوب ص24۔ بیہقی 4185)۔

ترجمہ: جس شخص سے ہوسکتا ہے کہ مدینہ منورہ میں مرے تو چاہیئے کہ وہ مدینہ ہی میں

مرے اس لئے کہ جو مدینہ میں مرے گا میں اس کی شفاعت کروں گا۔

چنانچہ امیر المؤمنین حضرت عمر رضی اللہ عنہ یہ دعا فرمایا کرتے تھے:

اَللّٰھُمَّ ارْزُقْنِیْ شَھَادَۃً فِیْ سَبِیْلِکَ، وَاجْعَلْ مَوْتِیْ فِیْ بَلَدِ رَسُوْلِکَ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم

(بخاری کتاب الحج حدیث نمبر 1890۔ جذب القلوب ص 25)

اے اللہ! مجھے اپنی راہ میں شہادت اور اپنے رسول کے شہر مدینہ میں موت نصیب فرما!

چنانچہ ایسا ہی ہوا کہ خاص مسجد نبوی شریف میں عین حالتِ نماز میں شہادت نصیب ہوئی۔

سیدنا امام مالک رضی اللہ عنہ نے سوائے ایک حج کے جو فرض ہے اور نفلی حج نہیں کیا' صرف اسی واسطے کہ کہیں مدینہ منورہ کے سوا کسی اور جگہ موت نہ آ جائے۔ چنانچہ ہمیشہ مدینہ منورہ میں رہے' اور وہیں انتقال فرما کر جنۃ البقیع میں دفن ہوئے (جذب القلوب ص 20)

امیر المؤمنین حضرت عمر بن عبد العزیز رضی اللہ عنہ جب کبھی مدینہ منورہ سے باہر تشریف لے جاتے تو نکلتے وقت روتے اور بار بار فرماتے:

نَخْشٰی اَنْ نَّکُوْنَ مِمَّنْ نَفَتْہُ الْمَدِیْنَۃَ

(الموطا امام مالک: 884۔ جذب القلوب ص 25 مطبوعہ نول کشور۔ 1930ء)

ہم ڈرتے ہیں کہ کہیں ہم ان لوگوں میں سے نہ ہوں جن کو مدینہ دور کر دیتا ہے۔

صحابۂ کرام (رضوان اللہ علیہم اجمعین) بھی جب حج وعمرہ کے لئے تشریف لے جاتے تو فارغ ہوتے ہی واپس آ جاتے، زیادہ دیر مکہ میں نہ ٹھہرتے۔ اور نبی کریم علیہ التحیۃ والتسلیم جب کسی سفر سے واپس تشریف لاتے اور مدینہ منورہ کے قریب پہنچتے تو اپنی سواری کو کمال شوق وصال مدینہ سے تیز کر دیتے اور چادر مبارک دوش انور سے گرا دیتے اور فرماتے ھٰذِہٖ اَرْوَاحُ طِیِّبَۃٌ یہ ہوائیں پاکیزہ اور پسندیدہ ہیں اور چہرۂ انور پر جو گرد وغبار پڑتا اس کو دور نہ فرماتے' اور اگر کوئی صحابی گرد وغبار سے بچنے کے لئے سر اور مونھ چھپاتے تو

آپ روک دیتے اور فرماتے خاک مدینہ شفا ہے۔ (جذب القلوب ص 24)

حضرت ثابت بن قیس رضی اللہ عنہ سے مرفوعاً روایت ہے کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا:

غُبَارُ الْمَدِیْنَۃِ شِفَآءٌ مِّنَ الْجُذَامِ

(زرقانی علی المواہب ج 8 ص 336۔ کنز العمال 34823)

کہ مدینہ منورہ کا غبار جذام یعنی کوڑھ کے لئے شفاء ہے۔

''وفاء الوفاء شریف'' میں ہے کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا:

وَالَّذِیْ نَفْسِی بِیَدِہٖ اِنَّ فِیْ غُبَارِھَا شِفَآءٌ مِّنْ کُلِّ دَآءٍ (وفاء الوفاء شریف ج 1 ص 47، جذب القلوب ص 24۔ عمدۃ الاخبار۔ ص 68، مطبوعہ مطبعہ الشیمی اسکندریہ)

قسم ہے اس ذات اقدس کی جس کے قبضۂ قدرت میں میری جان ہے مدینہ کی مٹی میں ہر بیماری کے لئے شفا ہے۔

علامہ زرقانی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ: بلاشبہ مدینہ منورہ کی مٹی میں شفا ہے ولا ینتفع بہ من اکرہ لیکن منکر کو نفع نہیں کرتی (زرقانی علی المواہب ج 8 ص 335)۔

حضرت سفیان بن ابی زہیر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا: یمن فتح ہوگا تو بعض لوگ وہاں کے حالات سنیں گے اور پھر اپنے اہل وعیال کو اور ان کو جوان کے کہنے میں آجائیں گے لے کر وہاں چلے جائیں گے ''وَالْمَدِیْنَۃُ خَیْرٌ لَّھُمْ لَوْ کَانُوْا یَعْلَمُوْنَ۔ حالانکہ مدینہ ان کے لئے بہتر ہوگا اگر وہ جانیں'' اور اسی طرح شام فتح ہوگا تو لوگ وہاں کے حالات سن کر اور اپنے اہل وعیال وغیرہ لے کر وہاں چلے جائیں گے وَالْمَدِیْنَۃُ خَیْرٌ لَّھُمَّ لَوْ کَانُوْا یَعْلَمُوْنَ' حالانکہ مدینہ ان کے لئے بہتر ہوگا' اگر وہ اس کو جانیں اور عراق فتح ہوگا' اور لوگ وہاں کے حالات سن کر اپنے اہل وعیال وغیرہ کو لے کر وہاں چلے جائیں گے۔ وَالْمَدِیْنَۃُ خَیْرٌ لَّھُمْ لَوْ کَانُوْا یَعْلَمُوْنَ حالانکہ مدینہ ان کے لئے بہتر ہوگا، کاش وہ جانیں۔

(بخاری: 1875۔ موطا، ص 45/671۔ مسلم: 3365، ص 445، مشکوٰۃ ص 2736)

حافظ ابن حجر عسقلانی اور امام نووی رحمہما اللہ فرماتے ہیں کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے ارشاد مبارکہ کے عین مطابق ہوا اور یہ ملک اسی ترتیب سے فتح ہوئے، اور لوگ وہاں منتقل ہوئے۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا:

کہ ایک زمانہ آئے گا کہ لوگ سرسبز و شاداب زمینوں کی طرف نکل جائیں گے وہاں ان کو خوب کھانے پینے کو ملے گا، اور کثرت سے سواریاں ملیں گی، تو وہ اپنے عزیز و اقربا کو بھی دعوت دیں گے۔ هَلُمَّ اِلَی الرُّخَآءِ! هَلُمَّ اِلَی الرُّخَآءِ! وَالْمَدِيْنَةُ خَيْرٌ لَّهُمْ لَوْ كَانُوْا يَعْلَمُوْنَ کہ یہاں آ جاؤ، یہاں بڑی پیداوار ہے، یہاں آ جاؤ یہاں بڑی پیداوار ہے حالانکہ مدینہ ان کے لئے بہتر ہو گا اگر وہ جانیں۔

(ترغیب و مسلم حدیث نمبر 3352 ص 445)

حضرت سعد رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا:

اَلْمَدِيْنَةُ خَيْرٌ لَّهُمْ لَوْ كَانُوْا يَعْلَمُوْنَ، لَا يَدَعُهَا اَحَدٌ رَغْبَةً عَنْهَا اِلَّا اَبْدَلَ اللّٰهُ فِيْهَا مَنْ هُوَ خَيْرٌ مِّنْهُ، وَلَايَثْبُتُ اَحَدٌ عَلٰى لَاوَائِهَا وَجَهْدِهَا، اِلَّا كُنْتُ لَهٗ شَفِيْعًا، اَوْ شَهِيْدًا، يَوْمَ الْقِيٰمَةِ۔

(مسلم شریف حدیث نمبر 3318 ص 440۔ کنز العمال 34857)

مدینہ ان کے لئے بہتر ہے اگر وہ جانیں اور کوئی شخص یہاں کے قیام کو بددل ہو کر نہیں چھوڑے گا مگر اللہ تعالیٰ اس سے بہتر یہاں بھیج دے گا اور جو شخص مدینہ منورہ کی تکلیفوں اور سختیوں کو برداشت کر کے یہاں رہے گا میں قیامت کے دن اس کا شفیع اور گواہ بنوں گا۔

حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا:

مَنْ اَرَادَ اَهْلَ الْمَدِيْنَةِ بِسُوْٓءٍ اَذَابَهُ اللّٰهُ كَمَا يَذُوْبُ الْمِلْحُ فِى الْمَآءِ (مسلم شریف ص 445 حدیث نمبر 3361)

جس نے اہل مدینہ کے ساتھ برائی کا ارادہ کیا تو اللہ اس کو ایسے گھلا دے گا جیسے نمک پانی میں گھل جاتا ہے۔

اور فرمایا نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے :

مَنْ اَخَافَ اَهْلَ الْمَدِيْنَةِ ظُلْمًا اَخَافَهُ اللّٰهُ وَعَلَيْهِ لَعْنَةُ اللّٰهِ وَالْمَلَآئِكَةِ وَالنَّاسِ اَجْمَعِيْنَ لَايَقْبَلُ اللّٰهُ مِنْهُ صَرْفًا وَّ لَاعَدْلًا (وفاء الوفاء ج 1 ص 32، جذب القلوب ص 33۔ کنز العمال 34882)

جو شخص ظلماً اہل مدینہ کو ڈرائے گا اللہ تعالیٰ اس کو ڈرائے گا اور اس پر اللہ کی اور ملائکہ اور سب لوگوں کی لعنت ہوگی اور اللہ تعالیٰ اس کا کوئی عمل قبول نہ فرمائے گا۔

اور فرمایا نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے :

مَنْ آذٰى اَهْلَ الْمَدِيْنَةِ اٰذَاهُ اللّٰهُ

(وفاء الوفاء ج 1 ص 32۔ کنز العمال 34831)

کہ جس نے اہل مدینہ کو اذیت پہنچائی اللہ اس کو اذیت پہنچائے گا۔

امرائے فتنہ میں سے ایک امیر مدینہ منورہ میں آیا۔ حضرت جابر بن عبداللہ انصاری رضی اللہ عنہ اس وقت مدینہ منورہ میں تھے اور بڑھاپے کی وجہ سے ان کی بصارت میں ضعف آ گیا تھا، لوگوں نے ان کی خدمت میں عرض کی کہ مصلحت وقت یہ ہے کہ آپ چند روز کے لئے مدینہ منورہ سے باہر چلے جائیں' اور اس ظالم کے سامنے نہ آئیں تا کہ اس کے فتنہ سے محفوظ رہیں چنانچہ آپ اپنے دونوں بیٹوں کے کندھوں پر ہاتھ رکھ کر مدینہ منورہ سے نکلے، اتفاقاً راستے میں ایک جگہ بہ سبب ضعف بصارت ٹھوکر کھا کر گر پڑے اور فرمایا:

تَعِسَ مَنْ اَخَافَ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ اَبْنَاهُ اواحدهما يَا اَبَتِ فَكَيْفَ اَخَافَ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَقَدْ مَاتَ فَقَالَ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ مَنْ اَخَافَ اَهْلَ الْمَدِيْنَةِ فَقَدْ اَخَافَ مَا بَيْنَ جَنْبِيْ۔

(وفاء الوفاء ج 1 ص 31 جذب القلوب ص 32)

ہلاک ہو وہ شخص جس نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو ڈرایا' بیٹوں یا ان میں سے ایک نے کہا

ابا جان، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو ڈرانا کیونکر ہے آپ کی تو وفات شریف ہوگئی؟ فرمایا: میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے سنا آپ نے فرمایا: جس نے اہل مدینہ کو ڈرایا تو بیشک اس نے میرے دل کو ڈرایا۔

نیز فرمایا حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے:

اَلْمَدِیْنَةُ مُهَاجِرِیْ وَ فِیْهَا مَضْجَعِیْ وَمِنْهَا مَبْعَثِیْ حَقِیْقٌ عَلٰی اُمَّتِیْ حِفْظُ جِیْرَانِیْ مَااجْتَنِبُوا الْکَبَآئِرَ مَنْ حَفِظَهُمْ کُنْتُ لَهٗ شَهِیْدًا اَوْ شَفِیْعًا یَوْمَ الْقِیَامَةِ وَمَنْ لَّمْ یَحْفِظُهُمْ سَقٰی مِنْ طَنْیَةِ الْخَبَالُ۔

(وفاء الوفاء ج 1 ص 33 جذب القلوب ص 31)

مدینہ میری ہجرت گاہ اور میری خواب گاہ ہے اور (قیامت کے دن) یہیں سے میرا اٹھنا ہے لہٰذا میری امت پر میرے پڑوسیوں کے حقوق کی حفاظت لازم ہے جبکہ وہ کبائر سے بچیں (☆)۔ تو جس نے ان کے حقوق کی حفاظت کی میں قیامت کے دن اس کا گواہ اور شفیع بنوں گا اور جس نے ان کے حقوق کی حفاظت نہ کی وہ (دوزخ میں) پیپ اور خون پلایا جائے گا۔

فَیَاسَاکِنِیْ اَکْنَافِ طَیْبَةَ کُلُّکُمْ اِلَی الْقَلْبِ مِنْ اَجَلِ الْحَبِیْبِ حَبِیْبٌ

(زرقانی علی المواہب ج 8 ص 332 مطبوعہ مطبعہ الازہریہ مصر 1328)

"اے مدینہ طیبہ کے رہنے والو! تم سب کے سب میرے دل کو محبوب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی وجہ سے محبوب ہو"۔

مسجد نبوی شریف: حضرت ابوامامہ بن سہل اپنے والد سے روایت کرتے ہیں کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

مَنْ خَرَجَ عَلٰی طُهْرٍ لَایُرِیْدُ اِلَّا الصَّلٰوةَ فِیْ مَسْجِدِیْ حَتّٰی یُصَلِّیَ

☆۔ یعنی گناہ کبیرہ پر جو حق شریعت ہے اسے ضرور قائم کریں اور اس کے علاوہ معمولی باتوں پر مواخذہ نہ کریں، بلکہ درگزر کریں۔

فِيهِ كَانَ بِمَنْزِلَةِ حَجَّةٍ (وفاء الوفاء ج1 ص301)

جو شخص پاکیزگی کے ساتھ صرف اس ارادہ سے نکلا کہ میری مسجد میں نماز پڑھے یہاں تک کہ اس نے اس میں نماز پڑھی تو یہ حج کے برابر ہے۔

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

مَنْ حَجَّ اِلٰى مَكَّةَ ثُمَّ قَصَدَنِىْ فِىْ مَسْجِدِىْ كُتِبَ لَهٗ حَجَّتَانِ مَبْرُوْرَتَانِ (فضائل حج ص134۔ کنز العمال 12366)۔

جو شخص حج کے لئے مکہ جائے پھر میرا قصد کر کے میری مسجد میں آئے اس کے لئے دو حج مقبول لکھے جاتے ہیں۔

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

مَنْ صَلّٰى فِىْ مَسْجِدِىْ اَرْبَعِيْنَ صَلٰوةً لَاتَفُوْتُهٗ صَلَاةٌ كُتِبَ لَهٗ بَرَاءَةٌ مِّنَ النَّارِ وَبَرَاءَةٌ مِّنَ الْعَذَابِ وَبَرِئٌ مِّنَ النِّفَاقِ۔

(وفاء الوفاء ج1 ص300۔ کنز العمال 34934۔ مسند احمد: 12611)

جس نے میری مسجد میں چالیس نمازیں پے درپے اس طرح پڑھیں کہ اس کی کوئی نماز فوت نہ ہوئی ہو تو وہ دوزخ اور عذاب اور نفاق سے بری لکھ دیا جاتا ہے۔

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

مَابَيْنَ بَيْتِىْ وَمِنبَرِىْ رَوْضَةٌ مِّنْ رِّيَاضِ الْجَنَّةِ وَمِنبَرِىْ عَلٰى حَوْضِىْ۔

(بخاری شریف: 1888۔ بیہقی: 4146۔ مسند بزار: 511، مسند احمد: 11016۔ مشکوٰہ: 694)

میرے گھر اور میرے ممبر کی درمیانی جگہ جنت کے باغوں میں سے ایک باغ ہے اور میرا ممبر میرے حوض پر ہے۔

اس طرف روضہ کا نور اس سمت منبر کی بہار   بیچ میں جنت کی پیاری پیاری کیاری واہ واہ

الاساطین المنیفہ : ویسے تو ساری مسجد شریف ہی مبارک ومتبرک ہے لیکن وہ حصہ جو حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے زمانۂ مبارکہ میں مسجد تھا' وہ خاص طور پر متبرک اور افضل ہے اور اس میں بھی ریاض الجنۃ کو خاص خصوصیت حاصل ہے اور اس حصہ میں جتنے ستون ہیں ان کو بھی خصوصی فضیلت حاصل ہے کیونکہ صحابۂ کرام رضوان اللہ علیہم اکثر ان کے پاس نمازیں پڑھتے تھے اور ان ستونوں میں بھی چند ستون مبارکہ ایسے ہیں جن کو بہت ہی زیادہ خصوصیت اور فضیلت اور اہمیت حاصل ہے اور وہ آٹھ ہیں۔

اسطوانۂ مخلقہ : حضرت امام مالک رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ مسجد نبوی میں یہ جگہ سب سے زیادہ افضل اور متبرک ہے کیونکہ یہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے نماز پڑھنے کی جگہ ہے اور اسی جگہ محراب النبی صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے نام سے ایک محراب بنی ہوئی ہے جو حضرت عمر بن عبدالعزیز رضی اللہ عنہ نے بنوائی تھی اس کو ''اسطوانۂ مخلقہ'' اسی وجہ سے کہتے ہیں کہ اس پر خاص طور پر خوشبو ملی جاتی تھی۔ ورنہ اس کا اصل نام ''اسطوانۂ حنانہ'' ہے کیونکہ اسی جگہ کھجور کا وہ تنا تھا جس پر ٹیک لگا کر آپ خطبہ ارشاد فرماتے تھے اور پھر منبر بننے کے بعد آپ کے ہجر وفراق میں وہ رویا تھا۔

استن حنانہ درہجر رسول نالہ میزد ہم چو ار باب عقول

محراب النبی صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم میں کھڑے ہوں تو یہ اسطوانہ دائیں طرف محراب کے ساتھ ہی ہے۔

اسطوانۂ سیدہ عائشہ : ام المؤمنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا:

اِنَّ فِیْ مَسْجِدِیْ لَبُقْعَۃٌ قبل ھذہ الاسطوانۃ لَوْ یَعْلَمُ النَّاُس مَاصَلُّوْا فِیْھَا اِلَّا اَنْ تَطِیَّرَلَھُمْ قُرْعَۃٌ

(وفا الوفاء ج1 ص312۔ عمدۃ الاخبار ص74)

کہ بیشک میری مسجد میں ایک ایسی جگہ ہے کہ اگر لوگوں کو (اس کی فضیلت) معلوم ہو جائے تو اس کے لئے ہجوم کی وجہ سے قرعہ ڈالنا پڑے۔

لوگوں نے ام المؤمنین سے پوچھا وہ کونسی جگہ ہے؟ تو ام المؤمنین نے اس وقت تو بتانے سے توقف فرمایا لیکن اس کے بعد حضرت عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ کے اصرار پر بتا دیا۔ اسی لئے اس کو اسطوانۂ عائشہ کہتے ہیں کیونکہ ان کے بتانے سے اس کی تعیین ہوئی۔ حضرت ابوبکر صدیق، حضرت عمر فاروق، حضرت زبیر بن العوام، حضرت عامر بن عبداللہ اور اکثر مہاجرین صحابہ رضی اللہ عنہم اس کے قریب نمازیں پڑھا کرتے تھے۔

(وفاالوفاء ج1 ص313)

3-اسطوانۃ التوبہ: اس کو اسطوانۂ ابولبابہ بھی کہتے ہیں۔

حضرت ابولبابہ بن عبدالمنذر رضی اللہ عنہ، حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے مشہور صحابی ہیں' انہوں نے اپنے آپ کو ایک جرم کے سرزد ہونے پر اس سے باندھا تھا۔

واقعہ یہ تھا کہ جب حضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے بدعہد قوم یہود بنی قریظہ کا دو ہفتہ تک محاصرہ فرمایا تو وہ اس محاصرہ سے تنگ آ گئے اور خائف ہوئے' ان کے سردار کعب بن اسد نے ان سے کہا کہ اب تین صورتیں ہیں اول یہ کہ تم اس شخص یعنی نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی تصدیق کر کے ان کی بیعت کر لو' کیونکہ یہ تم پر خوب ظاہر ہو چکا ہے کہ بلاشبہ یہ وہی رسول ہیں جن کا ذکر تمہاری کتاب توراۃ میں ہے، اس صورت میں تمہاری جان و مال اور اولاد سب محفوظ ہیں۔ دوم یہ کہ آؤ پہلے ہم اپنی ازواج و اولاد کو قتل کر دیں تا کہ ان کے مستقبل کا فکر نہ رہے اور پھر ان سے لڑیں جو ہو سو ہو۔ سوم یہ کہ ان سے صلح کی درخواست کریں شاید کوئی بہتری کی صورت نکل آئے، قوم نے پہلی دو صورتوں کو نہ مانا اور تیسری صورت کو مان کر صلح کی درخواست کر دی۔ حضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا ہمیں سوائے اس کے اور کچھ منظور نہیں کہ تم اپنے حق میں سعد بن معاذ کا فیصلہ منظور کر لو! انہوں نے کہا کہ ہمارے پاس ابولبابہ کو بھیج دیں کیونکہ ابولبابہ سے ان کے تعلقات بھی تھے اور ابولبابہ کا مال اور اہل و عیال بھی ان کے پاس تھے، حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے ابولبابہ کو بھیج دیا، انہوں نے ابولبابہ سے بطور مشورہ پوچھا کیا ہم اپنے حق میں سعد بن معاذ کا فیصلہ منظور کر لیں؟ ابولبابہ نے اپنی گردن پر ہاتھ پھیر کر اشارہ سے

کہا کہ قتل کیئے جاؤ گے پھر معاً تنبیہ ہوا کہ میں نے بہت برا کیا کہ مال واولاد کے لئے اللہ و رسول کی خیانت کی چنانچہ وہاں سے سیدھے مسجد شریف میں آئے اور اپنے آپ کو اس ستون سے بندھوالیا' اور اللہ تعالیٰ کی قسم کھائی کہ اس وقت تک نہ کچھ کھاؤں اور نہ کچھ پیوں گا چاہے مر جاؤں جب تک اللہ تعالیٰ میری توبہ قبول نہ فرمائے، حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: اگر میرے پاس آتے تو میں ان کے لئے مغفرت کی دعا کرتا لیکن جب انہوں نے بلا واسطہ اللہ تعالیٰ سے معاملہ کیا ہے تو اب جو اللہ تعالیٰ کا حکم ہو۔ چنانچہ وہ ایک ہفتہ تک بندھے رہے، ان کی بیوی قضائے حاجت اور نماز کے لئے کھول دیتی، اس کے بعد پھر باندھ دیئے جاتے تھے اس عرصہ میں کئی بار شدت بھوک و تکلیف سے بے ہوش ہوئے' آٹھویں روز توبہ قبول ہوئی۔ صحابہ کرام نے توبہ قبول ہونے کی بشارت دی اور کھولنا چاہا لیکن انہوں نے کہا خدا کی قسم مجھے کھلنا منظور نہیں جب تک کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تشریف لاکر خود اپنے دست مبارک سے نہ کھولیں چنانچہ آپ تشریف لائے اور انہیں کھولا (خزائن العرفان ص 224)۔

بعض علماء فرماتے ہیں کہ غزوۂ تبوک میں شریک نہ ہونے کے رنج وغم میں انہوں نے اپنے آپ کو اس ستون سے بندھوایا تھا' واللہ اعلم۔ اسی واسطے اس کو ''استوانۃ التوبہ'' کہتے ہیں، توبہ کی قبولیت کے سلسلہ میں اس ستون کو خاص اہمیت حاصل ہے۔

حضرت محمد بن کعب رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اسی اسطوانہ کے پاس نوافل ادا فرمایا کرتے تھے۔ (وفاء الوفاء ج 1 ص 315 جذب القلوب ص 103)

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اسی ستون کے قریب اعتکاف فرمایا ہے۔ (وفاء الوفاء ص 317۔ سنن بیہقی :10419)

یہ ستون اسطوانۂ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہما کے برابر حجرۂ شریف کی طرف ہے۔ اس کے اوپر بھی لکھا ہوا ہے۔

4-اسطوانۃ السریر: یہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے شب کو آرام کرنے کا مقام ہے، چنانچہ علماء کرام فرماتے ہیں کہ ایام اعتکاف میں آپ اسی جگہ آرام فرماتے تھے، اسی واسطے اس کو

''اسطوانۃ السریر'' کہتے ہیں کیونکہ سریر کے معنی خواب گاہ کے ہیں۔ یہ ستون استوانۃ التوبہ سے جانب حجرہ شریف مبارک جالیوں سے ملا ہوا ہے۔

5-اسطوانۃ الحرس : اس کو اسطوانۂ علی ابن ابی طالب بھی کہتے ہیں (رضی اللہ عنہ)۔ حرس کے معنی حفاظت کے ہیں۔ چونکہ حضرت علی رضی اللہ عنہ اکثر راتوں کو اسی جگہ بیٹھ کر حضور اکرم ﷺ کی پاسبانی کرتے اور نمازیں پڑھتے اس لئے اس کا نام آپ کے نام پر بھی مشہور ہو گیا، یہ ستون اسطوانۃ التوبہ کے پیچھے جانب شمال ہے۔

6-استطوانۃ الوفود : عرب کے وفود جو اطراف مدینہ منورہ سے حضور ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوتے' اکثر اسی جگہ بٹھائے جاتے پھر آپ ان میں تشریف فرما کر انہیں اسلام پر بیعت فرماتے اور انہیں شریعت کے احکام تعلیم فرماتے۔ اکابر صحابۂ کرام اس وقت آپ کے اردگرد ہوتے اور یہ نورانی منظر دیکھتے۔ یہ ستون اسطوانۃ الحرس کے پیچھے شمال کی جانب ہے۔

7-اسطوانۂ جبرئیل : اس کو اسطوانۂ جبریل اس لئے کہتے ہیں کہ اکثر اوقات حضرت جبریل علیہ السلام اسی مقام پر وحی لایا کرتے تھے۔ لیکن یہ اسطوانۂ شریفہ اس وقت حجرۂ شریفہ کی تعمیر کے اندر آ گیا ہے باہر سے اس کی زیارت نہیں ہوتی۔ اس اسطوانہ کے قریب ہی سیدہ فاطمہ زہرا رضی اللہ عنہا کے دولت سرا کا دروازہ تھا، حضور اکرم ﷺ جب اپنے حجرہ شریفہ سے تشریف لاتے تو اس مقام پر کھڑے ہو کر فرماتے

اَلسَّلَامُ عَلَیۡکُمۡ یَآ اَهۡلَ الۡبَیۡتِ اِنَّمَا یُرِیۡدُ اللّٰهِ لِیُذۡهِبَ عَنۡکُمۡ الرِّجۡسَ اَهۡلَ الۡبَیۡتِ وَیُطَهِّرَکُمۡ تَطۡهِیۡرًا۔ (عمدۃ الاخبار، ص 78)

8-اسطوانۃ التہجد : حضور اکرم ﷺ اکثر اوقات اسی مقام پر تہجد ادا فرماتے تھے، یہ مقام اب بھی متعین و موجود ہے اور لوگ وہاں نماز پڑھنے کا شرف حاصل کرتے ہیں۔ چنانچہ وہاں ایک محراب بنی ہوئی ہے، جس کے اوپر لکھا ہوا ہے: **وَمِنَ الَّیۡلِ فَتَهَجَّدۡ بِهٖ نَافِلَةً لَّكَ ۖ عَسٰۤی اَنۡ یَّبۡعَثَكَ رَبُّكَ مَقَامًا مَّحۡمُوۡدًا** ۔(الاسراء :79) باب جبریل سے داخل ہوں تو یہ مقام عین سامنے ہوتا ہے اس مقام کے دائیں طرف چبوترہ اصحاب صفہ اور

بائیں طرف روضۂ شریفہ ہے، ان تمام ستونوں کے پاس کثرت سے نوافل پڑھنے چاہئیں اور دعائیں مانگنی چاہئیں۔

چبوترہ اصحابِ صفہ: حضور سید عالم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم کی مسجد کے پیچھے بائیں طرف قریب ہی ایک سایہ دار جگہ تھی جہاں فقراء ومساکین صحابہ کرام جن کا کوئی گھر بار نہ تھا' دن رات رہا کرتے تھے۔ یہ صحابۂ کرام چند اوپر ایک سو تھے اور ان میں بوجہ تزویج یا موت یا مسافرت کمی بیشی ہوتی رہتی تھی۔ حضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم بحکم احکم الحاکمین ان کے ساتھ خاص معیت ومجالست رکھتے تھے:

(وَاصْبِرْ نَفْسَكَ مَعَ الَّذِيْنَ يَدْعُوْنَ رَبَّهُمْ بِالْغَدٰوةِ وَ الْعَشِيِّ يُرِيْدُوْنَ وَجْهَهٗ (الکہف: 28) یعنی اپنی ذات کو ان سے وابستہ رکھئے جو صبح وشام اپنے رب کی عبادت کرتے ہیں محض اس کی رضا جوئی کے لئے)۔

ان صحابہ کرام کے فقر وفاقے کا یہ حال تھا کہ ان کے پاس سوائے ایک تہبند کے جس سے بمشکل ستر عورت ہوتا' اور کوئی کپڑا پہننے کے لئے نہ ہوتا تھا اور شدت بھوک سے بعض مرتبہ بے ہوش ہو جاتے اور پیٹ پر پتھر باندھ لیتے اور بعض مرتبہ کمال درماندگی اور احتیاج سے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم کے دروازہ شریف پر جا پڑتے۔ باہر سے آنے والے لوگ ان کا حال دیکھ کر یہ سمجھتے تھے کہ شاید یہ لوگ دیوانے ہیں حضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم اکثر ان کے پاس تشریف لاتے اور ان کو تسلی وتشفی دیتے اور صبر ورضا اور زہد وقناعت کے فضائل بیان کرتے اور فرماتے، میں تمہارے ساتھ ہوں' نیز فرماتے اگر تم لوگ جان لو کہ حق سبحانہ وتعالیٰ کے نزدیک تمہاری کیا قدر ومنزلت ہے تو تم اس سے زیادہ فقر وفاقہ کو محبوب رکھتے۔ بعض مرتبہ آپ ایک ایک، دو دو کو مالدار صحابہ کے حوالے فرما دیتے کہ ان کی مہمانی کرو اور جو باقی بچتے ان کو اپنے ساتھ شریک فرما لیتے اور جس قدر صدقات وغیرہ آتے انہیں عطا فرماتے اور ہدایا میں بھی ان کا حصہ مخصوص فرماتے۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ جو انہیں صحابہ کرام میں سے ایک ہیں فرماتے ہیں، کہ ایک روز میں شدت بھوک سے بے حد پریشان ہو کر آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم کی راہ گزر پر آ بیٹھا، تھوڑی

دیر کے بعد آپ تشریف لائے اور میرا حال دیکھ کر تبسم فرمایا اور فرمایا: ابو ہریرہ! میں نے عرض کیا، لبیک یارسول اللہ! فرمایا ادھر آؤ! میں آپ کے پیچھے پیچھے حجرہ تک پہنچا، فرمایا یہ ایک پیالہ دودھ ہے جو کسی نے مجھے ہدیہ کے طور پر پیش کیا ہے تو تم جاؤ اور اصحابِ صفہ کو بلا لاؤ! میں تعمیل حکم میں چل پڑا لیکن دل میں خیال کیا کہ ایک پیالہ تو دودھ ہے اور آپ سارے اصحابِ صفہ کو بلا رہے ہیں اگر فقط مجھ ہی کو عطا فرما دیتے تو میں اس کو پی کر تھوڑی دیر آرام پاتا الغرض میں ان سب کو جو تعداد میں ستر تھے بلا لایا، آپ ﷺ نے فرمایا: ابو ہریرہ! میں نے عرض کیا لَبَّیْکَ یَارَسُوْلَ اللّٰہِ! یہ لو دودھ کا پیالہ اور ان سب کو پلاؤ! میں نے ایک کو دیا' اس نے خوب سیر ہو کر پیا مگر دودھ ذرّہ برابر بھی کم نہ ہوا۔ پھر دوسرے کو پھر تیسرے کو یہاں تک کہ سب نے خوب سیر ہو کر پیا مگر دودھ بالکل کم نہ ہوا، پھر وہ لے کر میں آپ کے حضور حاضر ہوا، آپ نے تبسم فرما کر فرمایا اب فقط ہم اور تم رہ گئے ہیں۔ میں نے عرض کیا صَدَقْتَ یَارَسُوْلَ اللّٰہِ! فرمایا بیٹھ جاؤ اور خوب سیر ہو کر پی لو! میں نے بھی خوب سیر ہو کر پیا' اور باقی آپ کے آگے رکھ دیا' آپ نے اللہ تعالیٰ کے شکر کا خطبہ پڑھا اور پھر اس کو نوش فرما لیا۔ (الخصائص الکبریٰ، ص 2/80۔ بیروت۔ جذب القلوب ص 107)

کیوں جناب بو ہریرہ تھا وہ کیسا جام شیر
جس سے ستر صاحبوں کا دودھ سے مونھ پھر گیا

چبوترۂ اصحاب صفہ پر بیٹھ کر ذکر و اذکار کرنا اور نوافل ادا کرنے چاہیں۔

مسجد قبا شریف: مدینہ منورہ سے دو میل کے فاصلہ پر مسجد قبا شریف ہے، حضور اکرم ﷺ کے تشریف لانے سے پہلے یہاں انصار کے بہت سے خاندان آباد تھے اور وہ صحابۂ کرام جو آپ سے پہلے ہجرت کر کے مدینہ منورہ آ چکے تھے وہ بھی یہیں ٹھہرے ہوئے تھے، جب حضور ﷺ تشریف لائے تو مدینہ منورہ داخل ہونے سے پہلے چند روز یہاں بنی عمر بن عوف کے ہاں قیام فرمایا اور پہلے روز ہی اپنے دست مبارک سے مسجد قبا کی بنیاد رکھی، چنانچہ آپ اور آپ کے صحابہ نے بھی اہل قبا کے ساتھ پتھر اٹھائے اور کام کیا۔ علامہ سہیلی

فرماتے ہیں کہ بوقت بنیاد پہلا پتھر حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اور دوسرا حضرت ابوبکر صدیق اور تیسرا حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہما نے رکھا۔ (المنتظم، ص 3/65) چنانچہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

لَمَسْجِدٌ اُسِّسَ عَلَى التَّقْوٰى مِنْ اَوَّلِ يَوْمٍ اَحَقُّ اَنْ تَقُوْمَ فِيْهِ ؕ فِيْهِ رِجَالٌ يُّحِبُّوْنَ اَنْ يَّتَطَهَّرُوْا ؕ وَاللّٰهُ يُحِبُّ الْمُطَّهِّرِيْنَ (التوبہ:108)

وہ مسجد جس کی بنیاد پہلے دن سے ہی تقویٰ پر رکھی گئی ہے وہ زیادہ حقدار ہے کہ (اے حبیب!) تم اس میں قیام کرو اس میں ایسے لوگ ہیں جو صفائی وطہارت کو پسند رکھتے ہیں اور اللہ بھی پاک صاف لوگوں کو محبوب رکھتا ہے۔

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم **كان يَزُوْرُ قَبَآءَ، رَاكِبًا وَّمَا شِيًا...... فَيُصَلِّىْ فِيْهِ رَكْعَتَيْنِ...... رأيت النبى** صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم **ياتيه كُلَّ سَبتٍ** (مسلم شریف :3389۔ص 448، بخاری :1191، 1193۔ مشکوٰۃ :694۔ سنن بیہقی :10427، 10429۔ صحیح ابن حبان :1616، 1627)۔

پیدل اور سواری پر تشریف لاکر مسجد قبا کی زیارت کرتے اور اس میں دو رکعتیں نماز پڑھتے۔ نیز فرماتے ہیں کہ میں نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو دیکھا وہ ہر ہفتہ کو بھی تشریف لاتے۔

نیز محمد بن منکدر سے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ماہ رمضان المبارک کی سترہ تاریخ کی صبح کو بھی تشریف لانا ثابت ہے۔ (جذب القلوب ص136)

امیر المؤمنین حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

”واللہ اگر ایں مسجد در طرفے از اطراف عالم می بود چہ جگر ہائے شتراں کہ در طلب او نمیز دیم“

خدا کی قسم اگر یہ مسجد عالم کے کناروں میں سے کسی کنارے پر بھی واقع ہوتی تو ہم اس کی طلب میں کتنے اونٹوں کے جگر پھاڑ دیتے۔ (جذب القلوب ص136)

حضرت سعد رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

”دو رکعت نماز در مسجد قبا بگذارم محبوب تر است پیش من از انکہ دو بار زیارت بیت

المقدس کنم''۔

مسجد قبا میں دو رکعت نماز پڑھنا میرے نزدیک بیت المقدس کی دو بار زیارت کرنے سے بہتر ہے۔(جذب القلوب ص136)

حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فرماتے ہیں:

اَلصَّلٰوۃُ فِیْ مَسْجِدِ قُبَاء کَعُمْرَۃٍ

مسجد قبا میں نماز پڑھنا عمرہ کے برابر ہے۔(جامع ترمذی:324۔ ابن ماجہ: 1411۔سنن بیہقی :10430)

مسجد شمس: مسجد قبا سے قریب ہی مشرق کی طرف مسجد شمس ہے، حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے جب بنی نضیر کا محاصرہ فرمایا تو چھ روز متواتر اس مقام پر نماز ادا فرمائی تھی، بعدازاں یہاں مسجد تعمیر کر دی گئی۔(جذب القلوب ص140)

یہ مقام بہ نسبت اور مقامات کے بلندی پر واقع تھا اور طلوع شمس اس پر پہلے ہوتا تھا اس لئے اس کا نام مسجد شمس ہو گیا۔ بعض لوگوں کا گمان ہے کہ یہاں حضرت علی مرتضیٰ کرم اللہ وجہہ کے لئے اعادۂ شمس ہوا تھا' یہ غلط ہے کیونکہ وہ وادیٔ صہبا میں خیبر کے قریب ہوا تھا جس کا ذکر انشاءاللہ تعالیٰ آگے آئے گا۔

مسجد جمعہ: حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جب قبا سے بحکم احکم الحاکمین جمعہ کے روز مدینہ منورہ کی طرف چلے تو قبیلۂ بنی سالم بن عوف کے گھروں تک پہنچے تھے کہ نماز جمعہ کا وقت ہو گیا تو آپ نے وہیں نماز جمعہ ادا فرمائی' اس لئے اس مسجد کا نام مسجد جمعہ ہو گیا۔

(جذب القلوب ص138۔المنتظم فی تاریخ الملوک والامم،ص3/65)

یہ مسجد مبارک مسجد قبا سے واپس مدینہ منورہ آئیں تو قریب ہی سڑک کے دائیں طرف واقع ہے۔

مسجد بنی معاویہ: اس کو مسجد الاجابۃ بھی کہتے ہیں اور اس کی وجہ تسمیہ یہ ہے کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اس مسجد میں نماز پڑھ کر تین دعائیں فرمائیں' ایک تو یہ کہ میری امت قحط

میں مبتلا ہوکر ہلاک نہ ہواور دوسری یہ کہ عذاب غرق ان پر مسلط نہ ہو۔تیسری یہ کہ آپس میں قتال نہ کریں۔پہلی دو قبول ہوئیں اور تیسری سے اللہ تعالیٰ نے منع فرما دیا کہ آپ کی امت میں قتال وغیرہ ہوگا۔ یہ مسجد، مسجد جمعہ کے قریب ہی واقع ہے چھوٹی سی چار دیواری میں محراب بنی ہوئی ہے' اوپر چھت وغیرہ نہیں ہے۔

(الموطا،ص15/258۔ابن حبان: 7195)

مسجد مشربہ ام ابراہیم: مشربہ بستان کو کہتے ہیں ام المؤمنین حضرت ماریہ قبطیہ والدہ حضرت ابراہیم ابن رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وازواجہ وبارک وسلم) کا یہاں ایک باغ تھا۔ ام المؤمنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ ماریہ قبطیہ نہایت خوبصورت تھیں اور حضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم ان کے ساتھ بہت خوش رہتے تھے۔ اور یہ بات میرے لئے غیرت اور رشک کا موجب ہوئی۔ چنانچہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم ان کو ان کے باغ میں لے گئے' اور انہوں نے وہیں رہنا شروع کر دیا' اور وہیں حضرت ابراہیم پیدا ہوئے ،حضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم گاہے بگاہے وہاں تشریف لے جاتے اور وہاں نمازیں بھی پڑھتے۔ یہ مقام عوالی مدینہ منورہ حرۂ شرقیہ کے نزدیک نخلستان کے درمیان واقع ہے' چار دیواری کے اندر مسجد و مقام ہے، آج کل چار دیواری کے اندر جانے کے راستے بند ہیں۔(جذب القلوب ص 141)

مسجد بنی ظفر: حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم چند صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے ہمراہ محلّہ بنی ظفر میں تشریف لائے اور نماز ادا فرمائی، نماز پڑھ کر آپ ایک پتھر پر جلوہ افروز ہوئے' اور ایک قاری سے قرآن کریم سنا، قاری صاحب نے جب یہ آیت کریمہ پڑھی، **فَكَيْفَ إِذَا جِئْنَا مِن كُلِّ أُمَّةٍ بِشَهِيدٍ وَجِئْنَا بِكَ عَلَىٰ هَٰؤُلَاءِ شَهِيدًا** ۔(النساء: 41) آپ رو پڑے۔ علمائے کرام نے لکھا ہے کہ جس عورت کو حمل نہ ہوتا ہو وہ اس پتھر پر جا کر بیٹھے تو اللہ تعالیٰ اس کی تاثیر سے حاملہ ہونے کی صلاحیت پیدا فرما دیتا ہے۔اس مبارک پتھر کی یہ تاثیر متقدمین اور متاخرین میں بہت مشہور و مجرب ہے۔(جذب القلوب ص 142)

نیز اسی مسجد سے قبلہ کی طرف مقام حرہ میں بہت سے پتھر ہیں جو بہت مبارک اور

یادگار ہیں۔ ایک پتھر پر حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے خچر کے سم کے نشان ہیں' اور ایک پتھر پر آپ کی کہنی کا نشان ہے اور ایک پتھر پر کچھ انگلیوں کا سا نشان ہے۔ عوام الناس اس مقام کو "سفرۂ پیغمبر" کہتے ہیں۔

مصلیٰ عیدیہ یا مسجد غمامہ: اس مقام پر حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے نماز عید الفطر اور نماز عید الاضحیٰ اور نماز استسقاء اور نماز جنازہ بر شاہ حبشہ نجاشی پڑھی ہے۔ اب وہاں ایک عظیم الشان مسجد ہے اس کے قریب ہی دو چھوٹی سی مسجدیں ہیں ایک مسجد ابوبکر اور ایک مسجد علی کے نام سے مشہور ہیں (رضی اللہ تعالیٰ عنہما)۔

مسجد ابوذر غفاری: سیدء الشہداء سیدنا حمزہ رضی اللہ عنہ کی زیارت کو مشرق کی طرف سے جاتے ہوئے یہ مسجد راستے میں پڑتی ہے، اس مسجد میں حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے نماز میں اتنا طویل سجدہ فرمایا کہ حضرت عبدالرحمٰن بن عوف' جو اس وقت آپ کے ساتھ تھے فرماتے ہیں کہ میں رونے لگ گیا کہ شاید آپ کی وفات شریف ہوگئی ہے، پھر آپ نے سجدہ سے اپنا سر مبارک اٹھایا اور فرمایا کیوں روتے ہو؟ میں نے وجہ عرض کی، فرمایا: میرے پاس جبریل امین آئے ہیں اور میرے رب کا پیغام لائے ہیں کہ جو شخص مجھ پر درود و سلام بھیجے گا اللہ تعالیٰ بھی اس پر درود و سلام بھیجے گا۔ اس لئے میں نے طویل سجدۂ شکر ادا کیا ہے۔

(بیہقی شعب الایمان، حدیث نمبر 1555، المستدرک ص 1/222۔ مسند احمد: 1664)

مساجد خمسہ: (1) مسجد فتح (2) مسجد ابوبکر صدیق (3) مسجد علی مرتضیٰ (4) مسجد سلمان فارسی (5) مسجد بنی حرام۔ ان مساجد خمسہ میں خود حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور آپ کے صحابہ کرام نے غزوۂ خندق کہ اس کو غزوۂ احزاب بھی کہتے ہیں، کے موقع پر نمازیں پڑھی ہیں، یہ مساجد مدینہ منورہ سے تقریباً دو میل کے فاصلے پر جانب مغرب واقع ہیں۔

ان میں سب سے افضل مسجد فتح ہے کیونکہ اس مقام پر حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا قیام تھا۔ آپ نے اسی مقام پر نمازیں پڑھیں' اور دعائیں فرمائی ہیں اور اسی مقام پر اجابت دعا اور فتح کی بشارت پائی۔ (المنتظم، ص 3/235) حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: اس کے بعد

قریش تمہارے مقابلہ میں کبھی نہ آئیں گے اسی واسطے اس کا نام مسجد فتح ہے۔ اور دوسری مساجد جن صحابہ کرام کے اسمائے مبارکہ کے ساتھ منسوب ہیں وہ اس لئے کہ اس روز یہ صحابہ ان مقامات پر متعین تھے۔ حضرت عمر بن عبدالعزیز رضی اللہ عنہ نے ان مقامات پر مساجد تعمیر کروادیں فجزاہ اللہ خیر الجزاء۔ (یہاں 577ھ میں دو مساجد مزید تعمیر کی گئیں اس لئے اب انہیں مساجد سبعہ بھی کہا جاتا ہے)

حضرت جابر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ مجھ کو جب کوئی مشکل درپیش آتی ہے تو میں اسی وقت مسجد فتح میں جا کر دعا کرتا ہوں' اللہ تعالیٰ دعا قبول فرماتا ہے اور مشکل آسان ہو جاتی ہے۔ (جذب القلوب ص 147)

غار سجدہ: مساجد خمسہ کے قریب ہی جانب مشرق جبل سلع میں ایک غار مبارک ہے کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ایام غزوۂ خندق میں اس کو زینت بخشی ہے اور بعض اوقات وہاں شب باش بھی ہوئے ہیں۔ چنانچہ حضرت ابوقتادہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ایک روز حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت اقدس میں حاضری کے لئے آئے جب مسجد اور حجرات امہات المؤمنین رضی اللہ عنہن میں نہ پایا تو لوگوں سے پوچھا، لوگوں نے کہا کبھی کبھی اس پہاڑ کی طرف بھی تشریف لے جایا کرتے ہیں، حضرت معاذ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں میں پہاڑ کی طرف آپ کی تلاش میں چل نکلا جب پہاڑ کے اوپر چڑھ کر ادھر ادھر نظر کی تو کیا دیکھا کہ ایک غار میں آپ سجدہ میں سر انور رکھے ہوئے تشریف فرما ہیں۔ میں بوجہ ہیبت غار کے اندر نہ گیا اور نیچے اتر آیا، کافی دیر کے بعد پھر چڑھ کر دور سے دیکھا تو آپ اسی طرح سجدہ میں ہی تھے مجھ کو گمان ہوا کہ کہیں آپ کی وفات ہی نہ ہوگئی ہو، جب قریب گیا تو آپ نے سجدہ سے سر انور اٹھا کر فرمایا: میرے پاس جبریل امین آئے اور اللہ تبارک وتعالیٰ کا سلام پہنچایا اور کہا کہ آپ کا رب فرماتا ہے کہ اے حبیب! امت کے معاملہ میں غمگین نہ رہو' بلکہ اپنا دل خوش رکھو ہم تمہاری امت کے ساتھ ایسا سلوک نہیں کریں گے جس سے تمہارا دل دکھے بلکہ ہم تمہیں راضی کریں گے تو میں اس نعمت عظمیٰ کے حصول پر

سجدۂ شکر ادا کر رہا تھا۔ اے معاذ! سجدہ سے بڑھ کر کوئی چیز بندہ کو اللہ تعالیٰ کے قریب کرنے والی نہیں ہے۔ اس لئے اس غار کا نام غار سجدہ ہوا۔ (جذب القلوب صفحہ 149)

مسجد قبلتین: یہ مسجد، مسجد فتح سے جانب مغرب دو تین فرلانگ کے فاصلہ پر بیر رومہ اور وادی عقیق کے نزدیک واقع ہے۔

حضرت محمد بن اخنس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ قبیلہ بنی سلمہ میں ام مبشر ایک بی بی تھیں کہ ان کے ہاں حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تشریف لے گئے اور وہ آپ کے لئے کھانا تیار کر کے لائیں، آپ کھانا تناول فرما رہے تھے کہ لوگوں نے آپ سے ارواح مؤمنین و کافرین کے حالات پوچھے آپ نے جوابات دیئے اسی تذکرہ مبارکہ میں ظہر کا وقت ہو گیا، یہاں ایک مسجد تھی آپ اس مسجد میں تشریف لے گئے اور نماز پڑھنے لگے دو رکعتیں پڑھیں اور دو باقی تھیں کہ بموجب وحی الٰہی آپ نماز کے اندر بیت المقدس کی طرف سے کعبہ مقدسہ کی طرف پھر گئے۔ چونکہ نصف نماز بیت المقدس اور نصف کعبہ مقدسہ کی طرف پڑھی گئی اس لئے اس کو مسجد قبلتین کہتے ہیں۔ (☆) (المنتظم، ص 3/93)

جنۃ البقیع: یہ مدینۂ منورہ کا قدیم قبرستان ہے اس میں وہ جلیل القدر اور برگزیدہ ہستیاں آرام فرما ہیں جن کی فضیلت و شان بے حد و بے شمار ہے دس ہزار صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اور تقریباً اتنے ہی سادات اہلبیت نبوت سلام اللہ علیہم اور ہزاروں تابعین، تبع تابعین، علماء، فقہاء، اولیاء، غوث، قطب اور ابدال رحہم اللہ تعالیٰ اسی میں آرام فرما ہیں۔ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ارشاد ہے کہ قیامت کے دن جنت البقیع سے ستر ہزار آدمی جن کے چہرے چودھویں رات کے چاند کی مثل روشن ہوں گے اٹھ کر بلا حساب و کتاب جنت میں داخل ہوں گے (کنز العمال 34954) اور یہ بھی فرمایا کہ قیامت کے دن سب سے پہلے میں اپنی قبر سے اٹھوں گا، پھر ابوبکر صدیق، پھر عمر فاروق، پھر اہل بقیع اور اہل مکہ (رضی اللہ عنہم)۔
(جذب القلوب ص 167۔ کنز العمال 31877)

☆۔ بعض کہتے ہیں کہ تحویل قبلہ مسجد قبا میں واقع ہوئی تھی۔ واللہ اعلم

حضرت کعب احبار رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ جنۃ البقیع پر ملائکہ مؤکل ہیں کہ جب یہ بھر جاتی ہے تو وہ ان کو اٹھا کر جنۃ الفردوس میں جھٹک دیتے ہیں۔ اور حدیث شریف میں یہ بھی آیا ہے کہ مقبرہ جنۃ البقیع اور مقبرہ عسقلان ان دونوں مقبروں کی روشنی آسمان پر ایسی ہے جیسے زمین پر آفتاب و ماہتاب کی۔ (جذب القلوب ص 167)

حضور سرور عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اکثر اوقات جنۃ البقیع میں تشریف لے جاتے پہلے ان کو سلام کرتے پھر ان کے لئے دعائے بخشش فرماتے' لہٰذا عقیدت و محبت کے ساتھ بقیع شریف میں حاضری دینا اور اہل بقیع پر سلام عرض کرنا اور ان کے لئے استغفار و ایصال ثواب کرنا اور ان سے روحانی فیض و برکت حاصل کرنا' انتہائی سعادت اور خیر و برکت کا موجب ہے۔ ائمہ عظام اور علمائے کرام فرماتے ہیں کہ بقیع شریف میں روزانہ حاضری دینا مستحب اور موجب خیر و برکت ہے۔

کیفیت بقیع : موجودہ دور حکومت سے پہلے بقیع شریف میں چند عظیم الشان قبے تھے (1) قبۂ اہلبیت نبوت رضی اللہ تعالیٰ عنہم اجمعین اس قبۂ مبارکہ میں عم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم' حضرت عباس بن عبد المطلب' سیدۃ نساء اہل الجنۃ حضرت فاطمۃ زہرا' امام المسلمین حضرت امام حسن مجتبیٰ' حضرت امام زین العابدین' حضرت امام محمد باقر' حضرت امام جعفر صادق رضی اللہ عنہم کے نہایت خوبصورت مزاراتِ مبارکہ تھے۔ یہ قبہ بہت بڑا قبہ تھا، جنۃ البقیع میں داخل ہوتے ہی دائیں طرف قریب ہی واقع تھا (2) قبۂ بنات النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم' اس قبۂ مبارکہ میں حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی تین صاحبزادیاں حضرت زینب' حضرت رقیہ' حضرت ام کلثوم رضی اللہ عنہن کے مزارات مبارکہ تھے (3) قبۂ امہات المؤمنین' حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ازواج مطہرات حضرت عائشہ صدیقہ' حضرت ام حبیبہ' حضرت سودہ' حضرت جویریہ' حضرت ماریہ قبطیہ' حضرت زنیب' حضرت حفصہ' حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہن' یہ دونوں قبے بھی بقیع میں داخل ہوتے ہی دائیں طرف قبہ اہل بیت سے پہلے آتے تھے (4) قبۂ حضرت سیدنا ابراہیم بن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم (5) قبۂ حضرت سیدنا عقیل بن ابی طالب رضی اللہ عنہ (6) قبۂ

حضرت سیدنا نافع سید القراء رضی اللہ عنہ (7) قبۂ سیدنا امام مالک رضی اللہ عنہ، یہ چاروں قبے دروازۂ بقیع کے سامنے قریب ہی واقع تھے (8) قبۂ حضرت صفیہ رضی اللہ عنہ عمہ (پھوپھی) رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم (9) یہ قبہ بقیع میں داخل ہوتے ہی بائیں طرف دیوار کے ساتھ واقع تھا (10) قبۂ امیر المؤمنین سیدنا عثمان غنی رضی اللہ عنہ یہ دروازۂ بقیع کے سامنے بقیع کے آخر میں واقع تھا (11) قبۂ حضرت حلیمہ سعدیہ رضی اللہ عنہ یہ قبہ حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کے قریب ہی آپ کی پشت کی جانب دیوار کے ساتھ واقع تھا (12) قبۂ حضرت فاطمہ بنت اسد رضی اللہ عنہا عمۂ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم۔ ان تمام قبوں کو گرا دیا گیا' اور قبروں کے نشانات تک باقی نہیں چھوڑے۔ اب کیفیت یہ ہے کہ ان مقدس حضرات کی قبور کی جگہ پر چند پتھر رکھے ہوئے ہیں۔

چند ضروری فوائد: سیدۃ نساء اہل الجنۃ حضرت فاطمۃ الزہرا رضی اللہ عنہا کے مزار مبارکہ میں اختلاف ہے۔ بعض کہتے ہیں کہ آپ کو آپ کے گھر میں جو مسجد نبوی کے اندر آ گیا ہے، حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی پشت انور کی طرف دفن کیا گیا اور بعض کہتے ہیں کہ جنۃ البقیع میں جہاں سارے اہل بیت نبوت آرام فرما ہیں، دفن کیا گیا۔ قول ثانی کو ترجیح دی گئی ہے اور یہی صحیح معلوم ہوتا ہے۔ چنانچہ امام المسلمین سیدنا حضرت امام حسن رضی اللہ عنہ کا وصیت کرنا کہ اگر مروان وغیرہ مجھے میرے جدامجد حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس دفن نہ ہونے دیں تو پھر بقیع میں مجھے میری والدہ کے پاس دفن کر دینا اس بات کی تائید کرتا ہے کہ قبر انور سیدہ کی بقیع میں ہے۔ نیز سیدہ نے حضرت اسماء بنت عمیس کو وصیت فرمائی تھی کہ میرے جنازے پر کھجور کی شاخوں کو کمان کی طرح لگانا اور اوپر کپڑا ڈال دینا تاکہ میری نعش نظر نہ آئے۔ چنانچہ ایسا ہی کیا گیا اگر آپ کو آپ کے گھر میں ہی جہاں آپ نے وفات پائی تھی دفن کیا گیا ہوتا تو پھر جنازے پر کھجور کی شاخوں کے لگانے کی کوئی حاجت نہ تھی اس سے بھی ثابت ہوا کہ آپ کی تدفین بقیع میں ہوئی۔ نیز بعض اہل کشف بزرگان دین کا بھی یہی ارشاد ہے کہ سیدہ کی قبر انور بقیع میں ہے۔ واللہ اعلم۔

امیر المؤمنین حضرت علی کرم اللہ وجہہ کی والدہ اور حضور ﷺ کی چچی حضرت فاطمہ بنت اسد رضی اللہ عنہا کی جب وفات ہوئی تو حضور ﷺ نے اپنی قمیص مبارک اتار کر دی کہ اس کو کفن میں داخل کر دو اور حضرت عمر فاروق، اسامہ بن زید اور ابو ایوب انصاری رضی اللہ عنہم کو قبر کھودنے کا حکم دیا۔ جب قبر کھد گئی تو آپ ﷺ تشریف لائے اور قبر میں اتر کر اس کو مزید درست کیا اور پھر قبر میں لیٹ گئے اور فرمایا:

اَللّٰهُ الَّذِیْ یُحْیِیْ وَیُمِیْتُ وَهُوَ حَیٌّ لَّایَمُوْتُ اِغْفِرْلِاُمِّیْ فَاطِمَةَ بِنْتِ اَسَدٍ...... وَوَسِّعْ عَلَیْهَا مَدْخَلَهَا بِحَقِّ نَبِیِّکَ وَالْاَنْبِیَآءِ الذین من قَبْلِیْ فَاِنَّکَ اَرْحَمُ الرَّاحِمِیْنَ۔

(طبرانی ص 871، ج 24۔ کنز العمال 34420 جذب القلوب ص 172)

اللہ وہ ہے جو زندہ کرتا ہے اور مارتا ہے اور وہ خود ہمیشہ زندہ ہے اس کو موت نہیں (اے اللہ!) بخش دے میری ماں فاطمہ بنت اسد کو اور اس کی قبر کو وسیع کر دے بطفیل اپنے نبی کے اور بطفیل ان انبیاء کے جو مجھ سے پہلے ہوئے بیشک تو سب سے بڑھ کر رحم کرنے والا ہے۔

بعض روایات میں آیا ہے کہ آپ نے قبر میں لیٹ کر کچھ قرآن کریم بھی پڑھا، پھر قبر مبارک سے نکل کر نماز جنازہ پڑھائی اور ان کو اپنے ہاتھوں سے دفن کیا، صحابہ کرام نے عرض کیا، یا رسول اللہ! (صلی اللہ علیک وسلم) ہم نے کسی اور کے ساتھ آپ کو ایسا سلوک کرتے ہوئے نہیں دیکھا، جیسا کہ آپ نے فاطمہ بنت اسد کے ساتھ کیا ہے، فرمایا یہ میری ماں کے بعد میری ماں تھیں، میں نے اپنے قمیص کا کفن اس لئے دیا کہ ان کو دوزخ کی آگ ہرگز مس نہ کرے اور حلہائے بہشت نصیب ہوں اور قبر میں اس لئے لیٹا کہ قبر فراخ ہو جائے اور اس کی وحشت جاتی رہے۔ (جذب القلوب ص 171)

بعض روایات میں آیا ہے کہ امام عالی مقام حضرت امام حسین علیہ السلام کا سر انور بھی سیدہ رضی اللہ عنہا کی قبر شریف کے پاس دفن کیا گیا ہے۔ واللہ اعلم

طریق زیارات: سب سے پہلے دروازہ بقیع میں داخل ہو کر تمام اہل بقیع پر یوں سلام عرض کرے:

اَلسَّلَامُ عَلَیْکُمْ یَآ اَھْلَ الْبَقِیْعِ یَآ اَھْلَ الْجَنَابِ الرَّفِیْعِ اَنْتُمُ السَّابِقُوْنَ وَنَحْنُ اِنْ شَآءَ اللّٰہُ تَعَالٰی بِکُمْ لَاحِقُوْنَ اَبْشِرُوْا بِاَنَّ السَّاعَۃَ اٰتِیَۃٌ لَّارَیْبَ فِیْھَا وَاَنَّ اللّٰہَ یَبْعَثُ مَنْ فِی الْقُبُوْرِ اَنَسَکُمُ اللّٰہُ تَعَالٰی وَشَرَّفَکُمُ اللّٰہُ تَعَالٰی یَقُوْلُ اَشْھَدُ اَنْ لَّآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَحْدَہٗ لَاشَرِیْکَ لَہٗ وَاَشْھَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُہٗ وَرَسُوْلُہٗ۔

اس کے بعد ایک مرتبہ سورۃ فاتحہ اور گیارہ مرتبہ سورۃ اخلاص' اول و آخر درود شریف پڑھ کر تمام اہل بقیع کو بطفیل نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم ثواب ہدیہ کرے۔ اس کے بعد چند مقامات مقدسہ پر خصوصیت سے حاضری دے۔ سب سے پہلے کہاں حاضری دے' اس میں اختلاف ہے خلاصہ یہ ہے کہ قبۂ اہل بیت نبوت اور قبۂ حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ میں سے جس کو چاہے پہلے اختیار کرے لیکن قبۂ حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ چونکہ بقیع کے آخر میں ہے لہٰذا اہل بیت نبوت کی بارگاہ کے سامنے سے بغیر حاضری وسلام کے گزر جانا خلاف ادب ہے۔ اس لئے پہلے اہل بیت نبوت کی بارگاہ اقدس میں سراپا نیاز بن کر حاضری دے اور دست بستہ کھڑا ہو کر یوں سلام عرض کرے:

اَلسَّلَامُ عَلَیْکَ یَافَاطِمَۃَ الزَّھْرَآءِ بِنْتَ رَسُوْلِ اللّٰہِ' اَلسَّلَامُ عَلَیْکَ یَا بِنْتَ نَبِیِّ اللّٰہِ' اَلسَّلَامُ عَلَیْکَ یَا بِنْتِ حَبِیْبِ اللّٰہِ' اَلسَّلَامُ عَلَیْکَ یَا بِنْتَ الْمُصْطَفٰی' اَلسَّلَامُ عَلَیْکَ یَا خَامِسَۃَ أَھْلِ الْکِسَآءِ' اَلسَّلَامُ عَلَیْکَ یَا زَوْجَۃَ اَمِیْرِ الْمُؤْمِنِیْنَ سَیِّدِنَا عَلِیِّ الْمُرْتَضٰی کَرَّمَ اللّٰہُ تَعَالٰی وَجْھَہٗ فِی الْجَنَّۃِ' اَلسَّلَامُ عَلَیْکَ یَا اُمَّ الْحَسَنِ وَالْحُسَیْنِ السَّیِّدَیْنِ الشَّھِیْدَیْنِ الْکَوْکَبَیْنِ الْقَمَرَیْنِ النَّیِّرَیْنِ الشَّآبَّیْنِ شَبَابِ اَھْلَ الْجَنَّۃِ فِی الْجَنَّۃِ اَبِیْ مُحَمَّدٍ

الْحَسَنِ وَ اَبِیْ عَبْدِاللّٰہِ الْحُسَیْنِ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُمَا وَعَنْکِ وَاَرْضَاکِ اَحْسَنَ الرِّضٰی وَجَعَلَ الْجَنَّۃَ مَنْزِلَکِ وَمَسْکَنَکِ وَمَحَلَّکِ وَمَاْوٰئکِ، اَلسَّلَامُ عَلَیْکَ وَ عَلٰی اَبِیْکِ الْمُصْطَفٰی وَبَعْلِکِ عَلِیِّ الْمُرْتَضٰی وَبَنِیْکِ الْحَسْنَیْنِ وَرَحْمَۃُ اللّٰہِ وَبَرَکَاتُہٗ۔

اس کے بعد عرض کرے:

اَلسَّلَامُ عَلَیْکَ یَا سَیِّدَنَا عَبَّاسُ یَا عَمَّ رَسُوْلِ اللّٰہِ، اَلسَّلَامُ عَلَیْکَ یَا عَمَّ نَبِیِّ اللّٰہِ، اَلسَّلَامُ عَلَیْکَ یَا عَمَّ حَبِیْبِ اللّٰہِ، اَلسَّلَامُ عَلَیْکَ یَا عَمَّ الْمُصْطَفٰی، اَلسَّلَامُ عَلَیْکَ یَا سَیِّدَنَا اِمَامَ حَسَنِ الْمُجْتَبٰی، اَلسَّلَامُ عَلَیْکَ یَا سَیِّدَنَا اِمَامَ زَیْنِ الْعَابِدِیْنَ، اَلسَّلَامُ عَلَیْکَ یَا سَیِّدَنَا اِمَامَ مُحَمَّدِ الْبَاقِرِ، اَلسَّلَامُ عَلَیْکَ یَا سَیِّدَنَا اِمَامَ جَعْفَرُ الصَّادِقْ، اَلسَّلَامُ عَلَیْکَ یَآ اَھْلَ بَیْتِ النُّبُوَّۃَ وَ مَعْدِنِ الرِّسَالَۃِ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْکُمْ وَاَرْضَاکُمْ اَحْسَنَ الرِّضٰی وَجَعَلَ الْجَنَّۃَ مَنْزِلَکُمْ وَ مَسْکَنَکُمْ وَ مَحَلَّکُمْ وَمَاْوٰکُمْ، اَلسَّلَامُ عَلَیْکُمْ وَرَحْمَۃُ اللّٰہِ وَبَرَکَاتُہٗ۔

اس کے بعد امیر المؤمنین حضرت سیدنا عثمان غنی رضی اللہ عنہ کی قبر انور پر حاضر ہو کر یوں عرض کرے:

اَلسَّلَامُ عَلَیْکَ یَا سَیِّدَنَا عُثْمَانَ بْنِ عَفَّانِ، اَلسَّلَامُ عَلَیْکَ یَا مَنِ اسْتَحْیَتْ مِنْکَ مَلٰٓئِکَۃُ الرَّحْمٰنِ، اَلسَّلَامُ عَلَیْکَ یَا مَنْ زَیَّنَ الْقُرْاٰنَ بِتِلَاوَتِہٖ وَنَوَّرَ الْمِحْرَابَ بِاِمَامَتِہٖ وَسِرَاجِ اللّٰہِ تَعَالٰی فِی الْجَنَّۃِ، اَلسَّلَامُ عَلَیْکَ یَا ثَالِثَ الْخُلَفَآءِ الرَّاشِدِیْنَ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْکَ وَاَرْضَاکَ اَحْسَنَ الرِّضٰی وَجَعَلَ الْجَنَّۃَ مَنْزِلَکَ

وَمَسْکَنَکَ وَمَحَلَّکَ وَمَأْوَاکَ، اَلسَّلَامُ عَلَیْکَ وَرَحْمَۃُ اللّٰہِ وَبَرَکَاتُہٗ۔

پھر حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ کی زیارت کرے، اور عرض کرے:

اَلسَّلَامُ عَلَیْکَ یَا سَیِّدَنَا اَبَا سَعِیْدِنِ الْخُدْرِیُّ، اَلسَّلَامُ عَلَیْکَ یَا رَاوِیَ اَحَادِیْثَ النَّبَوِیِّ، اَلسَّلَامُ عَلَیْکَ یَا صَاحِبَ رَسُوْلِ اللّٰہِ، اَلسَّلَامُ عَلَیْکَ یَا حَبِیْبَ نَبِیِّ اللّٰہِ، اَلسَّلَامُ عَلَیْکَ یَا صَاحِبَ حَبِیْبِ اللّٰہِ، اَلسَّلَامُ عَلَیْکَ یَا صَاحِبَ الْمُصْطَفٰی رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْکَ وَاَرْضَاکَ اَحْسَنَ الرِّضَا وَجَعَلَ الْجَنَّۃَ مَنْزِلَکَ وَمَسْکَنَکَ وَمَأْوَاکَ وَاَفَاضَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْنَا مِنْم بَرَکَاتِکَ وَ بَرَکَاتِ عُلُوْمِکَ فِی الدُّنْیَا وَالْاٰخِرَۃِ، اَلسَّلَامُ عَلَیْکُمْ وَرَحْمَۃُ اللّٰہِ وَبَرَکَاتُہٗ۔

پھر حضرت فاطمہ بنت اسد رضی اللہ عنہا کی زیارت کرے اور عرض کرے:

اَلسَّلَامُ عَلَیْکِ یَا زَوْجَۃَ عَمِّ رَسُوْلِ اللّٰہِ، اَلسَّلَامُ عَلَیْکِ یَا زَوْجَۃَ عَمِّ نَبِیِّ اللّٰہِ، اَلسَّلَامُ عَلَیْکِ یَا زَوْجَۃَ عَمِّ حَبِیْبِ اللّٰہِ، اَلسَّلَامُ عَلَیْکِ یَا زَوْجَۃَ عَمِّ الْمُصْطَفٰی، اَلسَّلَامُ عَلَیْکِ یَا اُمَّ عَلِیِّنِ الْمُرْتَضٰی، اَلسَّلَامُ عَلَیْکِ یَا مَنْ کَفَّنَھَا النَّبِیُّ بِقَمِیْصِہٖ وَلَحَدَھَا بِیَمِیْنِہٖ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْکِ وَاَرْضَاکِ اَحْسَنَ الرِّضٰی وَجَعَلَ الْجَنَّۃَ مَنْزِلَکِ وَمَسْکَنَکِ وَمَحَلَّکِ وَمَاْوٰکِ، اَلسَّلَامُ عَلَیْکِ وَرَحْمَۃُ اللّٰہِ وَبَرَکَاتُہٗ۔

پھر حضرت حلیمہ سعدیہ رضی اللہ عنہا کی زیارت کرے اور عرض کرے:

اَلسَّلَامُ عَلَیْکِ یَا سَیِّدَتِنَا حَلِیْمَۃَ السَّعْدِیَۃِ، یَا مُرْضِعَۃَ نَبِیِّ اللّٰہِ، اَلسَّلَامُ عَلَیْکِ یَا مُرْضِعَۃِ حَبِیْبِ اللّٰہِ، اَلسَّلَامُ عَلَیْکِ یَا مُرْضِعَۃَ

الْمُصْطَفٰی رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْکِ وَاَرْضَاکِ اَحْسَنَ الرِّضٰی وَجَعَلَ الْجَنَّۃَ مَنْزِلَکِ وَمَسْکِنَکِ وَمَحَلَّکِ وَمَأوَاکِ، اَلسَّلَامُ عَلَیْکِ وَرَحْمَۃُ اللّٰہِ وَبَرَکَاتُہٗ۔

پھر شہدائے کرام رضی اللہ عنہم کی زیارت کرے اور کہے:

اَلسَّلَامُ عَلَیْکُمْ یَا شُھَدَآءُ یَا سُعَدَآءُ یَا نُجَبَآءُ یَا نُقَبَآءُ یَآ اَھْلَ الصِّدْقِ وَالْوَفَآءِ، اَلسَّلَامُ عَلَیْکُمْ یَا مُجَاھِدِیْنَ فِیْ سَبِیْلِ اللّٰہِ حَقَّ جِھَادِہٖ سَلَامٌ عَلَیْکُمْ بِمَا صَبَرْتُمْ فَنِعْمَ عُقْبَی الدَّارِ، اَلسَّلَامُ عَلَیْکُمْ یَا شُھَدَآءَ اَھْلِ الْبَقِیْعِ کَآفَّۃً عَآمَّۃً وَرَحْمَۃُ اللّٰہِ وَبَرَکَاتُہٗ۔

پھر سیدنا ابراہیم بن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی زیارت کرے اور کہے:

اَلسَّلَامُ عَلَیْکَ یَآ اِبْرَاھِیْمَ بْنَ رَسُوْلِ اللّٰہِ، اَلسَّلَامُ عَلَیْکَ یَا بْنَ نَبِیِّ اللّٰہِ، اَلسَّلَامُ عَلَیْکَ یَا بْنَ حَبِیْبِ اللّٰہِ، اَلسَّلَامُ عَلَیْکَ یَا بْنَ الْمُصْطَفٰی، اَلسَّلَامُ عَلَیْکَ وَعَلٰی مَنْ حَوْلَکَ مِنْ اَصْحَابِ رَسُوْلِ اللّٰہِ، اَلسَّلَامُ عَلَیْکُمْ یَآ اَصْحَابَ رَسُوْلِ اللّٰہِ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْکُمْ وَاَرْضَاکُمْ اَحْسَنَ الرِّضٰی وَجَعَلَ الْجَنَّۃَ مَنْزِلَکُمْ وَمَسْکَنَکُمْ وَ مَحَلَّکُمْ وَمَأْوَاکُمْ، اَلسَّلَامُ عَلَیْکُمْ وَرَحْمَۃُ اللّٰہِ وَبَرَکَاتُہٗ۔

پھر حضرت نافع شیخ القراء رضی اللہ عنہ کی زیارت کرے اور کہے:

اَلسَّلَامُ عَلَیْکَ یَا سَیِّدَنَا نَافِعُ شَیْخُ الْقُرَّآءِ، اَلسَّلَامُ عَلَیْکَ یَا مَوْلَی بْنَ عُمَرَ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْکَ وَاَرْضَاکَ اَحْسَنَ الرِّضٰی وَجَعَلَ الْجَنَّۃَ مَنْزِلَکَ وَمَسْکَنَکَ وَمَحَلَّکَ وَمَاْوٰکَ، اَلسَّلَامُ عَلَیْکَ وَرَحْمَۃُ اللّٰہِ وَبَرَکَاتُہٗ۔

پھر سیدنا امام مالک رضی اللہ عنہ کی زیارت کرے اور کہے:

اَلسَّلَامُ عَلَیْکَ یَا سَیِّدَنَا اِمَامَ مَالِکٍ صَاحِبَ الْمَذْھَبِ، اَلسَّلَامُ عَلَیْکَ یَا اِمَامَ دَارِالْھِجْرَۃِ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْکَ وَاَرْضٰکَ اَحْسَنَ الرِّضٰی وَجَعَلَ الْجَنَّۃَ مَنْزِلَکَ وَمَسْکَنَکَ وَ مَحَلَّکَ وَمَاْوَاکَ ، اَلسَّلَامُ عَلَیْکَ وَرَحْمَۃُ اللّٰہِ وَبَرَکَاتُہٗ۔

پھر سیدنا عقیل بن ابی طالب رضی اللہ عنہ کی زیارت کرے اور کہے:

اَلسَّلَامُ عَلَیْکَ یَا عَقِیْلَ بْنَ اَبِیْ طَالِبٍ، اَلسَّلَامُ عَلَیْکَ یَا بْنَ عَمِّ رَسُوْلِ اللّٰہِ، اَلسَّلَامُ عَلَیْکَ یَا بْنَ عَمِّ نَبِیِّ اللّٰہِ، اَلسَّلَامُ عَلَیْکَ یَا بْنَ عَمِّ حَبِیْبِ اللّٰہِ، اَلسَّلَامُ عَلَیْکَ یَا بْنَ عَمِّ الْمُصْطَفٰی، اَلسَّلَامُ عَلَیْکَ یَآ اَخَا عَلِیٍّ الْمُرْتَضٰی، اَلسَّلَامُ عَلَیْکَ وَعَلٰی مَنْ حَوْلَکَ مِنْ اَصْحَابِ رَسُوْلِ اللّٰہِ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْکُمْ وَاَرْضَاکُمْ اَحْسَنَ الرِّضٰی وَجَعَلَ الْجَنَّۃَ مَنْزِلَکُمْ وَمَسْکَنَکُمْ وَمَحَلَّکُمْ وَمَاْوٰئکُمْ، اَلسَّلَامُ عَلَیْکُمْ وَرَحْمَۃُ اللّٰہِ وَبَرَکَاتُہٗ۔

پھر امہات المؤمنین ازواج مطہرات رضی اللہ عنہن کی زیارت کرے اور کہے:

اَلسَّلَامُ عَلَیْکُنَّ یَا اَزْوَاجَ نَبِیِّ اللّٰہِ، اَلسَّلَامُ عَلَیْکُنَّ یَا اَزْوَاجَ رَسُوْلِ اللّٰہِ، اَلسَّلَامُ عَلَیْکُنَّ یَا اَزْوَاجَ حَبِیْبِ اللّٰہِ، اَلسَّلَامُ عَلَیْکُنَّ یَا اَزْوَاجَ الْمُصْطَفٰی رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْکُنَّ وَاَرْضَاکُنَّ اَحْسَنَ الرِّضٰی وَجَعَلَ الْجَنَّۃَ مَنْزِلَکُنَّ وَمَسْکَنَکُنَّ وَمَحَلَّکُنَّ وَمَاْوٰکُنَّ، اَلسَّلَامُ عَلَیْکُنَّ وَرَحْمَۃُ اللّٰہِ وَبَرَکَاتُہٗ۔

پھر بنات النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی زیارت کرے اور کہے:

اَلسَّلَامُ عَلَیْکُنَّ یَا بَنَاتِ رَسُوْلِ اللّٰہِ، اَلسَّلَامُ عَلَیْکُنَّ یَا بَنَاتَ نَبِیِّ اللّٰہِ، اَلسَّلَامُ عَلَیْکُنَّ یَا بَنَاتِ حَبِیْبِ اللّٰہِ، اَلسَّلَامُ عَلَیْکُنَّ یَا بَنَاتَ الْمُصْطَفٰی، رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْکُنَّ وَاَرْضَاکُنَّ اَحْسَنَ الرِّضٰی

وَجَعَلَ الْجَنَّةَ مَنْزِلَكُنَّ وَمَسْكَنَكُنَّ وَمَحَلَّكُنَّ وَمَأوٰكُنَّ، اَلسَّلَامُ عَلَيْكُنَّ وَرَحْمَةُ اللّٰهِ وَبَرَكَاتُهٗ۔

پھر عمات النبی صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی زیارت کرے اور کہے:

اَلسَّلَامُ عَلَيْكُنَّ يَا عَمَّاتِ رَسُوْلِ اللّٰهِ، اَلسَّلَامُ عَلَيْكُنَّ يَا عَمَّاتَ نَبِيِّ اللّٰهِ، اَلسَّلَامُ عَلَيْكُنَّ يَا عَمَّاتَ حَبِيْبِ اللّٰهِ، اَلسَّلَامُ عَلَيْكُنَّ يَا عَمَّاتِ الْمُصْطَفٰى رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْكُنَّ وَاَرْضَاكُنَّ اَحْسَنَ الرِّضٰى وَجَعَلَ الْجَنَّةَ مَنْزِلَكُنَّ وَمَسْكَنَكُنَّ وَ مَحَلَّكُنَّ وَمَاوٰكُنَّ اَلسَّلَامُ عَلَيْكُنَّ وَرَحْمَةُ اللّٰهِ وَبَرَكَاتُهٗ۔

بہتر یہ ہے کہ ہر جگہ فاتحہ خوانی کرے اور دعا مانگے کہ ان حضرات کے مقاماتِ مقدسہ پر انشاء اللہ تعالیٰ دعا قبول ہوگی۔

پھر دروازۂ بقیع سے باہر آ کر حضرت سیدہ کی قبر انور کے بالمقابل سڑک پار کر کے حضرت اسمٰعیل بن امام جعفر صادق رضی اللہ عنہ کی زیارت کرے اور کہے:

اَلسَّلَامُ عَلَيْكَ يَا سَيِّدَنَا اِسْمٰعِيْلَ بْنَ اِمَامِ جَعْفَرِنِ الصَّادِقِ، اَلسَّلَامُ عَلَيْكَ يَآ اَهْلَ بَيْتِ النُّبُوَّةِ وَ مَعْدِنِ الرِّسَالَةَ رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْكَ وَاَرْضٰكَ اَحْسَنَ الرِّضٰى وَجَعَلَ الْجَنَّةَ مَنْزِلَكَ وَمَسْكَنَكَ وَ مَحَلِّكَ وَمَاوٰكَ، اَلسَّلَامُ عَلَيْكُمْ وَرَحْمَةُ اللّٰهِ وَبَرَكَاتُهٗ۔

جبل احد شریف: جبل احد شریف وہ مبارک پہاڑ ہے جس کو حضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے محبّ و محبوب ہونے کا شرف حاصل ہے، حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم اس پہاڑ کی طرف اشارہ کر کے فرمایا کرتے:

هٰذَا جَبَلٌ يُحِبُّنَا وَنُحِبُّهٗ (بخاری حدیث نمبر 4083۔ مسلم حدیث نمبر 3373)

یہ پہاڑ ہمیں محبوب رکھتا ہے اور ہم اس کو محبوب رکھتے ہیں۔

نیز فرمایا نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے:

اَرْبَعَةُ اَجْبَالٍ مِّنْ اَجْبَالِ الْجَنَّةِ...... قَالَ فَمَا الْاَجْبَالُ؟ قَالَ اُحُدٌ نُحِبُّنَا وَنُحِبُّهٗ...... وَوَرَقَانِ وَالطُّوْرَ وَلُبْنَانُ (جذب القلوب ص192۔ کنز العمال 35116)

چار پہاڑ جنت کے پہاڑوں میں سے ہیں‘ عرض کیا گیا وہ کون سے ہیں؟ فرمایا: احد کہ وہ ہم کو محبوب ہے اور ہم اس کو اور ورقان‘ اور طور اور لبنان یعنی جبل قاسیہ۔

ایک مرتبہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مع حضرت ابوبکر صدیق وعمر فاروق وعثمان غنی رضی اللہ عنہم اس پہاڑ پر تشریف لے گئے تو یہ پہاڑ ہلنے لگا، آپ نے فرمایا:

اُسْکُنْ یَآ اُحُدُ فَاِنَّمَا عَلَیْکَ نَبِیٌّ وَ صِدِّیْقٌ وَّشَهِیْدَان

(بخاری: 3675، مسند ابی یعلی: 7518، مسند احمد: 12130، ابن حبان: 6458)

اے اُحد! ساکن ہو جا! کیونکہ تجھ پر ایک نبی اور ایک صدیق اور دو شہید ہیں۔

حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ارشاد ہے کہ یہ پہاڑ جنت کے پہاڑوں میں سے ہے تو جب تم لوگ اس پر سے گزرا کرو تو اس کے درختوں کا میوہ کھایا کرو اور اگر میوہ نہ ہو تو اس کی گھاس کا بھی وہی حکم ہے۔

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ کی زوجہ محترمہ اپنی اولاد سے فرمایا کرتی تھیں کہ جاؤ احد کی زیارت کرو اور میرے لئے وہاں کی گھاس وغیرہ لاؤ۔

اسی پہاڑ پر حضرت ہارون علیہ السلام کا مدفن شریف ہے اور اسی کے پاس سید الشہداء حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ اور ستر شہداء کرام رضی اللہ عنہم کے مزارات ہیں۔ حضور ہر سال کے شروع میں شہدائے احد کی قبروں پر تشریف لے جاتے اور فرماتے: **سَلٰمٌ عَلَیْکُمْ بِمَا صَبَرْتُمْ فَنِعْمَ عُقْبَی الدَّارِ** (الرعد: 24) نیز فرماتے: جب تک زمین و آسمان قائم ہے جو شخص ان پر سلام پڑھے گا اس کو یہ سلام کا جواب دیں گے۔

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ جو شخص شہداء احد کی قبور پر حاضر ہو کر ان پر سلام بھیجے تو وہ قیامت تک ان پر سلام بھیجتے ہیں۔ (جذب القلوب ص194)

سیدۃ نساء اہل الجنۃ حضرت فاطمہ زہرا رضی اللہ عنہا سید الشہداء حضرت امیر حمزہ رضی اللہ عنہ کی قبر کی زیارت کے لئے تشریف لے جایا کرتی تھیں۔ بعض روایات میں آیا ہے کہ ہر جمعہ کو، بلکہ بعض میں آیا ہے کہ تیسرے چوتھے روز تشریف لے جاتی تھیں اور وہاں جا کر نماز پڑھتیں اور روتیں اور قبر کی اصلاح و مرمت کرتیں۔ نیز آپ نے ایک پتھر بھی بطور علامت قبر پر رکھا ہوا تھا۔ (جذب القلوب ص 212)

جتنی مرتبہ ہو سکے نہایت ادب و احترام اور اخلاص کے ساتھ حاضر ہو اور دست بستہ یوں سلام عرض کرے:

اَلسَّلَامُ عَلَیْکَ یَا سَیِّدَنَا حَمْزَۃَ، اَلسَّلَامُ عَلَیْکَ یَا عَمَّ رَسُوْلِ اللّٰہِ، اَلسَّلَامُ عَلَیْکَ یَا عَمَّ نَبِیِّ اللّٰہِ، اَلسَّلَامُ عَلَیْکَ یَا عَمَّ حَبِیْبِ اللّٰہِ، اَلسَّلَامُ عَلَیْکَ یَا عَمَّ الْمُصْطَفٰی، اَلسَّلَامُ عَلَیْکَ یَا سَیِّدَ الشُّھَدَآءِ، یَا اَسَدَ اللّٰہِ وَاَسَدَ رَسُوْلِہٖ، اَلسَّلَامُ عَلَیْکَ یَا سَیِّدَنَا عَبْدَاللّٰہِ بْنَ جَحْشٍ، اَلسَّلَامُ عَلَیْکَ یَا مُصْعَبَ بْنَ عُمَیْرٍ، اَلسَّلَامُ عَلَیْکُمْ یَا شُھَدَآءَ اُحُدٍ کَآفَّۃً عَآمَّۃً وَرَحْمَۃُ اللّٰہِ وَبَرَکَاتُہٗ۔

آبار مبارکہ: آبار جمع بئر کی ہے اور بئر عربی میں کنویں کو کہتے ہیں مدینہ منورہ کے وہ کنوئیں جن کو حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے خصوصاً مشرف فرمایا ان میں سے سات بہت زیادہ مشہور اور زیارت گاہ اہل ایمان و عرفان ہیں۔ چنانچہ ایک عالم نے ان کو ایک رباعی میں اس طرح پیش کیا ہے۔

اِذَا رُمْتَ اٰبَارَ النَّبِیِّ بِطَیْبَۃٍ   فَعِدَّتُھَا سَبْعٌ مَقَالًا بِلَا دَھْنٍ
اَرِیْسٌ وَ غَرْسٌ رُوْمَۃٌ وَبُضَاعَۃٌ   کَذَا بُصَّۃٌ قُلْ بِئْرُحَآءَ مَعَ الْعِھْنِ

جب تو مدینہ منورہ میں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے کنوؤں (کی زیارت) کا قصد کرے تو (جان لے کہ) وہ بلا شک وشبہ سات ہیں۔ اریس، غرس، رومہ، بضاعہ، بصہ، حاء، عہن۔

(جذب القلوب، ص 153)

1۔ بئر اریس: یہ کنواں مسجد قبا شریف کے قریب ہی دائیں طرف واقع ہے، نجدی حکومت نے اس کے اندر مٹی اور پتھر وغیرہ ڈال کر اس کا پانی خشک کروا دیا ہے' حالانکہ اس کا پانی نہایت شیریں اور لطیف تھا چونکہ لوگ اس کو تبرکاً پیتے اور اپنے ہمراہ لاتے تھے' اور یہ ان کے نزدیک غالباً شرک تھا' اس لئے اس کو بند کروا دیا ہے۔ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اس کنویں میں اپنا لعاب دہن ڈالا تھا' اسی کی برکت سے اس کا پانی شیریں اور لطیف ہوا تھا' ورنہ پہلے اس کا پانی میٹھا نہ تھا۔ (جذب القلوب 153)

بعض مرتبہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور آپ کے صحابہ کرام اس کنویں پر تشریف لاتے اور اس میں پاؤں لٹکا کر بیٹھے رہتے۔

حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی انگوٹھی مبارک جس کو آپ پہنا کرتے تھے آپ کی وفات شریف کے بعد حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے ہاتھوں میں تھی ان کے بعد حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے اس کو پہنا اور ان کے بعد وہ حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کے ہاتھوں میں تھی، ایک دن وہ اسی کنویں میں پاؤں لٹکائے ہوئے بیٹھے تھے اور اس انگوٹھی کو انگلی میں پھرا رہے تھے کہ اچانک وہ اس کنویں میں گر گئی، تین روز تک کنویں میں اس کی تلاش کروائی، سارا پانی باہر نکلوایا مگر وہ نہ ملی۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَ اِنَّآ اِلَیۡہِ رٰجِعُوۡنَ (بخاری:5866)

انگوٹھی مبارک کے گرنے کا سانحہ خلافت عثمانیہ کے چھٹے برس میں ہوا تھا۔ بس اسی روز سے ان کی خلافت میں تزلزل پیدا ہو گیا۔ جیسا کہ حضرت سیدنا سلیمان علیہ السلام کی انگوٹھی کے گم ہونے سے ان کے ملک میں تخلل و تزلزل پیدا ہو گیا تھا۔ اس وجہ سے اس کو بئر خاتم بھی کہتے ہیں۔ (جذب القلوب ص154)

2۔ بئر غرس: یہ کنواں مسجد قبا شریف سے جانب مشرق تقریباً آدھ میل کے فاصلہ پر واقع ہے، کافی بڑا کنواں ہے اس میں سیڑھیاں بھی ہیں کہ نیچے اتر کر آدمی اپنے ہاتھوں سے پانی پی سکتا تھا، لیکن افسوس کہ اس کا پانی بھی خشک کروا دیا گیا ہے حالانکہ اس کنویں کی بڑی فضیلت ہے اور اس کا پانی نہایت متبرک و شیریں تھا، حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اس کنویں پر تشریف لے

جاتے اور اس کا پانی پیتے اور وضو فرماتے، ایک روز فرمایا ہم نے آج رات خواب میں دیکھا کہ ہم نے بہشتی کنوؤں میں سے ایک کنویں پر صبح کی ہے یعنی صبح کے وقت وہاں گئے ہیں۔ چنانچہ آپ نے بئر غرس پر صبح کی، اس کے پانی سے وضو کیا اور کلی کر کے اس میں ڈال دی اور تھوڑا سا شہد جو کوئی آدمی آپ کے لئے لایا تھا وہ بھی اس میں ڈال دیا۔

(کنز العمال 34980۔ جذب القلوب ص 155)

اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے وصیت فرمائی تھی کہ بعد وفات بئر غرس کے پانی سے مجھے غسل دیا جائے۔ چنانچہ آپ کی وصیت کے مطابق بئر غرس کا پانی منگوایا گیا اور اسی سے غسل دیا گیا۔

(جذب القلوب ص 156، ابن ماجہ حدیث نمبر 1468۔ مسند بزار حدیث نمبر 470)

صحابہ کرام رضی اللہ عنہم بھی تبرکاً اس کنویں کا پانی منگواتے اور نوش فرماتے تھے۔

3۔ بئر رومہ: یہ کنواں مسجد قبلتین سے قریب ہی شمال کی طرف وادی عقیق میں واقع ہے اور اس کا پانی نہایت لطیف اور بے حد شیریں ہے، حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اس کنویں کو بہت اچھا کنواں فرمایا ہے، امیر المؤمنین حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ نے اس کو خرید کر مسلمانوں کے لئے وقف کر دیا تھا۔ جس پر حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بارگاہِ اقدس سے ان کو جنت کی بشارت ملی تھی۔ چنانچہ اب وہ بئر عثمان ہی کے نام سے مشہور ہے۔ (جذب القلوب ص 156)

4۔ بئر بضاعہ: یہ کنواں مدینہ منورہ کی آبادی کے اندر باب مجیدی سے ذرا آگے سیدنا حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ کی زیارت کو جاتے ہوئے دائیں طرف آتا ہے اور حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اس کنویں کا پانی پیا اور اس سے وضو فرمایا ہے اور اپنا لعاب دہن شریف بھی اس میں ڈالا ہے اور اس کے واسطے خیر و برکت کی دعا بھی فرمائی ہے۔ چنانچہ صحابہ کرام اس کنویں کا پانی تبرکاً پیا کرتے تھے اور ان میں سے جو صحابی بیمار ہو جاتے وہ اس کے پانی سے غسل کرتے، زیادہ سے زیادہ تین بار غسل کرنے سے اس پانی کی برکت سے اللہ تعالیٰ صحت و عافیت عطا فرما دیتا۔ (جذب القلوب ص 157)

5۔ بئر بصہ: یہ کنواں جنۃ البقیع کے قریب ہے۔ جو شخص جنۃ البقیع کی طرف سے مسجد قبا

شریف جائے تو یہ بائیں طرف پڑتا ہے۔ حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ایک مرتبہ جمعہ کے دن حضور سید عالم ﷺ میرے گھر تشریف لائے' اور فرمایا تمہارے ہاں سدر ہوگی کہ میں اس سے اپنا سر دھوؤں؟ میں نے عرض کیا ہاں! اور لا کر پیش کی پھر میں آپ کے ہمراہ بئر بصہ پر گیا آپ نے اس کے پانی سے اپنا سر مبارک دھویا اور اپنے سر مبارک کا سارا دھوون اس میں ڈال دیا۔ (جذب القلوب ص 158)

6۔ **بئر حاء:** یہ کنواں حرم نبوی ﷺ کے بالکل قریب باب المجیدی میں اصطفا منزل کے پیچھے واقع ہے مگر اب وہ ایک عمارت کے اندر آ گیا ہے جس کی وجہ سے عام لوگ اس کے مبارک و شیریں پانی سے محروم ہو گئے ہیں، حضور اکرم ﷺ کے زمانہ پاک میں اس کنویں کے اردگرد بہت سے درخت تھے' آپ اکثر اوقات تشریف لا کر ان درختوں کے سایہ میں بیٹھتے اور اس کنویں کا پانی نوش فرماتے۔ (جذب القلوب ص 159)

7۔ **بئر عہن:** یہ کنواں عوالی مدینہ میں مسجد قبا شریف سے جانب پورب ایک بہت بڑے بستان میں واقع ہے، اس بستان میں زراعت و اشجار بہت ہیں' اور وہ جگہ نہایت لطیف و نظیف ہے۔ حضور ﷺ اس کنویں پر تشریف فرما ہوتے اور اس کا پانی نوش فرماتے اور بعض مرتبہ وضو کر کے نماز ادا فرماتے۔ (جذب القلوب ص 159)

شہدائے بدر: مدینہ منورہ سے مکہ مکرمہ جاتے ہوئے تقریباً 80 میل کے فاصلے پر برلب سڑک ایک گاؤں "بدر" آباد ہے، اسی جگہ جنگ بدر ہوئی تھی، سڑک سے تقریباً آدھ میل کے فاصلہ پر شہدائے بدر کے مزاراتِ مقدسہ ہیں۔ پہلے یہاں ایک عالی شان قبہ بنا ہوا تھا اور ساتھ ہی مسجد تھی، موجودہ حکومت نے قبہ و مسجد دونوں کو گرا دیا ہے۔ اب صرف دو فٹ اونچی چار دیواری موجود ہے، جس کے اندر چودہ شہدائے کرام کی قبریں ہیں مگر قبروں کے نشانات تک نہیں ہیں۔

مقام ابواء: مدینہ منورہ سے تقریباً ڈیڑھ سو میل کے فاصلہ پر اسی سڑک کے بائیں طرف تقریباً پندرہ میل کے فاصلہ پر ایک گاؤں "ابواء" کے نام پر آباد ہے، اس گاؤں کے قریب

ہی ایک پہاڑ پر حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی والدۂ ماجدہ حضرت سیدہ آمنہ رضی اللہ عنہا(☆) کا مزار مبارک ہے۔ اس مزار کو بھی گرا دیا گیا ہے، قبر کے چاروں طرف پتھر پڑے ہوئے ہیں، جن کو زائرین نے جوڑ جوڑ کر چھوٹی سی دیوار کی طرح بنا دیا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے حاضری کا شرف عطا فرمایا۔

خیبر: مدینہ منورہ سے تقریباً ایک سو میل کے فاصلے پر ایک گاؤں ''خیبر'' آباد ہے۔ یہی وہ خیبر ہے جس کو حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے حکم سے حضرت علی مرتضیٰ شیر خدا کرم اللہ وجہہ نے فتح کر کے فاتح خیبر کا لقب حاصل کیا ہے، خیبر میں چند مقامات قابل زیارات ہیں مزارات شہداءٔ وہ صحابہ کرام جو غزوۂ خیبر میں شہید ہوئے تھے' ان کے مزارات ہیں قبہ اور قبور کو توڑ دیا گیا ہے۔ مقام بدر کی طرح چھوٹی سی چار دیواری ہے جس میں شہدا کی قبریں ہیں مگر قبروں کے نشانات نہیں ہیں۔

عین العلی: یہ ایک چشمہ ہے جس کے متعلق مشہور ہے کہ فاتح خیبر شیر خدا حضرت علی مرتضیٰ کرم اللہ وجہہ نے لڑائی کے دوران میں ایک کافر کے اس زور سے تلوار ماری کہ وہ اس کو کاٹتی ہوئی زمین میں دھنس گئی، جب آپ نے اس کو کھینچا تو اس کے ساتھ ہی زمین سے ایک چشمہ بہہ نکلا' جو اب تک جاری ہے' اس کا پانی ٹھنڈا اور میٹھا ہے۔

قلعہ خیبر کے کھنڈرات: قلعہ کے کھنڈرات اور بہت بڑے بڑے پتھر اب بھی اس بات کی گواہی دے رہے ہیں کہ واقعی یہ قلعہ کافی مضبوط ہوگا، یہ قلعہ ایک پہاڑی پر واقع تھا، اب وہاں حکومت کی کوئی چوکی وغیرہ ہے، عام لوگوں کو ادھر جانے کی اجازت نہیں ہے۔

وادیٔ صہبا: خیبر کے قریب ہی ایک میدان ہے جس کا نام ہے'' وادیٔ صہبا'' اسی مقام پر حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی دعا سے ڈوبا ہوا سورج واپس ہوا تھا جب کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ کی نماز عصر قضا ہو گئی تھی۔ یہاں ایک مسجد تھی جس کو توڑ دیا گیا ہے مگر اس کے پتھر وغیرہ اب بھی

☆۔ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے والدین حضرت عبداللہ وحضرت آمنہ رضی اللہ عنہما کے ایمان کی مکمل اور نہایت نفیس بحث میرے والد گرامی علیہ الرحمہ کی کتاب '' الذکر الحسین فی سیرۃ النبی الامین صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم '' اور میری کتاب '' والدین رسالت مآب (صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم)'' میں دیکھیں۔ (کوکب غفرلہ)

موجود ہیں۔

برادر محترم جناب محمد طفیل صاحب لاہور کے رہنے والے ہیں مگر ایک عرصہ سے مکہ مکرمہ میں آباد ہیں۔ زیارت اور عید الفطر منانے کے لئے بمع اہل وعیال مدینہ منورہ حاضر ہوئے۔ عید کے دن بعد از نماز عشاء ایک دوست کے گھر میں محفل میلاد شریف تھی، محفل میں وہ بھی بمع اپنے بھائیوں کے شریک ہوئے۔ اس ناچیز نے حضور اکرم ﷺ کی تعظیم مدینہ منورہ کے آداب اور فضائل کے موضوع پر تقریر کی جس کو سن کر بفضلہٖ تعالیٰ سب حاضرین بہت متاثر ہوئے اور طفیل صاحب تو اس قدر متاثر ہوئے جس کی کوئی حد نہیں۔ تقریر کے بعد کھانے کے وقت ایک دوسرے کے تعارف کا سلسلہ شروع ہوا۔ مختصر یہ کہ تھوڑی دیر میں ہم لوگ آپس میں بے تکلف اور گہرے دوست بن چکے تھے چنانچہ وہیں طفیل صاحب کی موٹر پر خیبر جانے کا پروگرام بن گیا کہ صبح ناشتے کے بعد چلیں اور شام تک واپس آجائیں۔ چنانچہ صبح طفیل صاحب کی شاندار وفراخ کیڈلک گاڑی پر ہم سات آدمی خیبر کی طرف جارہے تھے۔

دعوت خیبر: خیبر میں ایک نوجوان دکاندار ہے جس کے آباؤ واجداد سندھ پاکستان کے تھے۔ مدینہ منورہ کے رہنے والے ایک پاکستانی دوست جو ہمارے ساتھ تھے۔ وہ اس کو جانتے تھے چنانچہ وہ ہمیں اسی کی دکان پر لے گئے۔ وہ نوجوان خندہ پیشانی سے ملا اور پھر اس نے ایک آدمی کو ہمارے ساتھ کر کے کہا کہ ان مہمانوں کو زیارات کرا کے واپس یہیں لے آنا۔ ہم لوگ مقاماتِ مبارکہ مذکورہ کی زیارت کر کے جب واپس آئے تو کافی تھک چکے تھے۔ اسی نوجوان نے ایک مکان کی بالائی منزل پر ہمارے بیٹھنے کا انتظام کیا ہوا تھا، ہم اس منزل میں پہنچے تو دیکھا کہ کمرے میں قالین بچھے ہوئے اور تکیے لگے ہوئے تھے، کھڑکیوں سے ٹھنڈی ہوا آرہی تھی، تھوڑی ہی دیر کے بعد دستر خوان بچھ گیا اور ایک بہت بڑے تھال میں پکے ہوئے چاولوں کے اوپر بھنا ہوا سالم دنبہ آٹکا اور اس کے ساتھ ہی ایک مٹکا گاڑی لسی کا آ گیا، ہم لوگ حیران ہو کر ایک دوسرے کی طرف دیکھ رہے تھے کہ ہمارے میز بانوں

نے بڑے خلوص سے کہافَضَّلُوْا (آیئے) چنانچہ مہمان ومیزبان سب ہی مل کر کھانے لگے۔ میزبانوں میں ایک صاحب بڑے موٹے تازے جوان تھے' انہوں نے دیکھا کہ سارے مہمان دنبہ کے معاملہ میں کچھ جھجک اور تکلف سے کام لے رہے ہیں۔ چنانچہ انہوں نے اپنی آستین اوپر چڑھائی اور دنبے کے گوشت کو نوچ نوچ کر سب کے آگے ڈھیریاں کر دیں۔ سب نے خوب کھایا اور اوپر سے لسی نے وہ مزہ کیا کہ سبحان اللہ! ایک تو تھکے ہوئے تھے' دوسرے خوب کھا چکے تھے۔ چنانچہ سب لیٹ گئے بس پھر کس کو ہوش تھا چند منٹوں کے بعد ہی کمرہ خراٹوں سے گونج رہا تھا۔ ڈیڑھ دو گھنٹے آرام کرنے کے بعد اٹھ کر ظہر کی نماز ادا کی۔ اگرچہ کافی تاخیر ہو چکی تھی۔ پھر عرب کا مخصوص قہوہ آ گیا۔ پینے کے بعد ہم اپنے میزبانوں کا بہت بہت شکریہ ادا کر کے رخصت ہو رہے تھے' آتے ہوئے ہم نے خوشی سے میزبان کے صاحبزادے کو صرف چالیس ریال پیش کیے جوان کے اخلاص وسلوک کے مقابلہ میں بہت ہی کم تھے، بلاشبہ ان لوگوں کی شاندار دعوت اور مخلصانہ سلوک ہمیں ہمیشہ یاد رہے گا۔

مدینہ منورہ کے پر کیف قیام میں جن بزرگوں اور دوستوں نے نہایت ہی پر خلوص اور مشفقانہ سلوک فرمایا یہ عاجز ان کو اور ان کی شفقت ومحبت کو کبھی فراموش نہیں کر سکتا۔ خصوصاً حضرت قبلہ مولانا ضیاء الدین احمد صاحب۔ حضرت مولانا محمد فضل الرحمٰن صاحب۔ حضرت مولانا علاؤ الدین صاحب۔ حضرت مولانا منظور حسین صاحب۔ محترم محمد عبداللہ صاحب امرتسری اور ان کے فرزند۔ محترم جناب محمد انور صاحب الخیاط۔ محترم محمد بخش صاحب ناریجہ وڈیرا سائیں۔ محترم جناب غلام حسین صاحب ۔ محترم جناب رب نواز صاحب۔ محترم جناب عبدالحکیم صاحب۔ محترم جناب محمد حسین صاحب رمضو ۔ محترم حبیب اللہ صاحب۔ محترم شمس الدین صاحب۔ محترم اللہ بخش صاحب۔ ان کے علاوہ بھی چند دوست ہیں جن کے اسمائے گرامی یاد نہیں رہے۔ بہرحال ان سب بزرگوں اور دوستوں کے لئے یہ عاجز دعا گو ہے اگرچہ اس لائق نہیں۔ اللہ تبارک وتعالیٰ ان سب کو اپنے فضل وکرم سے ہمیشہ اپنے حبیب پاک صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے سایہ رحمت میں رکھے۔ آمین ثم آمین بحرمة سید المرسلین صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم ۔

فضائلِ زیارتِ روضۂ انور

دنیا کے تمام مؤمنین صالحین کے نزدیک بالاتفاق حضور ﷺ کی قبر انور کی زیارت کرنا اہم ترین نیکی اور افضل ترین عبادت اور درجات علیا تک پہنچنے کے لئے نہایت کامیاب ذریعہ اور پُر امید وسیلہ ہے، بلکہ بعض ائمہ عظام و علمائے کرام کے نزدیک واجب ہے۔ وسعت و طاقت کے ہوتے ہوئے اس کا ترک بہت بڑی جفا اور انتہائی بدنصیبی و محرومی ہے۔ اسی طرح معمولی اعذار کی بنا پر اس سعادتِ عظمٰی سے محروم ہونا انتہائی قساوت اور جفا ہے۔ اللہ تبارک و تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے:

وَ لَوْ اَنَّهُمْ اِذْ ظَّلَمُوْٓا اَنْفُسَهُمْ جَآءُوْكَ فَاسْتَغْفَرُوا اللّٰهَ وَ اسْتَغْفَرَ لَهُمُ الرَّسُوْلُ لَوَجَدُوا اللّٰهَ تَوَّابًا رَّحِيْمًا (النساء:64)

اور اگر جب وہ اپنی جانوں پر ظلم کریں تو اے محبوب! تمہارے حضور حاضر ہوں پھر اللہ تعالیٰ سے بخشش چاہیں اور رسول بھی ان کی بخشش چاہے (یعنی ان کی شفاعت فرمائے) تو ضرور اللہ کو بہت توبہ قبول کرنے والا بہت مہربان پائیں گے۔

شیخ محقق حضرت مولانا شاہ عبدالحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ اسی آیہ کریمہ کے متعلق فرماتے ہیں کہ:

''ایں آیہ کریمہ دلالت دارد برحت و ترغیب حضور درگاہ رسالت پناہ وسوال مغفرت دراں جناب اجابت مآب وطلب استغفار از وے صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم و این رتبۂ عظیمہ است کہ ابد انقطاع پذیر نیست از جہت استوائے حالت موت و حیات نسبت بسرور کائنات صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم''۔ (جذب القلوب ص 211)

یہ آیہ کریمہ دلالت کرتی ہے درگاہ رسالت پناہ میں حاضر ہونے کی ترغیب پر اور اس آستانہ مقدسہ پر حاضر ہو کر طلب مغفرت کرنے اور حضور ﷺ سے کرانے پر اور یہ ایک

رتبۂ عظیمہ ہے کہ کبھی منقطع ہونے والانہیں اس لئے کہ سرور کائنات ﷺ کی حالت حیات وممات برابر ہے۔

جناب محمد قاسم صاحب نانوتوی مزعومہ بانی دارالعلوم دیوبند اسی آیہ کریمہ کے متعلق فرماتے ہیں:

اس میں کسی کی تخصیص نہیں آپ کے ہم عصر ہوں یا بعد کے امتی ہوں اور تخصیص ہو تو کیونکر ہو آپ کا وجود تربیت تمام امت کے لئے یکساں رحمت ہے کہ پچھلے امتیوں کا آپ کی خدمت میں آنا اور استغفار کرنا اور کرانا جب ہی متصور ہے کہ آپ قبر میں زندہ ہوں۔

(آب حیات ص40)

اور وہ مشہور ومعروف واقعہ جو ائمہ عظام اور علمائے کرام نے اپنی اپنی معتبر تصانیف میں ذکر فرمایا ہے اس پر روشن دلیل ہے کہ وفات شریف کے بعد ایک اعرابی نے روضۂ انور پر حاضر ہو کر روضہ شریفہ کی خاک اپنے سر پر ڈالی اور یوں کہا کہ یا خیر الرسل اللہ تعالیٰ نے آپ پر جو قرآن شریف نازل فرمایا ہے اس میں یہ بھی ہے۔ وَلَوْ اَنَّهُمْ اِذْ ظَّلَمُوْۤا اَنْفُسَهُمْ جَآءُوْكَ فَاسْتَغْفَرُوا اللّٰهَ وَ اسْتَغْفَرَ لَهُمُ الرَّسُوْلُ لَوَجَدُوا اللّٰهَ تَوَّابًا رَّحِيْمًا (النساء:64) اور بے شک میں نے معصیت و نافرمانی کر کے اپنی جان پر ظلم کیا' اور آپ کے حضور حاضر ہوا ہوں۔ اللہ تعالیٰ سے اپنے گناہوں کی بخشش چاہتا ہوں اور آپ سے شفاعت کا طالب ہوں۔ پھر اس اعرابی نے زار وزار روتے ہوئے یہ اشعار پڑھے۔

يَا خَيْرُ مَنْ دُفِنَتْ بِالْقَاعِ اَعْظُمُهٗ　　فَطَابَ مِنْ طِيْبِهِنَّ الْقَاعُ وَالْاَ كَمُ

اے بہترین ذات! جن کی مبارک ہڈیاں ہموار زمین میں دفن کی گئیں کہ ان کی خوشبو سے زمین اور ٹیلے بھی معطر ہو گئے۔

نَفْسِى الْفِدَآءُ لِقَبْرٍ اَنْتَ سَاكِنُهٗ　　فِيْهِ الْعَفَافُ وَ فِيْهِ الْجُوْدُ وَالْكَرَمُ

میری جان قربان ہو اس قبر پر جس میں آپ آرام فرما ہیں، اس قبر میں پاکیزگی وطہارت ہے اور اس میں بخشش وسخاوت اور کرم ہے۔

اَنْتَ الشَّفِيْعُ الَّذِیْ تُرْجٰی شَفَاعَتُہٗ　　عَلَی الصِّرَاطِ اِذَا مَازَلَّتِ الْقَدَمٗ

آپ وہ شفیع ہیں کہ جن کی شفاعت کی امید کی جاتی ہے جب کہ پل صراط پر لوگوں کے قدم پھسل رہے ہوں گے۔

وَصَاحِبَاکَ لَآ اَنْسَاھُمَآ اَبَدًا　　مِنِّی السَّلَامُ عَلَیْکُمْ مَاجَرٰی الْقَلَمٗ

اور آپ کے دو صاحبوں (حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ وعمر رضی اللہ عنہ) کو تو میں کبھی نہیں بھول سکتا، میری طرف سے تم پر سلام ہو جب تک (کہ دنیا میں) قلم چلتا رہے۔

اس پر قبر انور سے آواز آئی قَدْ غُفِرَلَکَ کہ تیری بخشش ہوگئی۔

(جذب القلوب ص 211)

زیارتِ روضۂ انور کی ترغیب میں بہت سی احادیث مبارکہ بھی وارد ہوئی ہیں جن کے متعلق شیخ المحد ثین حضرت شاہ عبدالحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

''اما از انچہ بصریح لفظ زیارت وقوع یافتہ این احادیث است کہ از نقل ثقات بطریق متعددہ بعضے ازاں بدرجہ صحت رسیدہ واکثر بمرتبۂ حسن آمدہ ثبوت یافتہ''۔

(جذب القلوب ص 195)

اور وہ احادیث جن میں صریح لفظ زیارت آیا ہے جن کو ثقہ اماموں نے متعدد سندوں کے ساتھ نقل فرمایا ہے کہ بعض ان میں سے درجہ صحت کو پہنچی ہیں اور اکثر مرتبہ حسن کو ثابت ہوئی ہیں۔ یہ ہیں:

1- حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

مَنْ زَارَ قَبْرِیْ وَجَبَتْ لَہٗ شَفَاعَتِیْ (جذب القلوب ص 195۔ شفاء السقام ص 2۔ کنز العمال 42583۔ دار قطنی ص 2/278۔ کنز العمال: 42583۔ بیہقی 4159)

جس نے میری قبر کی زیارت کی اس کے لئے میری شفاعت واجب ہوگئی۔

2- انہی سے روایت ہے کہ فرمایا حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے:

مَنۡ زَارَ قَبۡرِیۡ حَلَّتۡ لَہٗ شَفَاعَتِیۡ

(شفاء السقام ص14۔ مطبوعہ دکن 1952ء بحوالہ جذب القلوب ص195)

جس نے میری قبر کی زیارت کی اس کے لئے میری شفاعت حلال ہوگئی۔

ان دونوں حدیثوں سے ثابت ہوا کہ روضۂ انور کی زیارت کرنے والے خوش نصیب مؤمنوں کے واسطے حضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی شفاعت واجب وحلال ہوجاتی ہے۔

3- امیر المؤمنین حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا کہ:

مَنۡ زَارَ قَبۡرِیۡ اَوۡ زَارَنِیۡ کُنۡتُ لَہٗ شَفِیۡعًا اَوۡ شَہِیۡدًا۔ وَمَنۡ مَّاتَ فِیۡ اَحِدِی الۡحَرَمَیۡنِ بَعَثَہُ اللّٰہُ مِنَ الۡاٰمِنِیۡنَ یَوۡمَ الۡقِیٰمَۃِ (مسند ابو داؤد طیالسی ص 12' شفاء السقام ص 30' جذب القلوب ص 195، مشکوٰۃ ص 241۔ دار قطنی ص 2/278۔ کنز العمال: 12367، بیہقی 4154، السنن الکبریٰ، 10408)۔

جس نے میری یا میری قبر کی زیارت کی میں اس کا شفیع اور شہید ہوں گا اور جو حرمین میں سے کسی ایک میں مرے گا اللہ اس کو قیامت کے دن امن والوں سے اٹھائے گا۔

اہل علم وعرفان فرماتے ہیں کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم اہل معصیت زائرین کے سفارشی اور اہل اطاعت زائرین کے گواہ ہوں گے اور آپ کی شفاعت وشہادت' قیامت کے دن کی سختی وہولناکی سے امن' معاصی کی بخشش، رفع درجات ومراتب اور بغیر حساب کے جنت میں داخلہ کے لئے ہوگی۔

4- حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا کہ:

مَنۡ حَجَّ فَزَارَ قَبۡرِیۡ بَعۡدَ مَوۡتِیۡ کَانَ کَمَنۡ زَارَنِیۡ فِیۡ حَیَاتِیۡ۔

جس نے حج کیا اور میری قبر کی زیارت کی میری وفات کے بعد تو یہ اس جیسا ہے کہ جس نے میری حیات میں میری زیارت کی۔ (مشکوٰۃ شریف: 2756' شفاء السقام ص

20، جذب القلوب ص 195۔ دار قطنی ص 2/278۔ کنزالعمال 12364، بیہقی: 4154۔السنن الکبریٰ :10409)۔

اس ارشاد گرامی کا یہ مطلب نہیں کہ وہ زائر تمام احکام و وجوہ میں مثل صحابی کے ہو جاتا ہے بلکہ مطلب یہ ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اپنی قبر انور میں حقیقی و جسمانی حیات کے ساتھ زندہ ہیں اور زائر کو آپ کی بارگاہ بیکس پناہ میں حاضر ہو کر ایک خاص سعادت و خصوصیت حاصل ہو جاتی ہے جو اَوروں کو حاصل نہیں ہوتی۔ جیسا کہ صحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین کو آپ کی ظاہری زیارت و صحبت کی وجہ سے ساری امت پر ایک خصوصیت و امتیاز حاصل ہے۔

5-حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

مَنْ جَآءَ نِیْ زَآئِرًا لَا یَعْمَلُهٗ حَاجَةً اِلَّا زِیَارَتِیْ کَانَ حَقًّا عَلَیَّ اَنْ اَکُوْنَ لَهٗ شَفِیْعًا یَوْمَ الْقِیٰمَةِ۔ (طبرانی کبیر حدیث نمبر 13149، شفاء السقام ص 16، جذب القلوب ص 195، کنزالعمال 34923)

جو میری زیارت کو آئے کہ سوائے میری زیارت کے اور کوئی غرض نہ ہو تو مجھ پر حق ہے کہ قیامت کے دن میں اس کا شفیع بنوں۔

6۔حضرت انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

مَنْ زَارَنِیْ فِی الْمَدِیْنَةِ مُحْتَسِبًا کَانَ فِیْ جِوَارِیْ وَ کُنْتُ لَهٗ شَفِیْعًا یَوْمَ الْقِیٰمَةِ۔ (کنزالعمال 42577، شفاء السقام ص 36۔ بیہقی 4157)

جس نے مدینہ میں آ کر میری زیارت کی برائی سے باز رہتے ہوئے بہ نیت ثواب (یعنی اور کوئی غرض نہ ہو) وہ میرے پڑوس میں ہوگا اور قیامت کے دن میں اس کی سفارش کروں گا۔

7-اور ایک روایت میں فرمایا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے:

مَنْ زَارَنِیْ مُتَعَمِّدًا کَانَ فِیْ جِوَارِیْ یَوْمَ الْقِیٰمَةِ (مشکوٰۃ: 2755۔

کنز العمال 12369۔ جذب القلوب ص 196۔ شفاء السقام ص 31۔ بیہقی، 4152)

جو قصداً و عمداً (یعنی بہ نیت زیارت آ کر) میری زیارت کرے وہ قیامت کے دن میرے پڑوس میں ہوگا۔

ان تینوں حدیثوں سے ثابت ہوا کہ زائرین حضرات مدینہ منورہ جاتے ہوئے صرف زیارت روضۂ انور کی نیت کریں۔ یعنی ان کا اصل مقصد صرف زیارت روضۂ انور ہو۔ باقی زیارات وغیرہ سب کچھ اس کے طفیل میں ہو۔ ع

مقصود ذات اوست دگر جملگی طفیل

اعلیٰ حضرت امام اہلسنّت مولانا شاہ احمد رضا خاں صاحب بریلوی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: ؎

اصل مراد حاضری اس پاک در کی ہے
اس کے طفیل حج بھی خدا نے کرا دیئے

روشن انہیں کے عکس سے پتلی حجر کی ہے
کعبہ بھی ہے انہیں کی تجلی کا ایک ظل

لولاک والے صاحبی سب تیرے گھر کی ہے
ہوتے کہاں خلیل و بنا کعبہ و منیٰ

یاد رکھئے! اس راہ میں بہت سے بہکانے والے ملیں گے لہٰذا ان کے بہکانے میں نہ آیئے اور طریق اہل محبت پر ثابت قدم رہتے ہوئے اسی مقصد کے پیش نظر چلئے کہ ہم گنہگار سیاہ کار، سلطان زمین و زماں، سرور کون و مکاں، شفیع عاصیاں، رحمت عالمیاں صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے حضور حاضر ہو رہے ہیں تا کہ ان کی شفاعت خاص کے حق دار ہو جائیں جیسا کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔

وَمَنْ يَّخْرُجْ مِنْۢ بَيْتِهٖ مُهَاجِرًا اِلَى اللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ ثُمَّ يُدْرِكْهُ الْمَوْتُ فَقَدْ وَقَعَ اَجْرُهٗ عَلَى اللّٰهِ (النساء:100)

اور جو اپنے گھر سے اللہ اور اس کے رسول کی طرف ہجرت کرتا ہوا نکلے پھر اس کو موت (راستہ میں) آ لے تو اللہ کے ذمہ اس کا اجر ثابت ہو گیا۔

اور حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا بھی ارشاد ہے:

فَمَنْ كَانَتْ هِجْرَتُهٗ اِلَى اللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ فَهِجْرَتُهٗ اِلَى اللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ۔

(مشکوٰۃ ص 11)

پس جس کی ہجرت اللہ اور اس کے رسول کی طرف ہو تو اس کی ہجرت اللہ اور اس کے رسول کی طرف ہی ہے۔

8- حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا:

مَنْ حَجَّ الْبَیْتَ وَلَمْ یَزُرْنِیْ فَقَدْ جَفَانِیْ۔

(شفاء السقام ص 27، کنز العمال 12365، جذب القلوب ص 196)

جس نے بیت اللہ کا حج کیا اور میری زیارت نہ کی اس نے مجھ پر جفا کی۔

9- حضرت انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا:

مَنْ زَارَنِیْ مَیِّتًا فَکَاَنَّمَا زَارَنِیْ حَیًّا وَمَنْ زَارَ قَبْرِیْ وَجَبَتْ لَهٗ شَفَاعَتِیْ یَوْمَ الْقِیَامَةِ وَمَامِنْ اَحَدٍ مِّنْ اُمَّتِیْ لَهٗ سَعَةٌ ثُمَّ لَمْ یَزُرْنِیْ فَلَیْسَ لَهٗ عُذْرٌ

(شفاء السقام ص 38-37 بحوالہ الدرۃ الثمینہ، جذب القلوب ص 196)

جس نے میری وفات کے بعد میری زیارت کی تو گویا اس نے میری حیاتی میں میری زیارت کی اور جس نے میری قبر کی زیارت کی اس کے لئے قیامت کے دن میری شفاعت واجب ہو گئی اور جو میری امت میں سے میری زیارت کرنے کی طاقت رکھتا ہو اور پھر میری زیارت نہ کرے اس کے لئے کوئی عذر نہ ہو گا۔

10- امیر المؤمنین حضرت علی کرم اللہ وجہہ فرماتے ہیں کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا کہ:

مَنْ زَارَ قَبْرِیْ بَعْدَ مَوْتِیْ فَکَاَنَّمَا زَارَنِیْ فِیْ حَیَاتِیْ-- وَمَنْ لَّمْ یَزُرْ قَبْرِیْ فَقَدْ جَفَانِیْ (شفاء السقام ص 39، جذب القلوب ص 196)۔

جس نے میری وفات کے بعد میری زیارت کی گویا اس نے میری حیاتی میں میری زیارت کی اور جس نے میری قبر کی زیارت نہ کی اس نے مجھ پر جفا کی۔

ان تینوں حدیثوں میں تارک زیارت کے لئے کتنی سخت وعید ہے، بلا شبہ حضور ﷺ کے بے شمار احسانات جو امت پر ہیں ان کے پیش نظر امتیوں کا بہ ہزار عقیدت و محبت حاضر ہونا ہی دلیل غلامی و وفا ہے اور حاضری کا ترک اور اس سے بے رغبتی و بے نیازی ظلم و جفا ہے۔

حضور اکرم ﷺ کا ارشاد ہے:

مَنْ زَارَ قَبْرَ اَبَوَیْهِ فِیْ کُلِّ جُمُعَةٍ اَوْ اَحَدَهُمَا کُتِبَ بَآرًّا وَاِنْ کَانَ فِی الدُّنْیَا ما قبل ذلک بها عَاقًا۔ (جذب القلوب ص212)۔

کہ جو شخص ہر جمعہ کو اپنے ماں باپ کی قبروں یا دونوں میں سے ایک کی قبر کی زیارت کرے تو وہ نیکی کرنے والا لکھا جائے گا اگر چہ اس سے پہلے وہ دنیا میں ماں باپ کا نافرمان ہی کیوں نہ رہا ہوں۔

جب ماں باپ کا نافرمان بیٹا ماں باپ کی قبر کی زیارت کی بدولت نیکوں میں لکھا جاتا ہے۔ تو جن پر ہزار ماں باپ قربان ہوں ان کی زیارت کرنے والا کیوں نہ افضل ترین نیکوں میں لکھا جائے گا۔ نیز فرمایا:

زُوْرُوا الْقُبُوْرَ

کہ قبروں کی زیارت کیا کرو۔ (ابن ماجہ، حدیث نمبر 1569)

علاوہ ازیں آپ ﷺ خود بھی شہدائے احد اور اہل بقیع کی قبور کی زیارت کے لئے تشریف لے جاتے تھے تو جب دوسروں کی قبروں کی زیارت آپ کی سنت اور باعث سعادت و رحمت ہوئی تو خود آپ کی قبر شریف کی زیارت کس قدر ضروری اور باعث سعادت و رحمت ہو گی۔ اللہ تعالیٰ ہر مسلمان کو حضور سید المرسلین، شفیع المذنبین، رحمۃ للعالمین ﷺ کی بارگاہ بیکس پناہ کی حاضری کا سچا ذوق وشوق عطا فرما کر حاضری کے شرف سے مشرف فرمائے۔ آمین ثم آمین بحرمۃ سید المرسلین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم۔

ذوقِ بطحا نہیں تو کچھ بھی نہیں	یہ تمنا نہیں تو کچھ بھی نہیں
جالیاں سامنے ہوں روضے کی	یہ نظارا نہیں تو کچھ بھی نہیں
جان دوں جا کے ان کی چوکھٹ پر	یہ اِرادہ نہیں تو کچھ بھی نہیں
مال اولاد جان سے بڑھ کر	عشق ان کا نہیں تو کچھ بھی نہیں
یہ سمجھ لو کہ دل کی رگ رگ میں	گر مدینہ نہیں تو کچھ بھی نہیں

(بہزاؔد)

مدینہ منورہ کے قیام اور حاضری کے آداب

1-سب سے پہلے نیت خالص زیارت اقدس کی کرے کیونکہ اسی نیت پر سارے افعال واعمال کا دارومدار ہے۔فَمَنْ کَانَتْ هِجْرَتُهٗ اِلَی اللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ فَهِجْرَتُهٗ اِلَی اللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ جیسا کہ پچھلے باب میں مختصر بیان ہو چکا ہے۔

2-پورے راستہ میں عبادت واطاعت میں مشغول رہے خصوصاً فرائض، واجبات اور سنن کا بہت خیال رکھے اوران کو ہرگز ترک نہ ہونے دے۔

3-ذکر الٰہی ،تلاوت کلام پاک اور خصوصاً درودشریف کی کثرت رکھے کیونکہ زائر جب راہِ مدینہ طیبہ میں صلوٰۃ وسلام پڑھتا ہوا آتا ہے تو فرشتوں کا ایک گروہ جو صرف اسی کام پر مقرر ہے بارگاہ رسالت مآب ﷺ میں عرض کرتا ہے کہ فلاں بن فلاں زیارت کے لئے آرہا ہے اوران الفاظ میں صلوٰۃ وسلام کا تحفہ پیش کرتا ہے۔

4-حسن اخلاق، کثرت خیرات اختیار کرے۔

5-حضور اکرم ﷺ کی محبت و الفت کے جذبات میں مغلوب،فرح وسرور سے معمور، شوقِ وصل میں چور،اور شراب محبت سے مخمور ہو جائے۔ اور جوں جوں قریب ہوتا جائے آتش شوق ومحبت کو تیز تر کر دے اور جب مدینہ منورہ قریب آجائے تو ذوق وشوق، عشق ومحبت کے دریا میں غرق ہوجائے۔

قُرْبُ الدِّیَارِ یَزِیْدُ شَوْقَ الْوَالِهٖ	لَاسِیَمَا اِنْ لَّاحَ نُوْرُ جَمَالِهٖ

دیارمحبوب کا قریب ہو جانا عاشق حزیں کے شوق کو بڑھاتا ہے خصوصاً جبکہ اس کا نور جمال ظاہر ہو۔

اَوْ بَشَّرَ الْحَادِیْ بِاَنَّ لَاحَ النَّقَا وبَدَتْ عَلٰی بَعْدِ رُؤُسِ جِبَالِهٖ

یا رہنمائی کرنے والا بشارت دے کہ بے شک ظاہر ہوا القاء یا ظاہر ہو جائیں دور سے وہاں کے پہاڑوں کی چوٹیاں۔

فَهُنَاکَ عِیْلَ الصَّبْرِ مِنْ ذِیْ صَبْوَةٍ وَبَدَا الَّذِیْ یُخْفِیْهِ مِنْ اَحْوَالِهٖ

تو پھر وہاں سے مشتاق دید کا صبر جاتا رہتا ہے اور عاشق کا چھپا ہوا حال ظاہر ہو جاتا ہے۔

(جذب القلوب ص228 ‘وفاء الوفاء ج2 ص1390)

وَلَمَّا رَاَیْنَا مِنْ رَّبُوْعِ حَبِیْبِنَا بِطَیْبَةَ اَعْلَامًا اَثَرْنَ لَنَا الْحُبَّا

جب مدینہ طیبہ میں ہم نے اپنے حبیب کی منزل کے آثار دیکھے تو انہوں نے محبت کی آگ کو بھڑکا دیا۔

نَزَلْنَا عَنِ الْاَکْوَارِ نَمْشِیْ کَرَامَةً لِمَنْ بَانَ عَنْهُ اَنْ نُلِمَّ بِهٖ رُکْبَا

تو ہم اپنی سواریوں سے اتر گئے اور اس کی تعظیم و تکریم میں پیدل چلنے لگے کیونکہ یہ مناسب بات نہ تھی کہ اس کی بارگاہ میں سوار ہو کر جائیں۔

وَبِالتُّرْبِ مِنْهَا اِذْ کَحَلْنَا جُفُوْنَنَا شَفَیْنَا فَلَا بَاْسًا نَخَافُ وَلَا کُرْبَا

اور جب ادب و عقیدت سے وہاں کی مٹی کو آنکھوں کا سرمہ بنایا تو ساری بیماریوں سے شفا ہو گئی پھر نہ کسی قسم کا خوف رہا نہ تکلیف۔ (زرقانی علی المواہب ج8 ص302)

6- جب حرم نبوی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے مینار‘ گنبد خضراء اور مدینہ منورہ کے در و دیوار نظر آ جائیں تو نہایت ذوق و شوق سے اَلصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ عَلَیْکَ یَا رَسُوْلَ اللّٰهِ کی کثرت کرے اور سواری سے اتر جائے کیونکہ اس وقت ملائکہ رحمت پیشوائی کو آتے ہیں اور رحمت و بشارت اور انوار و سرور کے ہدیئے اور تحفے زائرین پر نثار کرتے ہیں اور ہو سکے تو دو نفل شکرانے کے طور پر ادا کرے۔ پھر نہایت عقیدت و محبت سے گویا سر اور آنکھوں کو قدم بنا کر

روتا ہوا چلے:

ہاں ہاں رہِ مدینہ ہے غافل ذرا تو جاگ　　او پاؤں رکھنے والے یہ جا چشم و سر کی ہے

(اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ علیہ)

یارسول اللہ بسوئے خود مرا راہ نما　　تا ز فرق سر قدم سازم زدیدہ پا کنم

(حضرت مولانا جامی علیہ الرحمہ)

لَوْ جِئْتُكُمْ قَاصِدًا اَسْعٰى عَلٰى بَصَرِىْ　　لَمْ اَقْضِ حَقًّا وَّاَىُّ الْحَقِّ اَدَّيْتُ

اگر میں آپ کی خدمت اقدس میں بجائے پاؤں کے آنکھوں سے چل کر حاضر ہوتا تب بھی میں حق ادا نہ کرسکتا تھا اور میں نے اور کون سا حق ادا کیا ہے جو یہ ادا ہوتا۔

7-جب شہر اقدس میں داخل ہو تو پڑھے۔بِسْمِ اللّٰهِ مَاشَآءَ اللّٰهُ لَاقُوَّةَ اِلَّا بِاللّٰهِ رَبِّ اَدْخِلْنِىْ مُدْخَلَ صِدْقٍ وَّاَخْرِجْنِىْ مُخْرَجَ صِدْقٍ اَللّٰهُمَّ افْتَحْ لِىْ اَبْوَابَ وَرَحْمَتِكَ وَارْزُقْنِىْ مِنْ زِيَارَةِ رَسُوْلِكَ صَلَّى اللّٰهِ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَارَزَقْتَ اَوْلِيَآءِ كَ وَاَهْلِ طَاعَتِكَ وَاَنْقِذْنِىْ مِنَ النَّار وَاغْفِرْلِىْ وَارْحَمْنِىْ يَا خَيْرَ مَسْئُوْلٍ۔

8-یہ بات ہمیشہ اپنے پیش نظر رکھے کہ یہ شہر اقدس حبیب دو عالم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کا شہر ہے اس شہر کے گلی کوچوں، میدانوں اور مکانوں میں آپ چلتے پھرتے، بیٹھتے اور آرام کرتے تھے نامعلوم کس کس جگہ آپ کے قدم مبارک پڑے ہیں۔لہٰذا یہاں کی ساری زمین اور یہاں کی ہر چیز قابل تعظیم ہے تو اہل محبت کے طریقے کے مطابق وہاں کی ہر چیز کو بنظر عقیدت و محبت دیکھے۔

امام الائمہ حضرت امام قاضی عیاض رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

وَاَوَّلُ اَرْضٍ مَسَّ جِلْدَ الْمُصْطَفٰى تُرَابُهَا اَنْ تُعَظَّمَ عَرَصَاتُهَا وَتُتَنَسَّمَ نَفَحَاتُهَا وَتُقَبَّلَ رُبُوْعُهَا وَجُدُا رَاتُهَا (شفا شریف ج2 ص46)

جس سر زمین کی مٹی کو حضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے جسم مقدس کے ساتھ لگنے کا شرف حاصل ہوا

ہے لازم ہے کہ اس کے میدانوں کی بھی تعظیم کی جائے اور اس کی ہواؤں کو سونگھا جائے اور اس کے درودیوار کو بوسہ دیا جائے۔

امام الائمہ حضرت امام مالک رضی اللہ عنہ نے اس شخص کو تیس درے مارنے کا حکم دیا تھا جس نے یہ کہا تھا کہ مدینہ منورہ کی مٹی خراب ہے، آپ نے فرمایا: جس سرزمین میں افضل الخلائق آرام فرما ہیں تو کہتا ہے کہ اس سرزمین کی مٹی خراب ہے تو اس لائق تھا کہ تیری گردن ماردی جائے۔ (شفا شریف ج2 ص44)

جس خاک پہ رکھتے تھے قدم سید عالم　　اس خاک پر جان و دل شیدا ہے ہمارا
(اعلیٰ حضرت)

خاک طیبہ از دو عالم خوش تر　　وے خنک شہر کہ دروے و براست
(ڈاکٹر اقبال)

رَائَی الْمَجْنُوْنُ فِی الْبِیْدَآءِ کَلْبًا　　فَمَدَّلَہٗ مِنَ الْاِحْسَانِ ذَیْلاً
مجنوں نے بیاباں میں ایک کتے کو دیکھا تو اس کے واسطے دامن احسان پھیلا دیا۔

فَلَامُوْہَ عَلٰی مَا کَانَ مِنْہُ　　وَقَالُوْا لِمَ مَسَحْتَ الْکَلْبَ نَیْلاً
تو لوگوں نے اس کو اس پر ملامت کیا اور کہا کہ تو نے کیوں اس طرح ہاتھ پھیر کر کتے کو پیار کیا؟

فَقَالَ دَعُوْا الْمَلَامَۃَ اَنَّ عَیْنِیْ　　رَأَتْہُ مَرَّۃً فِیْ حَیِّ لَیْلاً
تو مجنوں نے کہا رہنے دو مجھے ملامت نہ کرو، کیونکہ میری آنکھوں نے اس کو ایک مرتبہ لیلیٰ کے کوچہ میں دیکھا ہے۔ (جذب القلوب ص240)

ہر اک ذرۂ خاک و کوہ و دریا　　فروزاں فروزاں ہے اس شہر میں
(بہزاد)

9- بہتر یہ ہے کہ شہر اقدس میں داخل ہونے سے پہلے بئر علی یا کسی اور مقام پر غسل کرے اور اگر ایسا نہ کر سکے تو شہر میں داخل ہونے کے بعد حاضری سے پہلے غسل کرے اور

پاک وصاف لباس پہنے، خوشبو لگائے' داڑھی وسر میں کنگی کرے غرضیکہ جتنی بھی نظافت و طہارت ہو سکے عمل میں لائے اور پھر عاجزی وانکساری کے ساتھ بارگاہ اقدس میں نگاہیں نیچی کیئے حاضر ہو۔ ؎

جس جگہ کرتے ہیں جان وروح دل پیہم طواف   دیکھنے ہم بھی جہانِ عشق کا کعبہ چلیں
(بہزاد)

10-اگر حاضری سے پہلے کچھ صدقہ وخیرات کرے تو یہ مستحب ہے اور ذریعۂ خیر و برکت اور طہارت ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

يَآاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا اِذَا نَاجَيْتُمُ الرَّسُوْلَ فَقَدِّمُوْا بَيْنَ يَدَيْ نَجْوٰكُمْ صَدَقَةً ؕ ذٰلِكَ خَيْرٌ لَّكُمْ وَ اَطْهَرُ ؕ فَاِنْ لَّمْ تَجِدُوْا فَاِنَّ اللّٰهَ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ ﴿۱۲﴾ (المجادلہ)

اے ایمان والو! جب تم رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے راز و نیاز کی باتیں کیا کرو تو اس سے پہلے صدقہ دے دیا کرو یہ تمہارے لئے خیر و برکت اور طہارت کا موجب ہے اور اگر تم (صدقہ دینے کی طاقت) نہ پاؤ تو بیشک اللہ بخشنے والا مہربان ہے۔

11-بہتر یہ ہے کہ باب جبریل سے داخل ہو اور داخل ہونے سے پہلے کچھ توقف کرے کہ گویا اذن حضوری مانگتا ہے پھر اعتکاف کی نیت کرے (☆) اور دایاں پاؤں اندر رکھے اور پڑھے۔

اَعُوْذُ بِاللّٰهِ الْعَظِيْمِ وَبِوَجْهِهِ الْكَرِيْمِ مِنَ الشَّيْطَانِ الرَّجِيْمِ بِسْمِ اللّٰهِ وَلَاحَوْلَ وَلَا قُوَّةَ اِلَّا بِاللّٰهِ اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ مَاشَآءَ اللّٰهُ اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى سَيِّدِنَا وَمَوْلَانَا مُحَمَّدٍ وَّعَلٰى آلِهٖ وَاَصْحَابِهٖ وَبَارِکْ وَسَلِّمْ اَللّٰهُمَّ اغْفِرْلِیْ ذُنُوْبِیْ وَافْتَحْ لِیْ اَبْوَابَ رَحْمَتِکَ اَلسَّلَامُ عَلَيْکَ اَيُّهَا النَّبِیُّ وَرَحْمَةُ اللّٰهِ وَبَرَكَاتُهٗ اَلسَّلَامُ عَلَيْنَا وَعَلٰى عِبَادِ

☆۔نیت اعتکاف کی یہ ہے۔ نَوَيْتُ سُنَّةَ الْاِعْتِکَافِ۔ ۱۲

اللّٰهِ الصَّالِحِيْنَ۔

12۔ مسجد شریف میں داخل ہوکر مسجد کی زیب وزینت، نقش ونگار، فرش وفروش اور فانوس وغیرہ کی طرف التفات نہ کرے بلکہ نہایت عاجزی وانکسار، ہیبت وقار اور ادب واحترام کے ساتھ چلے اور حجرۂ شریفہ کے پیچھے سے سیدھا سرانور کی طرف ریاض الجنۃ میں آئے اور محراب النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میں دو رکعت نماز بہ نیت تحیۃ المسجد پڑھے اور قرأت میں طوالت اختیار نہ کرے بلکہ پہلی رکعت میں سورۂ فاتحہ کے بعد قُلْ يٰۤاَيُّهَا الْكٰفِرُوْنَ اور دوسری میں قُلْ هُوَ اللّٰهُ اَحَدٌ پر اکتفا کرے۔ اگر فرض نماز ہورہی ہو یا اس کی تکبیر ہورہی ہو تو اس وقت تحیۃ المسجد نہ پڑھے بلکہ فرض نماز میں شرکت کرے اور اسی میں تحیۃ المسجد کی بھی نیت کرے ثواب مل جائے گا۔ اسی طرح اگر ایسے وقت میں جائے جبکہ نوافل پڑھنا مکروہ ہوں جیسا کہ بعد عصر تو اس وقت بھی تحیۃ المسجد نہ پڑھے۔ نیز اگر محراب النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میں کثرت ہجوم وغیرہ کی وجہ سے نفل پڑھنا میسر نہ آئے تو اس کے قریب یا ریاض الجنۃ میں جہاں بھی جگہ ہو پڑھ لے کہ فرمان اقدس صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہے کہ میرے گھر اور میرے منبر کے درمیان کا ٹکڑا جنت کے باغوں میں سے ایک باغ ہے۔ (بخاری، حدیث نمبر 1195)

نماز سے فارغ ہوکر اللہ تبارک وتعالیٰ کا لاکھ لاکھ شکر ادا کرے کہ اس نے یہ نعمت عظمیٰ عطا فرمائی اور اس سے سعادت دارین کے حصول اور عمرہ وحج وزیارت کے قبول ہونے کی دعا کرے اور یقین جانے کہ یہ وہ درگاہ عالی واشرف ہے کہ کوئی طالب صادق اور فقیر و سائل یہاں سے مردود ونامراد نہیں لوٹا۔ ؎

منگتے کا ہاتھ اٹھتے ہی داتا کی دین تھی　　　دوری قبول وعرض میں بس ہاتھ بھر کی ہے

13- تحیۃ المسجد کے بعد مواجہہ شریف کی طرف چلے، مواجہہ شریف وہ جانب ہے جو حضور پرنور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے چہرۂ اقدس کے سامنے ہے، اس جانب ستونوں کے درمیان تین سنہری مقدس جالیاں ہیں، درمیان کی جالی مبارک میں تین سوراخ ہیں دو دائیں جانب اور ایک بائیں جانب۔ بائیں جانب والا حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور دائیں جانب والا پہلا حضرت ابوبکر

صدیق اور دوسرا حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہما کے چہرۂ مبارک کے سامنے ہے۔

خبردار خبردار! وہاں سطوتِ احمدی اور عظمتِ محمدی صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کو پیش نظر رکھتے ہوئے انتہائی عجز و انکسار، خضوع و خشوع اور ادب و احترام کے ساتھ شرم گناہ سے لرزتے کانپتے گردن جھکائے، آنکھیں نیچی کئے، عفو و کرم کی امید رکھتے ہوئے دست بستہ چلے کہ بہت بڑی سرکار کے سامنے حاضری ہو رہی ہے۔

اف بے حیائیاں کہ یہ مونھ اور تیرے حضور
ہاں تو کریم ہے تیری خو درگزر کی ہے

تجھ سے چھپاؤں منھ تو کروں کس کے سامنے
کیا اور بھی کسی سے توقع نظر کی ہے

اور یہ اعتقاد رکھے کہ بلا شک و شبہ حضور سید المرسلین، رحمۃ للعالمین، شفیع المذنبین، حبیب رب العالمین، سلطان دارین صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم سچی، حقیقی، جسمانی، دنیاوی حیات سے ویسے ہی زندہ و موجود ہیں جیسے وفات شریف سے پہلے تھے اور ہمارے تمام احوال کو ملاحظہ فرما رہے ہیں اور ہماری آوازوں کو سن رہے ہیں۔ چنانچہ امام محمد ابن حاج مکی اور امام احمد قسطلانی اور ائمہ دین رحمہم اللہ تعالیٰ علیہم فرماتے ہیں:

لَافَرْقَ بَیْنَ مَوْتِہٖ وَحَیَاتِہٖ (صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ) فِیْ مُشَاھَدَتِہٖ لِاُمَّتِہٖ وَمَعْرِفَتِہٖ بِاَحْوَالِھِمْ وَنِیَّاتِھِمْ وَعَزَآئِمِھِمْ وَخَوَاطِرِھِمْ وَذٰلِکَ عِنْدَہٗ جَلِیٌّ لَاخِفَآءَ بِہٖ۔

(مدخل ج1 ص215، زرقانی علی المواہب ج8 ص305)

کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی حیات و وفات میں اس بات میں کچھ فرق نہیں کہ آپ اپنی امت کو دیکھ رہے ہیں اور ان کی حالتوں اور ان کی نیتوں اور ان کے ارادوں اور ان کے دلوں کے خیالوں کو جانتے پہچانتے ہیں اور یہ سب آپ پر ایسا روشن ہے جس میں اصلاً کوئی پوشیدگی نہیں۔

اے مقدر یہ تیری کرم باریاں سامنے آ گئیں وہ حسین جالیاں
جس جگہ سر تو سر روح جھکنے لگی وہ جگہ آ گئی وہ مقام آ گیا

اب اس سوراخ کے سامنے آئے جو آپ ﷺ کے چہرۂ انور کے سامنے ہے اور نہایت ادب واحترام کے ساتھ کم ازکم چار ہاتھ کے فاصلے پر آپ کی طرف مونھ اور قبلہ کو پیٹھ کر کے اس طرح ہاتھ باندھ کر کھڑا ہو جیسا کہ نماز میں کھڑا ہوتا ہے۔ لباب وشرح لباب واختیار شرح مختار و عالمگیری وغیرہا مستند ومعتمد کتابوں میں اس ادب کی تصریح موجود ہے کہ **يَقِفُ كَمَا يَقِفُ فِي الصَّلٰوةِ** حضور ﷺ کے سامنے اس طرح کھڑا ہو جیسا کہ نماز میں کھڑا ہوتا ہے (☆)۔ جالی شریف کو بوسہ دینے اور ہاتھ لگانے سے بچے کہ ادب کے خلاف ہے۔ یہ ان کی رحمت کیا کم ہے کہ اپنے حضور بلایا اور اپنی نگاہِ کرم کے سامنے خصوصی قرب بخشا اور یہ بات دونوں جہان میں کافی ہے۔

کرسی سے اونچی کرسی اسی پاک گھر کی ہے ۔۔۔ معراج کا سماں ہے کہاں پہنچے زائرو

پھر رد ہو کب یہ شان کریموں کے در کی ہے ۔۔۔ مجرم بلائے آئے ہیں جَاؤُكَ ہے گواہ

اب نہایت ادب وانکسار سے تعظیم وتکریم بجالائے اور معتدل آواز (نہ بلند وسخت کہ اس سے عمل اکارت ہو جاتے ہیں اور نہ نہایت نرم کہ خلافِ سنت ہے) کے ساتھ سلام عرض

☆۔ **لطیفه**: گزشتہ سال ۱۳۸۳ھ میں حضرت مولانا مفتی احمد یار خاں صاحب بدایونی ثم گجراتی اور میں نے دار العلوم دیوبند کے مہتمم مولوی قاری طیب صاحب کو دیکھا کہ وہ جالیوں کے آگے چہرۂ انور کے سامنے ہاتھ چھوڑ کر کھڑے سلام پڑھ رہے تھے۔ جب وہ فارغ ہو کر ایک طرف ہوئے تو میں اور مفتی صاحب دونوں ان کے پاس گئے۔ میں نے مہتمم صاحب سے سوال کیا کہ روضۂ انور پر حاضر ہو کر سلام عرض کرنے کے وقت ہاتھ باندھ کر کھڑا ہونا چاہیئے یا ہاتھ چھوڑ کر؟ کہنے لگے اصل مسئلہ تو یہی ہے کہ ہاتھ چھوڑ کر نہایت ادب سے کھڑا ہو۔ میں نے کہا پھر فقہائے حنیفہ کا کتب فقہ میں تصریح فرمانا کہ وَيَقِفُ كَمَا يَقِفُ فِي الصَّلٰوةِ (اسی طرح کھڑا ہو جس طرح کہ نماز میں کھڑا ہوتا ہے) اصل مسئلہ کے خلاف ہوگا؟ کہنے لگے بعض فقہاء نے اس کے خلاف بھی لکھا ہے اور قرآن میں صاف طور پر موجود ہے وَقُومُوا لِلّٰهِ قَانِتِيْنَ! میں نے کہا اس آیت میں ہاتھ باندھنے کا کہاں ذکر ہے اس میں تو قیام للہ کا حکم ہے اور آپ قیام للرسول ﷺ کر چکے ہیں اور فرما بھی چکے ہیں کہ نہایت ادب سے کھڑا ہو۔ کہنے لگے اصل میں یہ احوال پر موقوف ہے لہٰذا اپنی حالت دیکھے اگر عشق کا غلبہ ہو تو ہاتھ باندھ لے۔ میں نے کہا فقہاء کرام کا ارشاد مغلوب العشق لوگوں کے لئے ہے یا اہل اسلام کے لئے؟ کہنے لگے آپ نے اگر مناظرہ کرنا ہے تو میری قیام گاہ پر آئیے میں فلاں جگہ ٹھہرا ہوا ہوں یہ کہہ کر چلے گئے۔ حضرت مفتی صاحب جو بالکل خاموش کھڑے تھے میری اس گفتگو سے بہت خوش ہوئے اور دعائیں دیں اور فرمایا یہ لوگ نام کے حنفی ہیں۔

کرے جو اسی کتاب کے ص پر مذکور ہے۔

ایک روایت میں ہے کہ جو شخص حضور انور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی قبر مبارک کے پاس کھڑے ہو کر پہلے پوری آیت پڑھے اِنَّ اللّٰہَ وَ مَلٰٓئِکَتَہٗ یُصَلُّوْنَ عَلَی النَّبِیِّ ؕ یٰٓاَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا صَلُّوْا عَلَیْہِ وَ سَلِّمُوْا تَسْلِیْمًا (الاحزاب :56) پھر اس کے بعد ستر مرتبہ کہے صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْکَ یَا مُحَمَّدُ۔ تو ایک فرشتہ کہتا ہے اے شخص! اللہ تعالیٰ تجھ پر رحمت نازل کرتا ہے اور اس کی ہر حاجت پوری کر دی جاتی ہے۔

(شرح شفا ملا علی قاری، ص 1/151۔ زرقانی علی المواہب ج 8 ص 307)

14- سلام کے بعد اللہ تبارک وتعالیٰ سے حضور سید عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے وسیلۂ جلیلہ سے دعا کرے اور حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے شفاعت کی درخواست کرے۔ دعا کے وقت مونھ آپ کی طرف سے ہرگز نہ پھیرے بلا شبہ آپ قبلہ کے بھی قبلہ ہیں۔ بعض لوگ وہیں چہرۂ انور کی طرف پشت کر کے قبلہ رو ہو کر دعا مانگنا شروع کر دیتے ہیں یہ ادب کے سخت خلاف ہے۔ آپ کا چہرۂ انور اور ہماری پیٹھ توبہ توبہ۔

خلیفہ منصور عباسی نے حضرت امام مالک رضی اللہ عنہ سے پوچھا دعا کے وقت حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی طرف مونھ کروں یا قبلہ کی طرف؟ فرمایا:

وَلِمَ تَصرِفُ وَجھَکَ عَنہُ وَھُوَ وَسِیلَتُکَ وَ وَسِیلَۃُ اَبِیکَ اٰدَمُ عَلَیہِ السَّلَامُ اِلَی اللّٰہِ تَعَالٰی یَومَ القِیٰمَۃِ۔ بَلِ اسْتَقبِلہُ وَاستَشفِع بِہٖ فَیُشَفِّعَہُ اللّٰہُ قَالَ اللّٰہُ تَعَالٰی وَلَو اَنَّھُم اِذ ظَلَمُوا اَنفُسَھُم جَآؤُکَ (الآیۃ) (شفا شریف ج 2 ص 33، زرقانی علی المواہب ج 8 ص 313)۔

حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی طرف سے کیوں مونھ پھیرتا ہے جب کہ وہ تیرے اور تیرے باپ آدم علیہ السلام کے بھی اللہ کی بارگاہ میں قیامت کے دن وسیلہ ہیں۔ حضور کی طرف مونھ کر اور آپ سے شفاعت طلب کر۔ پس اللہ تعالیٰ ان کی شفاعت قبول کرے گا۔ وہ فرماتا ہے:

وَلَوْ اَنَّھُمْ اِذْ ظَّلَمُوْٓا اَنْفُسَھُمْ جَآءُوْكَ الآیۃ ۔(النساء:64)

امام مالک رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ابن وہب کی روایت میں ہے۔

اِذَا سَلَّمَ عَلَی النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ وَدَعَا یَقِفُ وَوَجْھُہٗ اِلَی الْقَبْرِ لَا اِلَی الْقِبْلَۃِ

(شفاء ج2 ص70، زرقانی علی المواہب ج8 ص313)

کہ جب کوئی زائر نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم پر سلام عرض کرے اور دعا کرے تو دعا کے وقت اس کا مونھ قبر انور کی طرف ہو قبلہ کی طرف نہ ہو۔

اور اگر بالفرض کسی تنگ نظر کو یہ گوارا نہ ہو کہ وہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی طرف مونھ کر کے دعا مانگے تو کم از کم اتنا ضرور ہو کہ وہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی طرف پشت کر کے بے ادبی کا مرتکب بھی نہ ہو بلکہ مبارک قدموں کی طرف ذرا آگے ہو کر قبلہ رو ہو کر دعا مانگ لے لیکن اہل ایمان و محبت جانتے ہیں کہ جب روضۂ انور کا اندرونی حصہ بیت اللہ شریف اور عرش معلٰی و کرسی سے افضل ہے تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ذات اقدس کا کیا کہنا۔

بہر صورت زائر کو چاہئے کہ کثرت سے دعائیں مانگے اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا وسیلہ پکڑے اور آپ سے شفاعت طلب کرے بلاشبہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ذات اقدس ایسی ہے کہ کوئی طالب صادق نامراد نہیں پھرا۔

اُن کے طالب نے جو چاہا پالیا   ان کے سائل نے جو مانگا مل گیا
ان کے کرم سے بھر گیا دامانِ آرزو   اتنا ملا کہ اب کوئی حاجت نہیں رہی

15- اگر کسی عزیز یا دوست نے سلام و دعا کے لئے کہا ہو تو اس کی طرف سے بھی بارگاہَ اقدس میں عرض کرے۔ اَلسَّلَامُ عَلَیْکَ یَارَسُوْلَ اللّٰہِ مِنْ فُلَانِ بْنِ فُلَانٍ یَسْتَشْفِعُ بِکَ اِلٰی رَبِّکَ۔

16- حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بارگاہ میں سلام عرض کرنے کے بعد تھوڑا سا دائیں طرف ہو کر حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ پر سلام پڑھے جو اسی کتاب کے ص110 پر مذکور ہے پھر ایک قدم اور دائیں طرف ہٹ کر حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ پر سلام پڑھے جو ص

پر مذکور ہے۔ پھر ان دونوں حضرات کے درمیان میں کھڑا ہو کر ان دونوں پر سلام پڑھے جو وہیں مذکور ہے اور دعا کرے۔ اور ان دونوں مقدس حضرات سے بھی عرض کرے کہ آپ حضور ﷺ کی بارگاہِ اقدس میں سفارش کریں۔

17- حضرات شیخین رضی اللہ عنہما پر سلام عرض کر کے پھر حضور سید عالم ﷺ کے چہرۂ انور کے سامنے حاضر ہو اور آپ پر کثرت سے درود و سلام بھیجے۔

18- پھر ریاض الجنۃ میں آ کر شکرانے کے دو نفل پڑھے اور اللہ تعالیٰ کی خوب حمد و ثنا کرے اور اس کا لاکھ لاکھ شکر ادا کرے جس نے اس نعمت عظمیٰ سے سرفراز فرمایا۔

19- منبر شریف کے پاس آ کر بھی دعا کرے اور اس پر تبرکاً ہاتھ پھیر کر موںھ پر بھی پھیرے۔ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما منبر پر حضور ﷺ کے بیٹھنے کی جگہ پر ہاتھ پھیر کر اپنے موںھ پر پھیرتے تھے۔ (شفا شریف ص 2/70)

20- اس کے بعد اسطوانہ حنانہ کے پاس آ کر جو محراب نبی ﷺ کے ساتھ ہی دائیں طرف ہے، درود شریف کی کثرت اور دعا کا اہتمام کرے۔

21- دوسرے مشہور ستونوں کے پاس درود شریف، نوافل اور دعا کی کثرت رکھے۔

22- نماز اور بغیر نماز میں روضۂ انور کی طرف ہرگز پشت نہ کرے، خصوصاً مسجد شریف کے اندر اس کا بہت ہی زیادہ خیال رکھے۔

23- مدینہ منورہ کے قیام میں روضۂ انور ﷺ پر حاضری درود شریف، تلاوت قرآن کریم، نوافل اور ذکر و فکر کی کثرت کا اہتمام رکھے۔ زیادہ سونے اور فضول کاموں اور باتوں میں یہ قیمتی اور نہایت اہم وقت ضائع نہ کرے، کم از کم ایک کلام پاک ضرور ختم کرے۔

دیکھی ہیں جب سے گنبد خضرا کی جھلکیاں ۔۔۔ کچھ اور دیکھنے کی ضرورت نہیں رہی

(بہزاد)

24- جب تک مدینہ منورہ میں رہے خصوصاً حاضری مسجد شریف کے وقت ہرگز شور و شغب نہ کرے اور نہ چلا کر کچھ پڑھے اور بولے، اس بات کا بہت ہی زیادہ خیال رکھے۔

اللہ تبارک وتعالیٰ ارشاد فرماتا ہے:

يَاۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا تَرْفَعُوْۤا اَصْوَاتَكُمْ فَوْقَ صَوْتِ النَّبِيِّ وَلَا تَجْهَرُوْا لَهٗ بِالْقَوْلِ كَجَهْرِ بَعْضِكُمْ لِبَعْضٍ اَنْ تَحْبَطَ اَعْمَالُكُمْ وَ اَنْتُمْ لَا تَشْعُرُوْنَ ۝۲ اِنَّ الَّذِيْنَ يَغُضُّوْنَ اَصْوَاتَهُمْ عِنْدَ رَسُوْلِ اللّٰهِ اُولٰٓئِكَ الَّذِيْنَ امْتَحَنَ اللّٰهُ قُلُوْبَهُمْ لِلتَّقْوٰى ؕ لَهُمْ مَّغْفِرَةٌ وَّ اَجْرٌ عَظِيْمٌ ۝۳ (الحجرات)

اے ایمان والو! اپنی آوازیں نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی آواز سے اونچی نہ کرو اور ان کے حضور بات چلا کر نہ کہو جیسے آپس میں ایک دوسرے کے سامنے چلاتے ہو کہ کہیں تمہارے عمل برباد نہ ہو جائیں اور تمہیں خبر بھی نہ ہو بے شک وہ لوگ جو اپنی آوازیں پست رکھتے ہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس یہ وہی ہیں جن کے دلوں کو اللہ نے تقویٰ و پرہیزگاری کے لئے آزما لیا ہے، ان کے لئے مغفرت اور اجر عظیم ہے۔

حضرت سائب بن یزید رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں مسجد میں کھڑا تھا، حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے ایک کنکری مجھے مار کے اشارہ سے اپنی طرف بلایا اور فرمایا: یہ دو آدمی جو بول رہے ہیں ان کو میرے پاس لاؤ، میں لے آیا، فرمایا:

مِنْ اَيْنَ اَنْتُمَا؟ قَالَا: مِنْ اَهْلِ الطَّآئِفِ! قَالَ لَوْ كُنْتُمَا مِنْ اَهْلِ الْبَلَدِ لَاَوْجَعْتُكُمَا، تَرْفَعَانِ اَصْوَاتَكُمَا فِيْ مَسْجِدِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ۔ (بخاری شریف حدیث نمبر 470)

تم کہاں کے رہنے والے ہو؟ انہوں نے کہا طائف کے! فرمایا اگر تم اس شہر کے رہنے والے ہوتے تو تمہیں بہت تکلیف پہنچاتا تم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی مسجد میں آوازیں بلند کر رہے ہو۔

گویا اجنبی اور آداب سے ناواقف ہونے کی وجہ سے معذور قرار دیئے گئے ورنہ سزا کے مستحق تھے۔

ام المؤمنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا جب قریب کہیں کیل یا میخ وغیرہ ٹھوکنے

کی آواز سنتیں۔

فَتُرْسِلَ اِلَیْھِمْ لَاتُؤْذُوْا رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ۔

(زرقانی علی المواہب ج8ص304)

توکسی کو بھیج کران کوروکتیں اورفرماتیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کواذیت نہ پہنچاؤ۔

امیر المؤمنین حضرت علی کرم اللہ وجہہ کواپنے مکان کے کواڑ بنوانے کی ضرورت پیش آئی توبنانے والوں کوہدایت فرمائی کہ شہر کے باہر بقیع کے علاقہ میں بناکرلائیں تاکہ لکڑی کے کاٹنے بنانے کی آواز حضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی اذیت کاباعث نہ ہو۔

(زرقانی علی المواہب ج8ص304)

حضرت محمد بن مسلمہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

لَایَنْبَغِیْ لِاَحَدٍ اَنْ یَّعْتَمِدَ الْمَسْجِدِ بِرَفْعِ الصَّوْتِ وَلَا بِشَیْءٍ مِّنَ الْاَذٰی وَ اَنْ یُّنَزِّھه عَمَّا یُکْرِہَ۔ (شفاشریف ج2ص160)

کسی کے لئے بھی لائق نہیں ہے کہ مسجد شریف میں آواز بلند کرے اورکوئی ایسا کام کرے جو"دوسروں کے لئے باعث"اذیت ہواور مسجد کوہرناپسندیدہ امرسے پاک رکھے۔

حضرت ملاعلی قاری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

قَوْلُهٗ تَعَالٰی لَاتَرْفَعُوْا اَصْوَاتَکُمْ فَوْقَ صَوْتِ النَّبِیِّ وَھُوَ حَیٌّ حَاضِرٌ بَعْدَ مَمَاتِہٖ کَمَا کَانَ فِیْ حَالِ حَیَاتِہٖ (شرح شفاج2ص160)

اللہ تعالیٰ کافرمان ہے کہ اپنی آوازیں نبی صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی آواز سے بلند نہ کرو۔ اوروہ (نبی صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم) اپنی وفات کے بعد بھی اسی طرح زندہ وحاضر ہیں جس طرح کہ وفات سے پہلے تھے۔

علامہ امام قسطلانی وعلامہ زرقانی رحمۃ اللہ علیہما فرماتے ہیں:

فَیَجِبُ الْاَدَبُ مَعَهٗ کَمَا فِیْ حَیَاتِہٖ اذ ھُوَ حَیٌّ فِیْ قَبْرِہٖ یُصَلِّیْ فِیْہِ بِاَذَانٍ وَّ اِقَامَةٍ (زرقانی علی المواہب ج8ص304)۔

حضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے ساتھ ادب کا وہی معاملہ ہونا چاہئے جوآپ کی حیات میں تھا کیونکہ

آپ اب بھی اپنی قبر انور میں زندہ ہیں اور اذان و اقامت کے ساتھ نماز بھی پڑھتے ہیں۔

کیا پوچھتے ہو حال دیارِ رسول اللہ کا　　ہم کو تو سر بسجدہ دو عالم ادھر ملے
(بہزاد)

خبردار! مسجد شریف اور خصوصاً مواجہہ شریف میں جوتیاں ہرگز نہ لے کر جاؤ کہ ادب کے خلاف ہے۔ اللہ تعالیٰ نے جلیل القدر پیغمبر حضرت موسیٰ علیہ السلام سے فرمایا تھا کہ فَاخْلَعْ نَعْلَيْكَ ۚ اِنَّكَ بِالْوَادِ الْمُقَدَّسِ طُوًى ۔ (طٰہٰ :12) یعنی اپنے جوتے اتار دو کیونکہ تم ایک مقدس وادی طویٰ میں ہو۔

اے محبّ رسول صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم! ذرا غور کر جب اس مقدس وادی طویٰ میں جوتے اتارنے کا حکم دیا گیا تو کیا حرم نبوی صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم مقدس نہیں ہے؟ بلکہ اس سے بڑھ کر مقدس ہے اور پھر کہاں اللہ تعالیٰ کے نبی حضرت موسیٰ علیہ السلام کے جوڑے اور کہاں ماؤ شما کے جوتے۔ لہٰذا ادب واحترام کا تقاضا یہی ہے کہ آپ کی مسجد پاک میں جوتیاں نہ لے جائی جائیں بلکہ دروازوں پر بواب صاحبان کے پاس رکھو جو اسی کام کے لئے مقرر ہیں اور آتے وقت حسبِ توفیق ان کی کچھ خدمت کردو۔

وہ طیبہ جو ہے قبلۂ دو جہاں　　وہ طیبہ جو ہے کعبۂ عاشقاں
وہ طیبہ جہاں پر کہ آسودہ ہیں　　شہ مرسلین تاج دارِ جہاں

26- مسجد شریف میں قرآن کریم کے ادب کا ہر وقت خیال رکھو۔ بعض لوگ اس کا بالکل خیال نہیں کرتے اور اوپر سے گزر جاتے ہیں معاذ اللہ۔ یہ سخت بے ادبی ہے اور بعض لوگ اپنی جوتیاں اونچی کر کے لئے پھرتے ہیں، بعض لوگ ایک دوسرے سے ادھر ادھر کی باتیں کرتے اور ہنستے ہیں اور بعض لوگ عورتوں کی طرف دیکھتے ہیں معاذ اللہ استغفر اللہ۔ حضور سید عالم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے حرم پاک میں ایسی بے ادبیاں اور گستاخیاں؟ لہٰذا ان باتوں سے بچو اور کوئی خلاف شرع و ادب کام نہ کرو۔

27- جب تک مسجد شریف کے اندر رہو بار بار حجرہ مطہرہ کی طرف بنظر عقیدت ومحبت

دیکھو کہ خالق ومخلوق کے محبوب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اس میں جلوہ افروز ہیں۔

28- مسجد شریف سے باہر ہوتے ہوئے بھی بنظر عقیدت ومحبت قبۂ اقدس پر نظر جماؤ اور درود شریف پڑھو۔کبھی کبھی عاشقانہ ووالہانہ انداز سے چپ چاپ دیکھتے رہو۔

یہ سمجھ کر قابل سجدہ نہیں اپنی جبیں دور ہی سے ہم کسی کا آستاں دیکھا کئے

مرا قبلۂ عشق ہے سبز گنبد مرا کعبۂ شوق کوئے محمد

29- کوشش کرے کہ وہاں کے قیام میں کوئی نماز بغیر جماعت کے نہ ہو بلکہ ہر نماز باجماعت مسجد نبوی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میں ہو۔یادرکھو! بدعقیدہ وبےادب کے پیچھے ہرگز نماز نہیں ہوتی اور فاسق معلن مثلاً داڑھی منڈوانے یا حد شرع سے کم رکھنے والے کے پیچھے نماز مکروہ تحریمی واجب الاعادہ ہے۔

30- جب کبھی رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے روضۂ انور کے قریب سے گزرنے کا اتفاق ہو تو دست بستہ کھڑے ہو کر سلام عرض کر کے آگے بڑھو' بغیر سلام کے ہرگز نہ گزرو۔

حضرت ابوحازم صحابی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ایک صاحب میرے پاس آئے اور کہا کہ میں نے خواب میں حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی زیارت کی ہے، آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ ابوحازم سے کہہ دینا کہ تم میرے پاس سے گزر جاتے ہو اور کھڑے ہو کر سلام بھی نہیں کرتے ،اس کے بعد حضرت ابوحازم کا یہ معمول ہو گیا تھا کہ جب بھی آپ کے قریب سے گزرتے کھڑے ہو کر سلام عرض کر کے آگے بڑھتے۔(وفاء الوفاء ج3 ص 1407)

31- ہو سکے تو ہر روز زیارت روضۂ انور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بعد بقیع شریف میں حاضری دو کہ وہاں حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اہل بیت اطہار' صحابۂ کبار' ازواج مطہرات' عمات وبنات اور بیشمار برگزیدہ ہستیاں آرام فرما ہیں' خبردار! وہاں بھی جوتے پہن کر اندر نہ جاؤ بلکہ جوتے اتار کر ادب واحترام کے ساتھ جاؤ اور مزاراتِ مبارکہ پر وہی سلام عرض کرو جو بقیع شریف کے ذکر میں مذکور ہو چکے ہیں (☆)۔

(☆) کچھ برس پہلے بقیع شریف کو وسیع کر کے نئی عمدہ چار دیواری بنا دی گئی ہے اور اندر پختہ (بقیہ اگلے صفحہ پر)

32-اسی طرح ہوسکے تو ہر روز ورنہ ہر پنجشنبہ کو شہدائے احد رضی اللہ عنہم کی زیارت کے لئے حاضر ہو اور وہاں حاضر ہو کر سب سے پہلے نہایت ادب واحترام کے ساتھ سید الشہداء حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ کے مزار پر انوار پر حاضری دو کہ آپ حضور ﷺ کے سب چچوں میں افضل ہیں پھر دوسرے شہدائے کرام رضی اللہ عنہم کے مزارات پر حاضری دو، ان کے مزارات سید الشہداء کے سر انور کی جانب تقریباً ایک فرلانگ کے فاصلہ پر ایک چار دیواری میں ہیں نیز جبل احد شریف کی بھی زیارت کرو اور اس کو بنظر عقیدت ومحبت دیکھو کیونکہ یہ پہاڑ حضور ﷺ کا محبّ ومحبوب ہے اور بڑی فضیلت والا ہے۔ شہدائے احد پر جو سلام عرض کرنا ہے جبل احد کے بیان میں ص 147 پر مذکور ہو چکا ہے۔

33- سید الشہداء رضی اللہ عنہ کی پشت مبارک کی طرف تقریباً دو فرلانگ کے فاصلہ پر وہ مقام ہے جہاں حضور ﷺ کا دندان مبارک شہید ہوا تھا اس مقام پر ایک چھوٹی سی مسجد جس پر قبہ تھا تعمیر تھی اور مسجد قبۃ الثنایا کے نام سے مشہور تھی، موجودہ حکومت نے اس مسجد وقبہ کو شہید کر دیا ہے لیکن اس کے آثار موجود ہیں، ہوسکے تو وہاں بھی حاضری دو اور درود شریف پڑھو اور دعا مانگو۔

34- قبۃ الثنایا کے آگے اسی جانب احد پہاڑ میں وہ مقام ہے جس میں حضور ﷺ احد کی لڑائی میں زخمی ہو کر تشریف فرما ہوئے تھے۔ جب کہ ابوسفیان نے ایک پہاڑی پر چڑھ کر پکارا تھا کہ یہاں محمد ﷺ ہیں؟ آپ نے اپنے صحابہ سے فرمایا کہ کوئی جواب نہ دے پھر ابوسفیان نے حضرت ابوبکر اور حضرت عمر (رضی اللہ عنہما) کا نام لے کر پکارا۔ جب کوئی جواب نہ پایا تو پکار کر بولا سب مارے گئے، حضرت عمر سے ضبط نہ ہوسکا فرمایا او دشمنِ خدا! ہم سب زندہ ہیں، ابوسفیان نے کہا اُعلُ ھُبَلُ (اے ہبل تو اونچا رہ)۔

(بقیہ صفحہ گزشتہ) فرش بنا کر زائرین کے لئے قبروں کے درمیان بہت کشادہ راستے بنا دیئے گئے ہیں۔ احتیاط اور ادب اسی میں ہے کہ ان راستوں پر ہرگز نہ چلا جائے اور مرکزی دروازے میں داخل ہو کر وہیں سے سب اہل بقیع کو سلام عرض کیا جائے۔ ''قبر کے احکام وآداب'' کے عنوان سے میری کتاب ملاحظہ فرمائیں۔

(کوکب غفرلہ)2006ء

حضرت رسول اکرم ﷺ نے صحابہ سے فرمایا تم کہو اَللّٰہُ اَعْلٰی وَاَجَلُّ (اللہ اونچا اور بڑا ہے) ابوسفیان نے کہا لَنَا الْعُزّٰی وَلَا عُزّٰی لَکُمْ (ہمارے لئے عزیٰ ہے اور تمہارے لئے کوئی عزیٰ نہیں) صحابہ نے کہا اَللّٰہُ مَوْلَانَا وَلَا مَوْلٰی لَکُمْ (اللہ ہمارا مولا ہے اور تمہارا کوئی مولا نہیں) (بخاری، حدیث نمبر 4043) ہو سکے تو اس مقام پر بھی حاضری دے اور درود شریف پڑھے۔ موجودہ حکومت کے سپاہی وہاں جانے نہیں دیتے لیکن بعض طالب صادق کسی نہ کسی طرح چلے ہی جاتے ہیں۔

35-اس مقام کی زیارت کو جاتے ہوئے مقام زیارت سے کچھ پہلے پہاڑ کے پہلو میں دائیں طرف ایک بہت ہی بڑا پتھر ایسے پڑا ہے جیسے اوپر سے لڑھکتے ہوئے آئے اور کسی چیز سے اٹک کر رک جائے اس میں نیچے کی جانب سر کے برابر ایک گڑھا ہے لوگ تبرکاً اس میں اپنا سر ڈالتے ہیں اس کے متعلق مشہور ہے کہ لڑائی کے وقت حضور اکرم ﷺ اس مقام پر ایک پتھر پر تشریف فرما تھے جو اس بہت بڑے پتھر کے نیچے اب بھی ہے تو اوپر سے کافروں نے آپ کو ہلاک کرنے کی غرض سے معاذ اللہ اس بہت بڑے پتھر کو آپ پر گرا دیا یہ پتھر آپ کے سر پر آ کر نرم ہو گیا اور اس میں آپ کے سر مبارک کے دھنسنے سے گڑھا پڑ گیا۔ واللہ اعلم۔ (وفاء الوفا ج3 ص930)

36- مسجد قبا شریف اور اس میں نماز پڑھنا بہت ہی زیادہ افضل و مبارک ہے، صحیح احادیث سے ثابت ہے کہ مسجد قبا شریف میں دو نفل پڑھنا عمرہ کرنے کے برابر ہے جیسا کہ مذکور ہو چکا ہے لہٰذا ہو سکے تو روز ورنہ ہر شنبہ کو ضرور حاضر ہو کر نماز پڑھنے کا شرف حاصل کرے اور بئر اریس کی بھی زیارت کرے جس کا ذکر کنوؤں کے بیان میں ہو چکا ہے اور ہو سکے تو مسجد شمس میں حاضری دے جو مسجد قبا کے قریب ہی ہے۔

37-اہل محبت کے طریق پر رہتے ہوئے اہل مدینہ منورہ کے ساتھ ہر معاملہ میں حسن سلوک اور اچھا برتاؤ کرے اور ان کا اکرام و احترام کرے اگر وہ سخت کلامی کریں یا اور کوئی نامناسب کام کریں تب بھی درگزر کرے کیونکہ وہ حضور اکرم ﷺ کے پڑوسی ہیں اور

حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فرماتے ہیں کہ جبرائیل امین نے مجھے پڑوسی کے بارے میں بار بار وصیت کی ہے اور اس میں اچھے برے کی تخصیص نہیں ہے بلکہ یہ حق پڑوسیت سب کو حاصل ہے اور کیا عجب کہ ان کے کرم سے بروں کو بھی توبہ اور رجوع الی الحق کی توفیق نصیب ہو جائے۔ ہاں اپنے آپ کو خادم خیال کر کے اگر وعظ و نصیحت کرے تو کوئی حرج نہیں۔

38- قیام مدینہ منورہ میں کچھ خریدتے وقت بھی یہ نیت اور خیال کرے کہ اگر یہاں کے تاجر کچھ زیادہ بھی وصول کر لیں تو وہ میری طرف سے ہدیہ ہے۔ لہٰذا جو وہ مانگیں بغیر کسی خیال کے ادب سے پیش کر دے، اس طرح وہ لوگ زیادہ دیر تک اطمینان و سکون سے بسر اوقات کر سکیں گے اور اس بات میں ہمارا بھی حصہ ہو جائے گا۔

39- اسی طرح وہاں کے فقراء، غرباء، بیواؤں اور یتیموں کی زیادہ سے زیادہ خدمت کرے اور وہاں کے باشندوں سے معلوم کرے کیونکہ بعض صابر و شاکر وہ بھی ہوتے ہیں جو لوگوں سے سوال نہیں کرتے تو ان کے گھروں میں صدقہ کی بجائے ہدیہ کہہ کر بھجوا دے۔

40- بعض لوگ حرمین شریفین میں مجلسیں جما کر بیٹھ جاتے ہیں اور لوگوں کو ادب و تعظیم اور توسل و شفاعت کے مانگنے سے روکتے ہیں اور اسی طرح اہلسنت و جماعت کے عقائد کے خلاف باتیں کرتے ہیں، ان کی مجلسوں میں ہرگز نہ بیٹھو، یہ لوگ محروم اور طریق محبت سے بے خبر ہیں۔ جتنی دیر ان کی مجلس میں بیٹھو گے اتنی دیر سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے روضۂ اقدس کے پاس بیٹھ کر صلوٰۃ و سلام کے ہدیئے پیش کرو یا بیت اللہ شریف کے پاس بیٹھ کر ذکر واذکار کرو، نوافل پڑھو، طواف کرو مجلسوں میں بیٹھنے کا موقعہ تو تمہیں اپنے وطن میں بھی بار بار مل سکتا ہے مگر سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے دربار اقدس اور بیت اللہ شریف کی حاضری بار بار کہاں نصیب ہوتی ہے۔ اور پھر کہاں ان بے ادب مبلغوں کی مجلسیں اور کہاں روضۂ انور اور بیت اللہ شریف کی حاضری!

ہم نے دیکھی ہے مدینے کی بہار بے خزاں
ان گلستانوں میں اے باد صبا ہم کیا چلیں

41-مدینہ منورہ میں زیادہ سے زیادہ قیام کی کوشش کرے کہ یہ بہت بڑی سعادت ہے اورکم ازکم آٹھ روز ٹھہرے اور چالیس نمازیں پے درپے ضرور مسجد نبوی میں ادا کرے۔ اور جب واپسی کا ارادہ کرے تو مستحب یہ ہے کہ مسجد پاک میں دو رکعت نماز نفل الوداعی پڑھے، ریاض الجنۃ میں جگہ مل جائے تو بہت بہتر ہے اور پھر نہایت عاجزی کے ساتھ روضۂ انور پر مواجہہ شریف میں حاضر ہوکر صلوٰۃ وسلام عرض کرے اور دعا وفریاد کرے کہ یہ حاضری آخری نہ ہو بلکہ پھر بھی اس دربار اقدس کی حاضری نصیب ہو۔ ؎

پھر کے گلی گلی تباہ ٹھوکریں سب کی کھائے کیوں
دل کو جو عقل دے خدا تیری گلی سے جائے کیوں

(اعلیٰ حضرت)

اس دربار اقدس اور دیار پاک کی جدائی کے تصور میں کوشش کرے کہ کچھ آنسو نکل آئیں کہ یہ علاماتِ قبولیت میں سے ہے اور اہل محبت کی تو کیفیت ہی عجیب ہو جاتی ہے۔ اور اگر اتفاق سے رونا نہ آئے تو بھی رونے والوں کی سی شکل بنالے اور حج وزیارت کی قبولیت کی اور خیر وعافیت کے ساتھ وطن پہنچنے کی دعائیں کرے اور دیگر عزیزوں، دوستوں اور سب مسلمانوں کے لئے دعائیں کرے اور بڑے رنج وغم اور حسرت کے ساتھ روتا ہوا واپس ہو۔ ؎

پلٹتا ہے جو زائر اس سے کہتا ہے نصیب اس کا ارے غافل قضا بہتر ہے یاں سے پھر کے جانے سے

(مولانا حسن رضا بریلوی)

حقیقت یہ ہے کہ مدینہ منورہ خصوصاً حرم نبوی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے فضائل اور آداب احاطۂ بیان میں نہیں آسکتے، اس مقدس سرزمین پر اگر سر اور آنکھوں سے بھی چلا جائے تو حق ادا نہیں ہو سکتا۔ لہٰذا جہاں تک ہو سکے ادب واحترام کو ملحوظ رکھا جائے۔

طلب وسیلہ وشفاعت

حضور سید عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بلا شک وشبہ خالق ومخلوق کے درمیان وسیلۂ عظمیٰ و برزخ کبریٰ ہیں۔ جو نعمت و برکت اور مرتبہ وکمال بھی کسی کو ملا یا ملے گا۔ سب آپ کے واسطۂ وسیلہ سے ہے، اولین وآخرین سب آپ کے وسیلۂ جلیلہ کے محتاج ہیں۔ چنانچہ امام قسطلانی اور علامہ زرقانی رحمۃ اللہ علیہما فرماتے ہیں:

وَقَدْ يُتَوَسَّلُ بِصَاحِبِ الْجَاهِ اِلٰى مَنْ هُوَ اَعْلٰى مِنْهُ (كَالتَّوَسُّلِ بِالْمُصْطَفٰى اِلَى اللّٰهِ) ثُمَّ اَنَّ كُلًّا مِّنَ الْاِسْتِغَاثَةِ وَالتَّوَسُّلِ وَالتَّشَفُّعِ وَالتَّوَجُّهِ بِالنَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَاقِعٌ فِىْ كُلِّ حَالٍ قَبْلَ خَلْقِهٖ وَبَعْدَ خَلْقِهٖ فِىْ مُدَّةِ حَيَاتِهٖ فى الدنيا وَبَعْدَ مَوْتِهٖ فِىْ مُدَّةِ الْبَرْزَخِ وَبَعْدَ الْبَعْثِ فِىْ عَرَصَاتِ الْقِيَامَةِ

(زرقانی علی المواہب ج8 ص317)

اور بیشک وسیلہ بنایا جاتا ہے صاحب مرتبہ وجاہ کو اس کی طرف جو اس سے اعلیٰ ہوتا ہے۔ جیسے کہ نبی مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو (وسیلہ بنایا جاتا ہے) اللہ تعالیٰ کی طرف پھر نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے مدد اور توسل اور شفاعت اور توجہ طلب کرنا ہر حال میں واقع ہے آپ کی ولادت سے پہلے اور آپ کی ولادت کے بعد آپ کی ظاہری حیات میں اور آپ کی وفات کے بعد آپ کی باطنی حیات میں اور میدان قیامت میں۔

قبل از ولادت وسیلہ وشفاعت

امیر المؤمنین حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ

قَالَ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَلَمَّا اقْتَرَفَ اٰدَمُ الْخَطِيْئَةَ، قَالَ يَا رَبِّ اَسْاَلُكَ بِحَقِّ مُحَمَّدٍ لما غَفَرْتَ لِىْ، فَقَالَ اللّٰهُ تَعَالٰى

عزوجل: یٰۤ اٰدَمُ وَکَیۡفَ عَرَفۡتَ مُحَمَّدًا وَلَمۡ اَخۡلُقۡهُ، قَالَ یَا رَبِّ لِاَنَّکَ لَمَّا خَلَقۡتَنِیۡ بِیَدِکَ وَنَفَخۡتُ فِیَّ مِنۡ رُّوۡحِکَ رَفَعۡتُ رَاۡسِیۡ فَرَاَیۡتُ عَلٰی قَوَآئِمِ الۡعَرۡشِ مَکۡتُوۡبًا لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ مُحَمَّدٌ رَّسُوۡلُ اللّٰهِ، فَعَلِمۡتُ اَنَّکَ لَمۡ تُضِفۡ اِلٰی اِسۡمِکَ اِلَّا اَحَبَّ الۡخَلۡقِ اِلَیۡکَ، فَقَالَ اللّٰهُ تَعَالٰی عزوجل: صَدَقۡتَ یَآ آدَمُ اِنَّهٗ لَاَحَبُّ الۡخَلۡقِ اِلَیَّ وَاِذۡ سَاَلۡتَنِیۡ بِحَقِّهٖ فَقَدۡ غَفَرۡتُ لَکَ، وَلَوۡ لَا مُحَمَّدٌ مَاخَلَقۡتُکَ۔ (دلائل النبوۃ،بیہقی ص5/489، طبرانی، زرقانی علی المواہب ج1ص62، المستدرک للحاکم ج2ص615، کنزالعمال32135)

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ جب آدم علیہ السلام سے خطا کا ارتکاب ہو گیا تو انہوں نے عرض کیا اے میرے رب! میں تجھ سے محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے وسیلہ سے سوال کرتا ہوں کہ مجھے بخش دے، اللہ نے فرمایا: اے آدم! تو نے محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو کیسے پہچانا؟ ابھی تو میں نے ان کو جسداً پیدا نہیں کیا! عرض کیا اے میرے پروردگار! جب تو نے مجھ کو اپنے ہاتھوں سے پیدا فرمایا اور مجھ میں اپنی روح پھونکی تو میں نے اپنے سر کو اٹھایا اور عرش کے ستونوں پر لکھا ہوا دیکھا لا الٰہ الا اللہ محمد رسول اللہ پس میں نے جان لیا کہ جس کا نام تو نے اپنے نام کے ساتھ ملا کر لکھا ہے وہ تجھے تمام مخلوق سے زیادہ محبوب ہے اللہ تعالیٰ نے فرمایا: اے آدم! تو نے سچ کہا، بے شک وہ ساری مخلوق سے زیادہ مجھے محبوب ہے' اور جب تو نے ان کے وسیلے سے بخشش چاہی تو میں نے تجھ کو بخش دیا اور اگر وہ محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نہ ہوتے تو میں تجھے پیدا ہی نہ کرتا۔

علامہ محمود آلوسی صاحب تفسیر روح المعانی آیت فَتَلَقّٰۤی اٰدَمُ مِنۡ رَّبِّهٖ کَلِمٰتٍ (البقرہ: 37) کے تحت فرماتے ہیں کہ:

قِیۡلَ رَاٰی مَکۡتُوۡبًا عَلٰی سَاقِ الۡعَرۡشِ مُحَمَّدٌ رَّسُوۡلُ اللّٰهِ فَتشَفَّعَ بِهٖ وَاِذَا اُطۡلَقَتِ الۡکَلِمَةُ عَلٰی عِیۡسٰی عَلَیۡهِ السَّلَامُ فَلَتُطۡلِقَ الۡکَلِمَاتُ عَلَی الرُّوۡحِ الۡاَعۡظَمِ وَالۡحَبِیۡبِ الۡاَکۡرَمِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیۡهِ وَسَلَّمَ فَمَا

عِیۡسٰی بَلۡ وَمَا مُوۡسٰی بَلۡ وَمَا وَمَا اِلَّا بَعۡضٌ مِّنۡ ظُھُوۡرٍ اَنۡوَارِہٖ وَزَھۡرَۃٌ مِّنۡ رِّیَاضِ اَنۡوَارِ (روح المعانی ج1 ص217)

حضرت آدم علیہ السلام نے عرش کے پائے پر محمد رسول اللہ لکھا ہوا دیکھا تو اس نام کو شفیع بنایا اور جب عیسیٰ علیہ السلام پر کلمے کا اطلاق ہوا ہے تو جو روح اعظم اور حبیب اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہیں ان پر کلمات کا اطلاق کیا گیا ہے کیونکہ عیسیٰ اور موسیٰ اور دیگر انبیاء علیہم السلام سب اسی نور اعظم کے انوار اور اسی باغ کے پھول ہیں۔

امام قسطلانی فرماتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

یَآ آدَمُ لَوۡ تَشَفَّعۡتَ اِلَیۡنَا بِمُحَمَّدٍ فِیۡ اَھۡلِ السَّمٰوَاتِ وَالۡاَرۡضِ لَشَفَّعۡنَاکَ۔ (زرقانی علی المواہب ج1 ص92)

اے آدم! اگر تم محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے وسیلہ سے تمام اہل سموات اور اہل زمین کی سفارش کرتے تو ہم تمہاری سفارش قبول فرماتے۔

گزشتہ صفحات میں حاضری کے آداب میں امام مالک رضی اللہ عنہ کا ارشاد ذکر ہو چکا ہے کہ خلیفہ منصور سے فرمایا حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے کیوں منہ پھیرتا ہے جب کہ وہ تیرے اور تیرے باپ آدم علیہ السلام کے بھی وسیلہ ہیں۔

سراج الامہ امام الائمہ امام ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: ؎

اَنۡتَ الَّذِیۡ لَوۡ لَاکَ مَاخُلِقَ امۡرُءٌ   کَلَّا وَلَا خُلِقَ الۡوَرٰی لَوۡلَاکَ

یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم! آپ وہ ذات ہیں کہ اگر آپ نہ ہوتے تو ہرگز نہ کوئی آدمی ہوتا اور نہ ہی کوئی اور مخلوق پیدا ہوتی۔

اَنۡتَ الَّذِیۡ مِنۡ نُّوۡرِکَ الۡبَدۡرُ اکۡتَسَا   وَالشَّمۡسُ مُشۡرِقَۃٌ بِنُوۡرِ بَھَاکَ

آپ وہ نور اعظم ہیں کہ چاند آپ ہی کے نور سے روشن اور سورج کی چمک بھی آپ ہی کے نور سے ہے۔

اَنۡتَ الَّذِیۡ لَمَّا تَوَسَّلَ آدَمُ   مِنۡ زَلَّۃٍ بِکَ فَازَ وَھُوَ اَبَاکَ

آپ وہ ہیں کہ آدم علیہ السلام نے جب آپ کا وسیلہ پکڑا تو وہ اپنی مراد کو پہنچے حالانکہ بظاہر وہ آپ کے باپ ہیں۔

وَبِکَ الْخَلِیْلُ دَعَا فَعَادَتْ نَارُہٗ   بَرْدًا وَ قَدْ خَمِدَتْ بِنُوْرِ سَنَاکَ

اور حضرت ابراہیم علیہ السلام پر آپ ہی کے نور کے سبب سے آگ گلزار بن گئی تھی۔

وَدَعَاکَ اَیُّوْبُ لِضُرٍّ مَسَّہٗ   فَاُزِیْلَ عَنْہُ الضُّرُّ حِیْنَ دَعَاکَ

اور حضرت ایوب علیہ السلام نے اپنی تکلیف ومصیبت میں آپ ہی کو پکارا تو اس پکارنے سے ان کی تکلیف ومصیبت دور ہوگئی تھی۔ (مجموعۃ القصائد مطبع مجتبائی ص40)

مقبول بارگاہ سید المرسلین امام شرف الدین بوصیری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

وَکُلُّھُمْ مِّنْ رَّسُوْلِ اللّٰہِ مُلْتَمِسٌ   غُرْفًا مِّنَ الْبَحْرِ اَوْرَشْفًا مِّنَ الدِّیَمِ

تمام انبیاء کرام حضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے سمندر میں سے بقدر ایک چلو کے یا آپ کے فیض کی لگا تار بارشوں سے بقدر ایک گھونٹ کے سائل وطالب ہیں۔

وَکُلُّ اٰیٍّ اَتَی الرُّسُلُ الْکِرَامُ بِھَا   فَاِنَّمَا اتَّصَلَتْ مِنْ نُّوْرِہٖ بِھِمٖ

اور ہر معجزہ وکمال جس کو رسولانِ کرام لائے ہیں سوائے اس کے نہیں کہ وہ معجزہ وکمال ان کو حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے نور کے وسیلہ سے حاصل ہوا ہے۔

فَاِنَّہٗ شَمْسُ فَضْلٍ ھُمْ کَوَاکِبُھَا   یُظْھِرْنَ اَنْوَارَھَا لِلنَّاسِ فِی الظُّلَمٖ

حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم آفتاب فضل وکمال ہیں اور تمام انبیاء کرام علیہم السلام اس آفتاب کے ستارے ہیں جو اس آفتاب کے انوار کو لوگوں کے لئے تاریکیوں میں ظاہر کرتے رہے۔

(قصیدہ بردہ شریف)

حضرت مولانا جامی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

اگر نام محمد را نیا وردے شفیع آدم   نہ آدم یافتے توبہ نہ نوح از غرق نجینا

نہ ایوب از بلا راحت نہ یوسف حشمت وجاہت   نہ عیسیٰ آں دم عیسیٰ نہ موسیٰ آں ید بیضا

(کلیات جامی)

حضرت آدم علیہ السلام اگر نام محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو وسیلہ وشفیع نہ بناتے تو نہ ان کی توبہ قبول ہوتی اور نہ نوح علیہ السلام غرق ہونے سے بچتے' نہ ایوب علیہ السلام بلاو مصیبت سے راحت پاتے' نہ یوسف علیہ السلام حشمت وجاہ پاتے' نہ عیسیٰ علیہ السلام وہ تاثیر دم پاتے اور نہ موسیٰ علیہ السلام وہ ید بیضا پاتے۔

حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے چچا حضرت عباس رضی اللہ عنہ آپ کی مجلس اقدس میں فرماتے ہیں:۔

وَرَدْتَّ نَارَ الْخَلِيْلِ مُسْتَتِرًا فِيْ صُلْبِهٖ اَنْتَ كَيْفَ يَحْتَرِقُ

اور آپ نے بھی نار خلیل (علیہ السلام) میں ورود فرمایا تھا، جب آپ کا نور ان کے صلب میں پوشیدہ تھا تو وہ کیسے جل سکتے تھے۔

(زرقانی علی المواہب ص3/384' خصائص کبریٰ ج1 ص39)

اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے:

اُولٰٓئِكَ الَّذِيْنَ يَدْعُوْنَ يَبْتَغُوْنَ اِلٰى رَبِّهِمُ الْوَسِيْلَةَ اَيُّهُمْ اَقْرَبُ وَ يَرْجُوْنَ رَحْمَتَهٗ (الاسراء:57)

وہ مقبول بندے جنہیں یہ کافر پوجتے ہیں وہ خود اپنے رب کی طرف وسیلہ ڈھونڈتے ہیں کہ کون ان میں زیادہ مقرب ہے اور اس کی رحمت کی امید رکھتے ہیں۔

اس آیت میں مقبول بندوں سے مراد انبیاء اور ملائکہ ہیں جن کی بت پرستوں نے پوجا و پرستش شروع کر دی تھی، اللہ تعالیٰ فرماتا ہے، یہ کافر ان کی پرستش کرتے ہیں اور وہ خود اپنے رب کی طرف اپنے میں سے مقرب کا وسیلہ ڈھونڈتے ہیں اور رحمت کی امید رکھتے ہیں۔ معلوم ہوا کہ زیادہ مقرب کو وسیلہ بنانا اللہ کے مقبول بندوں، انبیاء اور ملائکہ کا طریقہ ہے۔ فرمایا:

وَكَانُوْا مِنْ قَبْلُ يَسْتَفْتِحُوْنَ عَلَى الَّذِيْنَ كَفَرُوْا ۚ فَلَمَّا جَآءَهُمْ مَّا عَرَفُوْا كَفَرُوْا بِهٖ ۫ فَلَعْنَةُ اللّٰهِ عَلَى الْكٰفِرِيْنَ ﴿۸۹﴾ (البقرہ:89)

اور وہ یہود اس (نبی کے آنے) سے پہلے (اس نبی کے وسیلہ سے) کافروں پر فتح

طلب کیا کرتے تھے، تو جب وہ نبی آیا تو انہوں نے پہچانا اور اس کے ساتھ کفر کیا تو ایسے کافروں پر اللہ تعالیٰ کی لعنت ہو۔

یعنی یہود حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی تشریف آوری سے پہلے اپنی حاجات کے سلسلہ میں حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے نام پاک کے وسیلہ سے دعا کیا کرتے اور یوں کہتے:

اَللّٰهُمَّ افْتَحْ عَلَيْنَا وَانْصُرْنَا بِالنَّبِيِّ الْاُمِّيِّ۔

اے اللہ! ہمیں نبی امی کے وسیلہ سے فتح ونصرت عطا فرما۔

اور پھر جب وہ نبی آیا تو جان پہچان کر کافر و منکر ہو گئے۔

ان تمام روایات سے ثابت ہوا کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ذات اقدس تشریف آوری سے پہلے بھی ذریعہ برکات اور وسیلۂ حاجات تھی، اولین کی حاجتیں بھی آپ کے وسیلۂ مبارکہ سے پوری ہوئیں۔

ظاہری حیات میں وسیلہ وشفاعت

اللہ تبارک وتعالیٰ ارشاد فرماتا ہے:

وَاسْتَغْفِرْ لِذَنْۢبِكَ وَلِلْمُؤْمِنِيْنَ وَالْمُؤْمِنٰتِ (محمد:19)

اے حبیب! مؤمن مردوں اور مؤمن عورتوں کے گناہ مجھ سے بخشواؤ۔

نیز فرماتا ہے:

وَلَوْ اَنَّهُمْ اِذْ ظَّلَمُوْٓا اَنْفُسَهُمْ جَآءُوْكَ فَاسْتَغْفَرُوا اللّٰهَ وَاسْتَغْفَرَ لَهُمُ الرَّسُوْلُ لَوَجَدُوا اللّٰهَ تَوَّابًا رَّحِيْمًا ﴿٦٤﴾ (النساء:64)

اور اگر جب وہ اپنی جانوں پر ظلم کریں تو تمہارے پاس آ جائیں پھر اللہ سے بخشش چاہیں اور رسول بھی ان کے لئے بخشش چاہے (یعنی ان کی شفاعت فرمائے) تو یقیناً وہ اللہ کو بہت توبہ قبول کرنے والا مہربان پائیں گے۔

پہلی آیت میں اللہ تعالیٰ نے حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے فرمایا ہے کہ مجھ سے مؤمنوں کے گناہ بخشواؤ اور دوسری آیت میں مسلمانوں سے فرمایا ہے کہ اگر تم گناہ کر بیٹھو تو اس نبی کی بارگاہ

اقدس میں حاضر ہو جاؤ۔ ہم سے بخشش کی اور اس سے شفاعت کی درخواست کرو اگر وہ تمہاری شفاعت فرما دیں گے تو ہم یقیناً تمہارے گناہ بخش دیں گے۔ سبحان اللہ! اسی کا نام شفاعت ہے لیکن منکر اس سے محروم ہے، فرمایا:

وَ اِذَا قِیْلَ لَهُمْ تَعَالَوْا یَسْتَغْفِرْ لَكُمْ رَسُوْلُ اللّٰهِ لَوَّوْا رُءُوْسَهُمْ وَ رَاَیْتَهُمْ یَصُدُّوْنَ وَ هُمْ مُّسْتَكْبِرُوْنَ ﴿۵﴾ (المنافقون:5)

اور جب ان (منافقوں) سے کہا جاتا ہے کہ آؤ رسول اللہ تمہارے لئے بخشش چاہئیں گے تو سروں کو گھماتے ہیں اور تم انہیں دیکھو گے کہ رکتے اور تکبر کرنے والے ہوں گے۔

آج لے ان کی پناہ آج مدد مانگ ان سے پھر نہ مانیں گے قیامت میں اگر مان گیا

اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے:

لَا یَمْلِكُوْنَ الشَّفَاعَةَ اِلَّا مَنِ اتَّخَذَ عِنْدَ الرَّحْمٰنِ عَهْدًا ﴿۸۷﴾ (مریم:87)

شفاعت کے مالک نہیں مگر وہ (مالک ہے) جس نے رحمٰن سے عہد لے لیا ہے۔

نیز فرمایا:

یَوْمَىٕذٍ لَّا تَنْفَعُ الشَّفَاعَةُ اِلَّا مَنْ اَذِنَ لَهُ الرَّحْمٰنُ وَ رَضِیَ لَهٗ قَوْلًا ﴿۱۰۹﴾ (طٰہٰ:109)

اس دن کسی کی شفاعت نفع نہ دے گی مگر اس کی (شفاعت نفع دے گی) جس کو رحمٰن نے اذن دے دیا ہے اور اس کی بات پسند فرمائی۔

ان دونوں آیتوں سے ثابت ہوا کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو اذن وعہد مل چکا ہے لہٰذا آپ دونوں جہان میں گنہگاروں کے شفیع ہیں۔

حضرت جابر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

اُعْطِیْتُ الشَّفَاعَةَ۔

(مشکوٰۃ شریف:5747۔صحیح ابن حبان:6364۔ابن ابی شیبہ:31633)

مجھے شفاعت عطا کر دی گئی ہے۔

حضرت عثمان بن حنیف رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ایک نابینا کو دعا تعلیم فرمائی کہ بعد نماز یوں کہے:

اَللّٰھُمَّ اِنِّیْ اَسْئَلُکَ وَاَتَوَجَّہُ اِلَیْکَ بِمُحَمَّدٍ نَبِیِّ الرَّحْمَۃِ یَا مُحَمَّدُ اِنِّیْ قَدْ تَوَجَّھْتُ بِکَ اِلٰی رَبِّیْ فِیْ حَاجَتِیْ ھٰذِہٖ لِقُتْضٰی لِیْ اَللّٰھُمَّ فَشَفِّعْہُ فِیَّ (ابن ماجہ:1385۔ مشکوٰۃ 2495۔ کنزالعمال: 3637)

اے اللہ! میں تجھ سے مانگتا ہوں اور تیری طرف توجہ کرتا ہوں بوسیلہ تیرے نبی محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کہ نبی رحمت ہیں۔ یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم! میں آپ کے وسیلہ سے اپنے رب کی طرف اس حاجت میں متوجہ ہوا ہوں کہ میری حاجت روا ہو۔ الٰہی! حضور کی شفاعت میرے حق میں قبول فرما۔

حضرت عثمان فرماتے ہیں کہ جب اس نابینا نے نماز پڑھ کر یہ دعا کی تو اللہ تعالیٰ نے اس کو آنکھیں عطا کردیں ایسا معلوم ہوتا تھا کہ گویا کبھی اندھا تھا ہی نہیں۔

(معجم طبرانی کبیر: 8311)

اس حدیث میں ادنیٰ سا غور کرنے سے معلوم ہوگا کہ حدیث مبارک کے تین حصے ہیں۔ حصہ اول میں حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے وسیلہ مبارکہ کے ساتھ اللہ تعالیٰ سے سوال کیا گیا ہے، حصہ دوم میں حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو بحرف ندا پکار کر یہ عرض کیا گیا ہے کہ یارسول اللہ! آپ کے وسیلے سے اللہ تعالیٰ کے دربار میں حاجت پیش کی گئی ہے آپ بھی از راہ کرم سفارش فرما دیں تاکہ حاجت پوری ہو، حصہ سوم میں پھر اللہ کے دربار میں عرض کیا گیا ہے کہ اے اللہ! میرے حق میں حضور کی شفاعت قبول فرما۔

حقیقت میں یہ حدیث مبارک وَلَوْ اَنَّھُمْ اِذْ ظَّلَمُوْٓا اَنْفُسَھُمْ (النسآء:64) کی تفسیر اور تشریح ہے۔ دیکھئے خود حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تعلیم فرما رہے ہیں کہ اللہ سے مانگو تو ہمارے وسیلہ سے مانگو اور ہمیں یارسول اللہ کہہ کر ہماری شفاعت طلب کرو۔

حضرت انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ امیر المؤمنین حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ قحط کے موقعہ پر حضرت عباس رضی اللہ عنہ کے وسیلے سے بارش مانگتے اور یوں کہتے :

اَللّٰھُمَّ اِنَّا کُنَّا نَتَوَسَّلُ اِلَیْکَ بِنَبِیِّنَا فَتَسْقِیْنَا وَاِنَّا نَتَوَسَّلُ اِلَیْکَ بِعَمِّ نَبِیِّنَا فَاسْقِنَا فَیُسْقَوْا۔ (مشکوٰۃ:1509۔صحیح ابن حبان:2850)

اے اللہ! ہم ہمیشہ اپنے نبی ﷺ کے وسیلہ سے بارش مانگتے تھے تو تُو بارش برسا دیتا تھا اور اب ہم اپنے نبی کے چچا کے وسیلہ سے بارش مانگتے ہیں تو تُو بارش برسا، پس بارش ہو جاتی۔

اس حدیث میں تین باتیں خصوصاً قابل غور ہیں۔ایک یہ کہ نَتَوَسَّلُ پر کُنَّا داخل ہے جس سے ثابت ہوا کہ صحابہ کرام ہمیشہ حضور ﷺ کے توسل سے مانگا کرتے تھے۔دوسری یہ کہ عَمَّ مضاف ہے اور نبی مضاف الیہ جس سے ثابت ہوا کہ حضرت عباس رضی اللہ عنہ کو اس اضافت ونسبت کی وجہ سے وسیلہ بنایا گیا جو ان کو نبی ﷺ کے ساتھ تھی۔ چنانچہ حضرت عباس رضی اللہ عنہ نے اس وقت یہ کہا۔اے اللہ! یہ لوگ مجھے تیری بارگاہ میں اس قرابت کی وجہ سے لائے ہیں جو مجھے تیرے نبی ﷺ کے ساتھ ہے، اے اللہ! اس قرابت پر نظر فرما اور مجھے ان لوگوں کے سامنے شرمندہ نہ کرنا۔

(جذب القلوب ص222' زرقانی علی المواہب ص69 ج8)

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ حضور ﷺ نے حضرت فاطمہ بنت اسد رضی اللہ عنہا کی قبر میں لیٹ کر یوں فرمایا:

اَللّٰھُمَّ اغْفِرْ لِاُمِّیْ فَاطِمَۃَ بِنْتَ اَسَدٍ وَّوَسِّعْ عَلَیْھَا مَدْخَلَھَا بِحَقِّ نَبِیِّکَ وَالْاَنْبِیَآءِ الَّذِیْنَ مِنْ قَبْلِیْ فَاِنَّکَ اَرْحَمُ الرّٰحِمِیْنَ۔

(حلیۃ الاولیاء ج3 ص121، جذب القلوب ص172۔ کنز العمال 34420)

اے اللہ! میری ماں فاطمہ بنت اسد کو بخش دے اور اس پر اس کی قبر کو وسیع کر دے بطفیل اپنے نبی کے اوران انبیاء کے جو مجھ سے پہلے ہوئے ہیں۔

اس حدیث سے حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا خود اپنے وسیلہ اور پہلے وفات یافتہ انبیاء کرام کے وسیلہ سے دعا مانگنا ثابت ہے۔

فائدہ

جناب محمد زکریا صاحب دیوبندی نے بھی اس دعا کو اپنی کتاب ''فضائل حج'' کی نویں فصل میں لکھا ہے۔ اور ساتھ یہ بھی لکھا ہے کہ اس حدیث کی سند عمدہ ہے۔

باطنی حیات میں طلب وسیلہ وشفاعت وحاجت

گزشتہ صفحات میں ''فضائل زیارت روضۂ انور میں مذکور ہو چکا ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی وفات شریف کے بعد ایک اعرابی نے روضۂ انور پر حاضر ہو کر روضۂ شریف کی خاک اپنے سر پر ڈالی اور یوں کہا۔

یا خیر الرسل! اللہ تعالیٰ نے آپ پر جو قرآن شریف نازل فرمایا ہے اس میں یہ بھی ہے کہ **وَلَوْ اَنَّهُمْ اِذْ ظَّلَمُوْٓا اَنْفُسَهُمْ جَآءُوْكَ** الخ (النسآء :64) اور بے شک میں نے معصیت و نافرمانی کر کے اپنی جان پر ظلم کیا اور اب آپ کے حضور حاضر ہوا ہوں۔ اللہ تعالیٰ سے اپنے گناہوں کی بخشش کا اور آپ سے شفاعت کا طالب ہوں۔ پھر اس اعرابی نے زار و زار روتے ہوئے یہ اشعار **یَا خَیْرُ مَنْ دُفِنَتْ** الخ پڑھے۔ اس پر قبر انور سے آواز آئی **قَدْ غفرَ لَکَ** کہ تیری بخشش ہوگئی ہے۔

(جذب القلوب ص 211۔ الحاوی للفتاوی، ص 2/482)

آیہ کریمہ **وَلَوْ اَنَّهُمْ اِذْ ظَّلَمُوْٓا** (النساء:64) کے متعلق علماء کرام فرماتے ہیں کہ اس میں ہم عصر لوگوں کے لئے کوئی تخصیص نہیں بلکہ یہ ساری امت کے لئے ہے کیونکہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ذات اقدس سب کے لئے رحمت ہے، فرمایا: **بِالْمُؤْمِنِيْنَ رَءُوْفٌ رَّحِيْمٌ ﴿۱۲۸﴾** (التوبہ) یعنی وہ رسول مؤمنوں پر رؤف ورحیم ہے۔ اور تو اور خود مخالفین کے سردار محمد قاسم صاحب نانوتوی مزعومہ بانی دارالعلوم دیوبند اسی آیت کے متعلق فرماتے ہیں:

اس میں کسی کی تخصیص نہیں آپ کے ہم عصر ہوں یا بعد کے امتی ہوں اور تخصیص ہوتو کیونکر ہو، آپ کا وجود تربیت تمام امت کے لئے یکساں رحمت ہے کہ پچھلے امتیوں کا آپ کی خدمت میں آنا اور استغفار کرنا اور کرانا جب ہی متصور ہے کہ آپ قبر میں زندہ ہوں۔

(آبِ حیات ص40)

ابن ابی شیبہ بسند صحیح روایت فرماتے ہیں کہ امیر المؤمنین حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے زمانہ میں ایک مرتبہ قحط پڑ گیا تو حضرت بلال بن الحرث المزنی الصحابی رضی اللہ عنہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی قبر انور پر حاضر ہوئے۔

فَقَالَ یَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اِسْتَسْقِ لِاُمَّتِکَ فَاِنَّھُمْ قَدْ ھَلَکُوْا۔

اور عرض کیا یا رسول اللہ! آپ کی امت ہلاک ہو رہی ہے اس کے لئے اللہ سے بارش مانگئے؟

یہ کہہ کر آ گئے۔ رات کو حضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے خواب میں تشریف لا کر فرمایا کہ (حضرت) عمر کو سلام کہو اور بشارت دے دو کہ بارش ہوگی۔ (شفاء السقام ص 216' زرقانی علی المواہب ج8 ص68' جذب القلوب ص221۔ کنز العمال 23530)

حضرت ابو الجوزاء رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ایک مرتبہ اہل مدینہ منورہ شدید قحط میں مبتلا ہوئے تو انہوں نے ام المؤمنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کی خدمت میں حاضر ہو کر شکایت کی۔

فَقَالَتْ اُنْظُرُوْا قَبْرَ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰهِ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ فَاجْعَلُوْا مِنْهُ کُوًی اِلَی السَّمَآءِ حَتّٰی لَایَکُوْنَ بَیْنَهٗ وَبَیْنَ السَّمَآءِ سَقْفٌ فَفَعَلُوْا فَمَطَرُوْا مَطَرًا (کیسرا) حَتّٰی نَبَتَ الْعُشْبُ وَسَمَّنَتِ الْاِبِلُ حَتّٰی تَفْتَقَتْ مِنَ الشَّحْمِ فَسُمِّیَ عَامُ الْفَتْقِ۔

(مشکوٰۃ شریف :5950، زرقانی علی المواہب ج8 ص68)

تو فرمایا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی قبر شریف پر جاؤ اور حجرۂ مبارک کی چھت میں ایک

سوراخ کردو تا کہ قبر شریف اور آسمان کے درمیان پردہ نہ رہے، لوگوں نے حکم کے مطابق کر دیا تو بہت زیادہ بارش ہوئی۔ یہاں تک کہ زمین سرسبز وشاداب ہوگئی اور اونٹ اتنے موٹے ہوگئے کہ چربی سے پھٹے جا رہے تھے، چنانچہ اس سال کا نام ہی بہت زیادہ سرسبزی کا سال ہوگیا۔

علامہ ملا علی قاری رحمۃ اللہ علیہ اس حدیث کی شرح میں فرماتے ہیں کہ چھت میں سوراخ کرنے کا حکم اس لئے دیا گیا تھا کہ جب آسمان قبر انور کو دیکھے گا تو رونا شروع کر دے گا۔ فَمَا بَکَتْ عَلَیْهِمُ السَّمَاءُ وَالْاَرْضُ اور فرماتے ہیں کہ یہ بھی کہا گیا ہے کہ اس کے ساتھ طلب شفاعت کرتے تھے۔

(مرقات شرح مشکوٰۃ، ج5،ص488، حاشیہ مشکوٰۃ،ص545)

ایک اعرابی نے قبر انور پر حاضر ہو کر عرض کیا اے اللہ! تو نے غلاموں کو آزاد کرنے کا حکم دیا ہے:

وَهٰذَا حَبِیْبُکَ وَاَنَا عَبْدُکَ فَاَعْتِقْنِیْ مِنَ النَّارِ عَلٰی قَبْرِ حَبِیْبِکَ فَهَتَفَ بِهٖ هَاتِفٌ یَا هٰذَا تَسْأَلُ الْعِتْقَ لَکَ وَحْدَکَ هَلَّا سَأَلْتَ (العتق) لِجَمِیْعِ الْخَلْقِ اِذْهَبْ فَقَدْ اَعْتَقْنَاکَ مِنَ النَّارِ۔

(زرقانی علی المواہب ج8 ص307)

یہ تیرے حبیب ہیں اور میں تیرا غلام ہوں تو اپنے حبیب کی قبر پر مجھ کو آگ سے آزادی عطا فرما۔ غیب سے آواز آئی تو نے صرف اپنے لئے آزادی مانگی تمام مخلوق کے لئے کیوں نہ مانگی؟ جا ہم نے تجھے آگ سے آزاد کر دیا۔

حضرت اصمعی فرماتے ہیں کہ ایک اعرابی نے قبر انور کے سامنے کھڑے ہو کر عرض کیا:

اَللّٰهُمَّ اِنَّ هٰذَا حَبِیْبُکَ وَاَنَا عَبْدُکَ وَالشَّیْطَانُ عَدُوُّکَ فَاِنْ غَفَرْتَ لِیْ سَرَّ حَبِیْبُکَ وَفَازَ عَبْدُکَ وَغَضَبَ عَدُوُّکَ وَاِنْ لَّمْ تَغْفِرْلِیْ غَضَبَ حَبِیْبُکَ وَرَضِیَ عَدُوُّکَ وَهَلَکَ عَبْدُکَ اَللّٰهُمَّ

اَنَّ الْعَرَبَ الْکِرَامَ اِذَا مَاتَ مِنْھُمْ سَیِّدًا عَتَقُوْا عَلٰی قَبْرِہٖ وَاَنَّ ھٰذَا سَیِّدِ الْعَالَمِیْنَ فَاعْتِقْنِیْ عَلٰی قَبْرِہٖ قَالَ الْاَصْمَعِیُّ فَقُلْتُ یَا اَخَا الْعَرْبَ اَنَّ اللّٰہَ قَدْ غَفَرَلَکَ وَاَعْتَقَکَ بِحُسْنِ ھٰذَا السَّوَالِ۔

(زرقانی علی المواہب ج8 ص307)

اے اللہ! بے شک یہ تیرے حبیب ہیں اور میں تیرا غلام ہوں اور شیطان تیرا دشمن ہے اگر تو مجھے بخش دے تو تیرا حبیب خوش ہو اور تیرا غلام کامیاب ہو اور تیرا دشمن جل جائے اور اگر تو مجھے نہ بخشے تو تیرے حبیب کو رنج ہو اور تیرا دشمن خوش ہو اور تیرا غلام ہلاک ہو، اے اللہ! عرب کے کریم لوگوں کا دستور ہے کہ جب ان میں کوئی سردار مرتا ہے اس کی قبر پر غلاموں کو آزاد کیا جاتا ہے اور یہ (حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم) سید العالمین ہیں ان کی قبر پر مجھ کو آگ سے آزاد کر دے۔ اصمعی فرماتے ہیں میں نے اس سے کہا اے عربی شخص! بے شک اللہ نے تجھے بخش دیا اور تیرے اس بہترین سوال پر ضرور تجھے آگ سے آزاد کر دیا۔

حضرت امام حسن بصری رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ حضرت حاتم اصم بلخی (بہت بڑے مشہور بزرگ ہیں انہوں نے تیس برس ایک قبہ میں چلہ کیا اور اس عرصہ میں بے ضرورت کسی سے بات نہیں کی) جب حضور سید عالم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی قبر انور پر حاضر ہوئے تو عرض کیا:

یَا رَبِّ اِنَّا زُرْنَا قَبْرَ نَبِیِّکَ فَلَا تَرُدَّنَا خَآئِبِیْنَ فَنُوْدِیَ یَاھٰذَا مَا اِذُنَا لَکَ فِیْ زِیَارَۃِ قَبْرِ حَبِیْبِنَا اِلَّا وَقَدْ قَبِلْنَاکَ فَارْجِعْ اَنْتَ وَمَنْ مَّعَکَ مِنَ الزُّوَّارِ مَغْفُوْرًا لَّکُمْ (زرقانی علی المواہب ج 8 ص 307)

اے رب! ہم نے تیرے نبی کی قبر انور کی زیارت کی ہے تو اب ہمیں نامراد نہ لوٹائیو! غیب سے آواز آئی کہ ہم نے تمہیں اپنے حبیب کی قبر کی زیارت نصیب ہی اس لئے کی کہ تمہیں قبول کریں، جاؤ ہم نے تمہیں اور جتنے زوّار اس وقت تمہارے ساتھ ہیں سب کو

بخش دیا۔

امام قسطلانی شارح صحیح بخاری وصاحب مواہب اللدنیہ فرماتے ہیں کہ میں ایک مرتبہ اس قدر سخت بیمار ہوا کہ طبیب علاج سے عاجز ہو گئے اور کئی سال تک مسلسل بیمار رہا تو مؤرخہ 28 جمادی الاول 893ھ کو میں نے حضور ﷺ سے استغاثہ کیا اسی دن خواب میں دیکھا کہ:

رَجُلٌ مَعَهٗ قِرْطَاسٌ يُكْتُبُ فِيْهِ هٰذَا دَوَآءٌ لِدَآءِ اَحْمَدَ ابْنِ الْقَسْطَلَانِیْ مِنَ الْحَضْرَةِ الشَّرِيْفَةِ بَعْدَ الْاِذْنِ الشَّرِيْفِ النَّبَوِیِّ ثُمَّ اسْتَيْقَظْتُ فَلَمْ اَجِدْ بِیْ وَاللّٰهِ شَيْئًا مِّمَّا كُنْتُ اَجِدُهٗ وَحَصَلَ الشِّفَآ بِبَرْكَةِ النَّبِیِّ الْمُصْطَفٰى صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَآلِهٖ وَسَلَّمَ

(زرقانی علی المواہب ج8 ص318)

ایک آدمی ہیں جس کے ہاتھ میں ایک کاغذ ہے جس میں لکھا ہے کہ یہ دوا احمد بن القسطلانی کی بیماری کے لئے حضور ﷺ کی بارگاہ اقدس سے آپ کے ارشاد عالی کے بعد عطائی ہوئی ہے، جب میں بیدار ہوا تو ایسا تندرست تھا کہ مرض کا اثر تک بھی نہ پاتا تھا۔ ببرکۃ النبی المصطفیٰ ﷺ۔

اسی طرح وہ فرماتے ہیں کہ ایک واقعہ اس سے پہلے بھی مجھے 885ھ میں پیش آیا تھا جب کہ میں زیارت قبر شریف کے بعد واپس جارہا تھا، وہ یہ تھا کہ راستہ میں ایک حبشی ہرن نے میری خادمہ کے ٹکر ماری جس سے وہ گرگئی اور کئی دن تک سخت تکلیف میں مبتلا رہی۔

فَاسْتَغَثْتُ بِهٖ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِیْ ذَالِکَ فَاَتَانِیْ اٰتٍ فِیْ مَنَامِیْ وَمَعَهُ الْجَنِی الصَّارِعُ لَهَا فَقَالَ لَقَدْ اَرْسَلَهٗ لَکَ النَّبِیُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَعَاتَبْتُهٗ وَحَلَفْتُهٗ اَنْ لَّايَعُوْدَ اِلَيْهَا ثُمَّ اسْتَيْقَظْتُ وَلَيْسَ بِهَا قَلْبَةٌ (زرقانی علی المواہب ج8 ص318)

تو میں نے اس معاملہ میں حضور ﷺ سے استغاثہ کیا تو خواب میں دیکھا کہ ایک

آدمی ہیں جن کے ساتھ ایک جن ہے جس نے بصورت ہرن خادمہ کوٹکر ماری تھی، وہ آدمی کہنے لگے کہ اس جن کو حضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے تمہارے پاس بھیجا ہے اور میں نے اس کو ملامت کی ہے اور قسم دی ہے کہ پھر کہیں ایسی حرکت نہ کرنا۔ پھر میں بیدار ہوا تو اس خادمہ پر کچھ بھی تکلیف کا اثر نہ تھا۔

حضرت محمد بن المنکدر رحمۃ اللہ علیہما فرماتے ہیں کہ ایک شخص میرے باپ کے پاس اسّی (80) دینار بطور امانت رکھ کر جہاد کو چلا گیا اور یہ کہہ گیا کہ اگر تمہیں ضرورت پیش آئے تو خرچ کر لینا میں واپس آ کر لے لوں گا میرے باپ نے اشد ضرورت پیش آنے پر وہ سب کے سب خرچ کر ڈالے۔ جب وہ شخص واپس آیا تو اس نے مطالبہ کیا اور باوجود اس کے کہ میرے باپ کے پاس کچھ بھی نہ تھا کل ادا کرنے کا وعدہ کر لیا:

وشب در مسجد شریف نبوی صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم بیتوتت کرد وزمانے در حضور شریف وگاہے پیش منبر استغاثہ نمود وفریاد کرد ناگاہ در تاریکی شب مردے پیدا شد وصرۂ ہشتاد دینار بدست وے داد مبلغ راباآں مرد بداد وازرجت مطالبہ خاص یافت۔

(جذب القلوب ص222، وفاء الوفاء ج2 ص1380)

اور رات مسجد نبوی شریف صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم میں اس طرح گزاری کہ کبھی تو قبر انور کے پاس اور کبھی منبر شریف کے پاس استغاثہ وفریاد کرتے۔ ناگاہ رات کی تاریکی میں ایک مرد ظاہر ہوئے اور اسّی (80) دینار کی تھیلی ان کے ہاتھ میں دے کر چلے گئے صبح کو میرے باپ نے ادائی کر کے خلاصی پائی۔

امام ابو بکر بن المقری فرماتے ہیں کہ میں اور (امام) طبرانی اور ابو الشیخ تینوں حرم مدینہ طیبہ میں تھے، دو دن روزہ پر روزہ رکھا اور کھانے کو کچھ نہ ملا جب بھوک نے رات کو ہم پر غلبہ کیا تو میں نے قبر انور پر حاضر ہو کر عرض کیا یا رسول اللہ! الجوع (بھوک) اور واپس آ گیا۔ تھوڑی دیر کے بعد ایک علوی مرد دو غلاموں کے ساتھ زنبیلوں میں کھانے لئے ہوئے تشریف لے آئے اور ہمارے پاس آ کر بیٹھ گئے ہم نے کھایا جو بچا تھا وہ بھی انہوں نے

ہمارے پاس چھوڑ دیا۔

وگفت اے قوم شما شکایت پیش رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کردید ہمیں ساعت آنحضرت را در خواب دیدم کہ مرا فرمود تا چیزے برشما حاضر آوردم۔

(جذب القلوب ص223، وفاء الوفاء ج2 ص1380)

اور فرمایا: تم لوگوں نے (جس وقت) حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے سامنے (اپنی بھوک کی) شکایت کی اسی وقت میں نے حضور کو خواب میں دیکھا، آپ نے مجھے فرمایا کہ کچھ کھانا میں تمہارے پاس پہنچاؤں۔

حضرت ابن جلاء فرماتے ہیں کہ مدینہ منورہ میں حاضر ہوا، دو دن کھانے کو کچھ نہ ملا تو میں نے قبر شریف پر حاضر ہو کر عرض کیا اَنَا ضَیۡفُکَ یَارَسُوۡلَ اللّٰہِ میں آپ کا مہمان ہوں، پھر جب سویا تو:

پیغمبر خدا را دیدم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم رغیفی بدست من داد نصفے را ہم در خواب خوردم چوں بیدار شدم نصف دیگر در دست من باقی بود۔ (جذب القلوب ص223)

دیکھا کہ پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ایک روٹی میرے ہاتھ میں دی میں نے آدھی تو خواب میں ہی کھالی جب بیدار ہوا تو باقی آدھی میرے ہاتھ میں موجود تھی۔

حضرت شیخ ابوالخیر اقطع رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ ایک مرتبہ میں مدینہ منورہ حاضر ہوا اور اتفاق سے پانچ روز ایسے گزر گئے کہ کھانے کو کچھ بھی نہ ملا یہاں تک کہ کوئی چیز چکھنے کی بھی نوبت نہ آئی تو میں قبر شریف پر حاضر ہوا:

وَسَلَّمۡتُ عَلَی النَّبِیّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیۡہِ وَسَلَّمَ وَعَلٰی اَبِیۡ بَکۡرٍ وَّعُمَرَ رَضِیَ اللّٰہُ تعالٰی عَنۡہُمَا وَقُلۡتُ یَارَسُوۡلَ اللّٰہِ اَنَا ضَیۡفُکَ اللَّیۡلَۃَ وَتَنۡحَیۡتُ وَنَمۡتُ خَلۡفَ الۡمِنبَرِ فَرَأَیۡتُہٗ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیۡہِ وَسَلَّمَ فِی الۡمَنَامِ وَاَبُوۡبَکۡرٍ رَضِیَ اللّٰہُ تعالٰی عَنۡہُ عَنۡ یَّمِیۡنِہٖ وَعُمَرَ رَضِیَ اللّٰہُ تعالٰی عَنۡہُ عَنۡ شِمَالِہٖ وَعَلِیُّ بۡنُ اَبِیۡ طَالِبٍ کَرَّمَ اللّٰہُ وَجۡہَہٗ بَیۡنَ

يَدَيْهِ فَحَرَّكَنِىْ عَلِىٌّ رَضِىَ اللّٰهُ تعالٰى عَنْهُ وَقَالَ لِىْ قُمْ فَقَدْ جَآءَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقُمْتُ اِلَيْهِ وَقَبَّلْتُ بَيْنَ عَيْنَيْهِ فَدَفَعَ اِلَىَّ رَغِيْفًا فَاَكَلْتُ نِصْفَهٗ وَانْتَبَهْتُ وَفِىْ يَدِىْ وَاللّٰهِ نِصْفَهٗ

(روض الریاحین ص 63 مطبوعہ مصر 1307ھ۔ جذب القلوب ص 223، وفاء الوفاء ج2 ص 1381)

اور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم اور حضرت ابوبکر وعمر رضی اللہ عنہما پر سلام عرض کر کے کہا یا رسول اللہ! صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم آج رات میں آپ کا مہمان ہوں پھر وہاں سے ہٹ کر منبر شریف کے پیچھے جا کر سو گیا تو خواب میں دیکھا کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم تشریف لا رہے ہیں، حضرت ابوبکر آپ کے دائیں طرف اور حضرت عمر آپ کے بائیں طرف اور حضرت علی آپ کے آگے آگے ہیں تو حضرت علی نے آ کر مجھ کو ہلایا اور فرمایا اٹھو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم تشریف لائے ہیں، میں اٹھا اور آگے بڑھا اور آپ کی پیشانی مبارک کو چوما تو آپ نے ایک روٹی مجھے عطا فرمائی، میں نے آدھی خواب میں ہی کھا لی اور جب میری آنکھ کھلی تو خدا کی قسم باقی آدھی میرے ہاتھ میں تھی۔

حضرت شیخ احمد بن محمد صوفی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ میں تیرہ ماہ تک جنگلوں میں پھرتا رہا، میرے بدن کا سب چمڑا پھٹ گیا، اسی حال میں میں مدینہ منورہ قبر انور پر حاضر ہوا اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم اور ابوبکر وعمر رضی اللہ عنہما کی خدمت میں سلام عرض کیا اور سو گیا تو:

آنحضرت را در خواب دیدم کہ می فرماید احمد آمدی چہ حال داری گفتم انا جائع وانا فی ضیافتیک یا رسول اللہ فرمود دست بکشا کشادم۔ دراہم چند در دست من نہاد۔ بیدار شدم دراہم در دست من بود بباز ار رفتم وفطیر وفالودہ خریدم وخوردم وببادیہ ورشدم"۔

(جذب القلوب ص 223 ' وفاء الوفاء ج2 ص 1381)

حضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کو خواب میں دیکھا فرمایا: احمد تم آئے کیا حال ہے؟ میں نے عرض کیا یا رسول اللہ! آپ کا مہمان ہوں اور بھوکا بھی ہوں، فرمایا ہاتھ پھیلا! میں نے پھیلایا چند

درہم میرے ہاتھ میں رکھ دیئے، میں بیدار ہوا تو درہم میرے ہاتھ میں تھے، بازار میں گیا روٹی اور فالودہ لے کر کھایا اور پھر جنگل میں چلا گیا۔

حضرت سید ابو محمد عبد السلام الحسینی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ میں مدینہ منورہ میں تھا، تین دن تک کھانے کو کچھ بھی نہ ملا، میں نے منبر شریف کے پاس جا کر دو رکعت نماز پڑھی اور اس کے بعد حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں عرض کیا نانا جان مجھے بھوک لگ رہی ہے اور میرا ثرید کھانے کو دل چاہتا ہے، اس کے بعد میں سو گیا، تھوڑی دیر کے بعد ایک شخص نے آ کر مجھے جگایا اور لکڑی کا ایک پیالہ میرے آگے رکھا، جس میں گھی اور گوشت اور بہت سی خوشبوئیں ڈال کر بنایا ہوا ثرید تھا، میں نے پوچھا یہ کہاں سے آیا ہے؟ وہ کہنے لگے بچوں کا تین روز سے تقاضا تھا، آج مجھے مقدر سے کچھ مل گیا تھا لہٰذا میں نے اس کو پکایا اور جب پکا کر سو گیا۔

فَرَأَيْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي النَّوْمِ وَهُوَ يَقُوْلُ: اِنَّ اَحَدَ اِخْوَانِكَ تَمَنّٰى عَلٰى هٰذَا الطَّعَامِ فَاَطْعِمْهُ مِنْهُ۔

(وفاء الوفاء ج2 ص1382)

تو میں نے خواب میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو دیکھا آپ نے فرمایا: تیرے ایک بھائی نے مجھ سے اس کھانے کی تمنا کی ہے تو اس میں سے اس کو بھی کھلاؤ۔

حضرت شیخ عبد السلام بن ابی القاسم صقلی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ مجھ سے ایک بزرگ نے بیان کیا کہ میں مدینہ منورہ میں حاضر تھا، میرے پاس کوئی چیز نہ تھی اور میں پے در پے فاقوں کی وجہ سے بہت ضعیف ہو گیا، ایک دن میں نے روضۂ انور پر حاضر ہو کر عرض کیا: اے اولین و آخرین کے سردار! میں مصر کا رہنے والا ہوں اور پانچ ماہ سے خدمت اقدس میں حاضر ہوں، اللہ تعالیٰ اور آپ سے سوال کرتا ہوں کہ کسی ایسے شخص کو متعین فرما دیجئے جو میرے کھانے کے معاملے میں میری خبر لے لیا کرے اور میرے واپس جانے کا انتظام کر دے، پھر چند اور التجائیں کیں اور منبر شریف کے پاس آ کر بیٹھ گیا۔ دفعتہً میں نے

دیکھا کہ ایک صاحب حجرۂ مقدسہ کے پاس حاضر ہوئے اور کچھ کلام کرنے لگے اور اس کلام میں **یَاجَدِّیْ یَا جَدِّیْ** بھی کہا، پھر وہ میرے پاس تشریف لائے اور میرا ہاتھ پکڑ کر فرمایا اٹھو، میں اٹھ کر ان کے ساتھ ہو گیا، وہ باب جبریل سے نکل کر بقیع کی طرف چلے اور بقیع میں گزرتے ہوئے آگے نکل کر ایک خیمہ میں گئے اس خیمہ میں ایک باندی اور ایک غلام تھا ان سے کہا اٹھو اور اپنے مہمان کے لئے کھانا تیار کرو، وہ کھانا تیار کرنے لگ گئے اور ان صاحب نے مجھے باتوں میں لگائے رکھا، جب کھانا تیار ہو گیا اور باندی نے لاکر آگے رکھ دیا تو وہ صاحب مجھ سے فرمانے لگے کھاؤ، میں نے کھایا: انہوں نے فرمایا! ورکھاؤ میں نے اور کھایا پھر انہوں نے فرمایا اور کھاؤ تو میں نے عرض کیا اے میرے سردار! میں نے کئی ماہ سے گیہوں نہیں کھایا تھا اس لئے اور نہیں کھایا جاتا، انہوں نے وہ بچا ہوا سارا کھانا اور دو صاع اصیحانی کھجوریں جو تقریباً نو سیر ہوتی ہیں ایک زنبیل میں رکھ کر مجھ سے فرمایا تمہارا نام کیا ہے؟ میں نے بتایا:

فَقَالَ بِاللّٰهِ عَلَيْکَ تَعُدُ تَشْکُوْ اِلٰی جَدِّیْ فَاِنَّهٗ يَعِزُّ عَلَيْهِ ذٰلِکَ، وَمِنَ السَّاعَةِ مَتٰی جُعْتَ يَاْتِيْکَ رِزُقُکَ حَتّٰی يُسَبِّبَ اللّٰهُ لَکَ مَنْ يُّخْرِجُکَ۔

تو فرمایا تمہیں قسم ہے اللہ کی پھر میرے دادا جان ابا سے شکایت نہ کرنا کیونکہ اس سے ان کو تکلیف ہوتی ہے اور جب تک تمہارے جانے کی کوئی صورت پیدا نہ ہو اس وقت تک کھانا تمہارے پاس پہنچ جایا کرے گا۔

یہ کہہ کر انہوں نے اپنے غلام سے فرمایا جاؤ ان کو مع اس زنبیل کے حجرۂ شریفہ تک پہنچا کر آؤ، میں غلام کے ساتھ چلا، بقیع پہنچ کر میں نے غلام سے کہا تم جاؤ اب میں چلا جاؤں گا، غلام نے کہا اللہ واحد مجھ کو یہ طاقت وقدرت نہیں کہ آپ کو حجرۂ شریفہ تک پہنچانے سے پہلے واپس ہو جاؤں، کبھی حضور سید عالم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم میرے سردار کو اس کی خبر نہ کر دیں، اس غلام نے مجھے حجرۂ شریفہ تک پہنچایا، میں چار روز تک اس زنبیل سے کھاتا رہا، جب کھانا ختم ہو گیا

وہی غلام مجھے اور دے گیا اور اسی طرح ہوتا رہا (وفاء الوفاء شریف ج2 ص1384)

حضرت شیخ یوسف بن علی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ مدینہ منورہ میں ایک ہاشمیہ عورت روضۂ انور پر مجاورہ تھی، بعض خدام اس کو ستایا کرتے تھے وہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی بارگاہ اقدس میں فریاد لے کر حاضر ہوئی تو روضۂ انور سے آواز آئی۔

اَمَّالَکِ فِیَّ اُسوَۃٌ فَاصبِرِیُ کَمَا صَبَرتُ اَوُ نَحوُ ھٰذَا قَالَتُ فَزَالَ عَنِّیُ مَا کُنتُ فِیهِ وَمَاتَ الُخُدَّامُ الثَّلَاثَۃُ الَّذِیُنَ کَانُوا یُؤذُوُنَنِیُ۔

(الحاوی للفتاوی ج2 ص481)

کیا تیرے لئے میری سیرت کی پیروی میں رغبت نہیں؟ صبر کر جس طرح میں نے صبر کیا تھا وہ عورت کہتی ہیں کہ اس آواز سے میری ساری کوفت جاتی رہی اور وہ تینوں خدام جو مجھے ستایا کرتے تھے مر گئے۔

حضرت ثابت بن احمد ابوالقاسم بغدادی فرماتے ہیں کہ مدینہ منورہ مسجد نبوی میں ایک مؤذن صبح کی اذان دے رہے تھے، جب انہوں نے اَلصَّلوٰۃُ خَیرٌ مِّنَ النَّوُمِ کہا تو ایک خادم نے آ کر ان کو ایک تھپڑ مار دیا وہ مؤذن رو پڑا۔

وَقَالَ یَارَسُوُلَ اللّٰهِ فِیُ حَضُرَتِکَ یُفُعَلُ بِیُ ھٰذَا الُفِعُلُ؟ فَفَلَجَ الُخَادِمَ، وَحَمَلَ اِلٰی دَارِہٖ فَمَکَثَ ثَلَاثَۃَ اَیَّامٍ وَّمَاتَ۔

(وفاء الوفاء ج2 ص1382)

اور کہا یا رسول اللہ! آپ کی بارگاہ میں میرے ساتھ یہ کچھ ہو رہا ہے؟ اس خادم پر فالج گر گیا لوگ اس کو اٹھا کر اس کے گھر لے گئے وہ تین دن کے بعد مر گیا۔

فقیہ ابو محمد اشبیلی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ غرناطہ کا ایک شخص اس قدر بیمار ہوا کہ اطباء اس کے علاج سے عاجز ہو گئے اور زندگی سے بالکل مایوسی ہو گئی۔ وزیر ابو عبداللہ محمد بن ابی ضال نے ایک خط حضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی خدمت اقدس میں لکھا اس میں چند شعر بھی لکھے اور بیماری کے متعلق درخواست شفاء و دعا بھی کی اور حجاج کے قافلہ میں ایک شخص کو دے دیا۔ قافلہ مدینہ

منورہ پہنچا اور وہ خط قبر شریف پر پڑھا گیا، اسی وقت وہ بیمار اچھا ہو گیا، جب وہ شخص واپس آیا تو اس نے آ کر دیکھا کہ وہ بیمار ایسا تندرست تھا کہ گویا کبھی بیمار ہوا ہی نہ تھا۔

(وفاء الوفاء ج2 ص1387)

حضرت ابو اسحاق ابراہیم بن سعید رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ میں مدینہ منورہ میں تھا اور میرے ساتھ تین فقراء اور تھے، ہمیں شدید فاقہ پہنچا تو میں نے آپ کی بارگاہ اقدس میں حاضر ہو کر عرض کی: یارسول اللہ!

لَيۡسَ لَنَا شَیۡءٌ وَیَکۡفِیۡنَا ثَلَاثَۃَ اَمۡدَادٍ مِّنۡ اَیِّ شَیۡءٍ کَانَ فَتَلَقَّانِیۡ رَجُلٌ فَدَفَعَ اِلَیَّ ثَلَاثَۃَ اَمۡدَادٍ مِّنَ التَّمۡرِ الطَّیِّبِ۔

(وفاء الوفاء شریف ج2 ص1382)

ہمارے لئے کوئی شے نہیں اور ہمیں تین مد کافی ہیں کوئی چیز بھی ہو؟ پس اسی وقت ہمیں ایک شخص ملا جس نے تین مد بہت اچھی کھجوریں ہمیں دیں۔

حضرت ابو العباس بن نفیس مقری رحمۃ اللہ علیہ جو نابینا تھے، فرماتے ہیں کہ میں مدینہ منورہ میں تین روز تک بالکل بھوکا رہا تو میں نے روضۂ انور پر حاضر ہو کر عرض کیا یارسول اللہ! میں بھوکا ہوں اور اسی بھوک کی حالت میں ایک طرف ہو کر سو گیا، ایک لڑکی آئی اس نے پاؤں سے حرکت دے کر مجھے جگایا اور کہا چلو، میں اس کے ساتھ ہو لیا اور مجھے اپنے گھر لے گئی اور گیہوں کی روٹی اور گھی اور کھجوریں میرے آگے رکھ کر کہنے لگی:

کُلۡ یَآ اَبَا الۡعَبَّاسِ، قَدۡ اَمَرَنِیۡ بِھٰذَا جَدِّیۡ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیۡهِ وَسَلَّمَ، وَمَتٰی جُعۡتَ فَأۡتِ اِلَیۡنَا۔ (وفاء الوفاء شریف ج2 ص1385)

کھاؤ ابو العباس! بیشک میرے دادا جان صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مجھے حکم دیا ہے کہ میں تمہیں کھانا کھلاؤں اور جب تمہیں بھوک لگا کرے ہمارے پاس آ جایا کرو۔

امام شرف الدین محمد بوصیری رحمۃ اللہ علیہ صاحب قصیدہ بردہ شریف مرض فالج میں مبتلا ہو گئے تھے۔ اطباء نے علاج معالجہ میں بہت تدبیریں کیں مگر کوئی کارگر نہ ہوئی۔ آخر

طبیب دو جاں، رحمت عالمیاں صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی طرف رجوع کیا اور ایک نعتیہ قصیدہ لکھا جس میں آپ کی خوب حمد وثناء کی اور پھر آپ کی بارگاہ بیکس پناہ میں التجا وفریاد کرتے ہوئے عرض کیا:

يَا اَكْرَمَ الْخَلْقِ مَالِىْ مَنْ اَلُوْذُ بِهٖ سِوَاكَ عِنْدَ حُلُوْلِ الْحَادِثِ الْعَمَمِ

اے بزرگ ترین مخلوقات! حادثۂ عظیم وعام کے نزول کے وقت میرا آپ کے سوا کون ہے جس کی پناہ لوں۔ نیز فرمایا:

وَمَنْ تَكُنْ بِرَسُوْلِ اللّٰهِ نُصْرَتُهٗ اِنْ تَلْقَهُ الْاَسَدُ فِىْ اٰجَامِهَا تَجِمِ

اور جس کے لئے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی مدد ہو اگر اسے شیر بھی اپنے نیستانوں میں ملیں تو دم بخود رہ جائیں۔

وَلَنْ تَرٰى مِنْ وَّلِيٍّ غَيْرَ مُنْتَصِرٍ بِهٖ وَلَا مِنْ عَدُوٍّ غَيْرَ مُنْقَصِمِ

اے مخاطب! تو ہرگز نہ دیکھے گا آپ کے کسی دوست کو کہ اس کو آپ کی مدد نہ پہنچی ہو اور نہ آپ کا کوئی دشمن دیکھے گا جس کو شکست فاش نہ ہوئی ہو۔

وَمُنْذُ اَلْزَمْتُ اَفْكَارِىْ مَدَائِحَهٗ وَجَدْتُّهٗ لِخَلَاصِىْ خَيْرَ مُلْتَزِمِ

اور جب سے میں نے اپنے افکار پر آپ کی مدح ثناء لازم کردی ہے تو میں نے اس مدح وثناء کو (ہر بلاء مصیبت سے) اپنی نجات کے لئے نہایت عمدہ مصاحب اور ضامن پایا ہے۔

وَلَنْ يَّفُوْتُ الْغِنٰى مِنْهُ يَدًا تَرِبَتْ اِنَّ الْحَيَايُنْبِتُ الْاَزْهَارَ فِى الْاَكَمِ

اور آپ کی فیاضی کسی محتاج کے ہاتھ کو خالی نہیں چھوڑے گی کیونکہ آپ کا فیض مثل عام باران کے ہے اور بارش ٹیلوں پر بھی شگوفے اُگا دیتی ہے۔

غرضیکہ نہایت عجیب وغریب قصیدہ لکھا اور اس کو بار بار پڑھا، رات کو خواب میں حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی زیارت سے مشرف ہوئے، حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی اس نورانی مجلس میں قصیدہ پڑھنے کا حکم ہوا، امام صاحب نے قصیدہ پڑھا، حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ان کے مفلوج بدن پر دست مبارک پھیرا اور اپنی چادر مبارک اڑھائی، اسی وقت شفا ہوگئی، بیدار ہوئے تو بالکل تندرست

تھے۔اور چادر مبارک ان کے اوپر تھی، صبح گھر سے باہر نکلے تو ایک درویش فقیر ملے اور کہا اے میرے سردار! وہ قصیدہ مجھے عنایت فرما دیجئے جو آپ نے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی مدح میں لکھا، امام صاحب نے فرمایا میں نے تو حضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی مدح میں بہت سے قصیدے لکھے ہیں آپ کو کون سے قصیدہ کی طلب ہے؟ وہ بولے جس کا پہلا شعر یہ ہے۔

اَمِنْ تَذَکُّرِ جِیْرَانٍ بِذِیْ سَلَمٍ

امام صاحب بہت متعجب ہوئے کیونکہ ابھی انہوں نے اس قصیدہ کا کسی سے ذکر نہیں کیا تھا، تو وہ درویش کہنے لگے حضرت آپ تعجب نہ کریں، رات جب آپ اس قصیدۂ مبارکہ کو حضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی مجلس میں پڑھ رہے تھے اور حضور سن کر جھوم رہے تھے اور پھر حضور نے آپ کے مفلوج جسم پر ہاتھ پھیرا اور اپنی چادر مبارک اڑھائی تھی یہ فقیر بھی اسی مجلس میں حاضر تھا، امام صاحب نے ان کو لکھوا دیا۔اس طرح اس قصیدہ کی شہرت ہوگی۔

(فوات الوفیات' عطر الوردہ ص2' نشر الطّیب ص2)

اس قسم کے صدہا واقعات ظہور میں آئے جن میں سے بعض کتب معتبرہ میں مذکور وموجود ہیں۔اگر ان سب کو بھی جمع کیا جائے تو کئی ضخیم جلدیں تیار ہو جائیں۔اہل یقین و ایمان کے لئے یہ چند واقعات بھی انشاء اللہ الرحمٰن کافی ثابت ہوں گے۔

آخرت میں وسیلہ وشفاعت: جہاں تک آخرت میں طلب وسیلہ وشفاعت کا تعلق ہے اس باب میں بھی اس قدر زیادہ وصحیح روایات موجود ہیں کہ کتب تفاسیر واحادیث ان سے بھری پڑی ہیں۔بلاشبہ قیامت میں شفاعت کبریٰ کا ظہور ہوگا،عرصاتِ قیامت میں جب کہ دن اس قدر طویل ہوگا کہ کاٹے نہ کٹے' قرآن پاک میں فرمایا: **كَانَ مِقْدَارُهٗ خَمْسِيْنَ اَلْفَ سَنَةٍ** (المعارج:4) وہ دن پچاس ہزار سال کے برابر ہوگا۔سروں پر آفتاب کہ اس دن اس میں دس برس کامل کی گرمی جمع کر دی جائے گی اور پھر وہ سروں کے بہت قریب ہوگا، گرمی وپیاس کی وہ شدت ہوگی کہ خدا نہ دکھائے،لوگ اپنے اپنے پسینے میں ڈوب جائیں گے اور غوطے کھائیں گے۔گھبراہٹ کا یہ عالم ہوگا کہ دل حلق تک آجائیں گے،رشتے ناتے اور

دوستیاں ختم ہو جائیں گی، جب جانیں ان بڑی بڑی آفات میں گھر جائیں گی تو پھر شفیع کی تلاش ہو گی۔ حضرت آدم ونوح، خلیل وکلیم اور مسیح علیہم الصلوٰۃ والسلام جیسے جلیل القدر انبیاء کرام بھی نفسی نفسی کرتے ہوئے فرمادیں گے کہ ہمارا یہ مرتبہ نہیں، ہم سے اتنا بڑا کام نہ نکلے گا، تم کسی اور کے پاس جاؤ۔ آخر لوگ کس کے پاس آئیں گے اس کے پاس جو سید الاولین و الآخرین ہے، جو رحمۃ للعالمین و شفیع المذنبین ہے، جو خاتم النبیین اور حبیب رب العٰلمین ہے، جو صاحب لواء الحمد مقام محمود ہے، وہ جس کا سر اونچا کر کے فرمایا جائے گا کہ:

قُلْ تَسْمَعُ وَسَلْ تُعْطَهُ وَاشْفَعْ تُشَفَّعُ (مشکوٰۃ: 5572۔ بیہقی: 308)

کہو تمہاری سنی جائے گی اور مانگو تمہیں عطا ہو گا اور شفاعت کرو کہ تمہاری شفاعت قبول ہے۔

جب اس کی بارگاہِ بیکس پناہ میں فریاد کی جائے گی تو اس شفیع کے قربان، اس وقت وہ فرمائے گا: **اَنَا لَهَا اَنَا لَهَا** میں ہوں شفاعت کے لئے، میں ہوں شفاعت کے لئے۔

کہیں گے اور نبی **نَفْسِیْ نَفْسِیْ اِذْهَبُوْا اِلٰی غَیْرِیْ**   میرے کریم کے لب پر **انالَهَا** ہو گا

چنانچہ فرمایا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے:

اَشْفَعُ لِاُمَّتِیْ حتی یُنَادِیْنِیْ رَبِّیْ، اَرَضِیْتَ یَا مُحَمَّدُ؟ فَاَقُوْلُ: (اَیْ) رَبِّ رَضِیْتُ۔ (طبرانی، معجم اوسط، مسند بزار حدیث نمبر 638)

میں اپنی امت کی شفاعت کروں گا یہاں تک کہ میرا رب پکارے گا، اے محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تو راضی ہوا؟ میں عرض کروں گا اے میرے رب! میں راضی ہوا۔

اللہ اللہ قسم ہے ان کے کرم کی وہ ہرگز راضی نہ ہوں گے جب تک ہم سیہ کاروں، گنہگاروں اور نالائقوں کا بیڑا پار نہیں ہو جائے گا، لیکن منکرین شفاعت کے سوائے محرومی کے کچھ نصیب نہیں ہو گا، کیونکہ فرمان اقدس ہے:

شَفَاعَتِیْ یَوْمَ الْقِیٰمَةِ حَقٌّ فَمَنْ لَّمْ یُؤْمِنْ بِهَا لَمْ یَکُنْ مِنْ اَهْلِهَا

(مسند الفردوس: 4154۔ کنز العمال: 39053)

قیامت کے دن میری شفاعت حق ہے تو جو اس پر ایمان نہیں رکھتا وہ اس کا اہل بھی نہیں۔

حشر میں ہم بھی سیر دیکھیں گے منکر آج ان سے التجا نہ کرے

اہل محبت کی باتیں

حضرت شقیق بلخی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ میں 149ھ میں حج کو جاتے ہوئے راستہ میں قادسیہ شہر میں اترا، وہاں میں لوگوں کی زیب وزینت اور کثرت کو دیکھ رہا تھا کہ میری نظر ایک خوب صورت نوجوان پر پڑی، جس نے کپڑوں کے اوپر ایک صوف کا کپڑا پہنا ہوا تھا اور پاؤں میں جوتا تھا، وہ لوگوں سے الگ بیٹھا تھا، میں نے دل میں کہا کہ یہ نوجوان صوفی قسم کے لوگوں میں سے معلوم ہوتا ہے اور چاہتا ہے کہ راستہ میں لوگوں پر بوجھ بنے۔ واللہ میں اس کو ضرور سمجھاؤں گا، میں اس خیال سے اس کے قریب گیا، جب اس نے مجھے اپنی طرف آتے دیکھا تو کہا اے شقیق!

اجْتَنِبُوا كَثِيرًا مِّنَ الظَّنِّ ۖ إِنَّ بَعْضَ الظَّنِّ إِثْمٌ (الحجرات:12)

بدگمانی سے بہت بچو بے شک بعض گمان گناہ ہوتے ہیں۔

اور مجھے چھوڑ کر چل دیا، میں نے اپنے دل میں کہا کہ یہ تو بہت بڑی بات ہے کہ اس نے میرا نام لے کر میرے دل کی بات بتا دی ہے (حالانکہ مجھ کو بالکل نہیں جانتا) یہ تو یقیناً کوئی بزرگ آدمی ہے، تو میں اس کے پیچھے جاؤں اور اس سے مل کر اپنے گمان کی معافی کراؤں، میں جلدی جلدی اس کے پیچھے چلا مگر وہ میری نظروں سے غائب ہو گیا اور میں اس سے نہ مل سکا۔ ہم لوگ ''واقصہ'' پہنچے تو کیا دیکھا وہ ایک جگہ نماز پڑھ رہا ہے اور اس کا بدن کانپ رہا ہے اور آنسو بہہ رہے ہیں، میں پھر اس کی طرف بڑھا کہ اپنے اس گمان کی معافی کراؤں، اس نے سلام پھیر کر مجھے دیکھا تو فرمایا اے شقیق پڑھو!

وَإِنِّي لَغَفَّارٌ لِّمَن تَابَ وَآمَنَ وَعَمِلَ صَالِحًا ثُمَّ اهْتَدَىٰ ﴿٨٢﴾ (طٰہٰ:82)

اور بے شک میں بہت بخشنے والا ہوں اس کو جو توبہ کرے اور ایمان لے آئے اور نیک عمل کرے اور پھر ہدایت پر قائم رہے۔

یہ آیت پڑھی اور مجھے چھوڑ کر چل دیا میں نے کہا یہ نوجوان تو ابدال میں سے معلوم ہوتا ہے، دومرتبہ اس نے میرے دل کی بات مجھ پر ظاہر کی ہے۔

جب ہم منیٰ میں پہنچے تو پھر میں نے اس کو دیکھا کہ وہ ایک کنویں پر ہاتھ میں ایک بڑا پیالہ لئے کھڑا کنویں سے پانی لینے کا ارادہ کر رہا تھا کہ اچانک وہ پیالہ اس کے ہاتھ سے کنویں میں گر گیا، اس نے آسمان کی طرف دیکھا اور یہ شعر پڑھا۔

اَنْتَ رَبِّیْ اِذَا ظَمِئْتُ مِنَ الْمَآءِ وَقُوَّتِیْ اِذَا اَرَدْتُّ الطَّعَامَا

تو ہی میرا پالنے والا ہے جب کہ میں پانی سے پیاسا ہو جاؤں اور تو ہی میری قوت ہے جب کہ میں کھانے کا ارادہ کروں۔

پھر اس نے کہا اے اللہ! اے میرے معبود! اے میرے آقا! تو جانتا ہے کہ اس پیالہ کے سوا میرے پاس کچھ نہیں ہے، پس مجھے اس پیالہ سے محروم نہ کیجیو ــــــ خدا کی قسم! میں نے دیکھا کہ کنویں کا پانی اوپر کناروں تک آ گیا اور اس نے اپنا ہاتھ بڑھایا اور پیالہ پانی سے بھر کر نکال لیا اور وضو کیا اور چار رکعت نماز پڑھی، اس کے بعد ریت مٹی اکٹھی کر کے پیالہ میں ڈالتا جا رہا تھا اور ہلا کر پیئے جا رہا تھا، میں نے اس کے قریب جا کر سلام کیا، اس نے سلام کا جواب دیا، میں نے کہا اللہ کے دیئے ہوئے اس انعام سے کچھ بچا کھچا مجھے عنایت فرمائیے، فرمایا اے شقیق! ہم پر ہمیشہ اللہ تعالیٰ کی ظاہری اور باطنی نعمتیں رہی ہیں پس تم اپنے رب کے ساتھ نیک گمان رکھو، پھر وہ پیالہ مجھے عنایت فرما دیا اور خود چل دیئے۔ میں نے جو اس کو پیا تو خدا کی قسم! وہ نہایت لذیذ خوشبودار اور میٹھے ستو تھے کہ ایسے میں نے عمر بھر کبھی نہیں پیئے تھے، میں نے خوب سیر ہو کر پیئے، چنانچہ ان کی برکت و تاثیر سے کئی دن تک نہ مجھے بھوک لگی اور نہ پیاس، اس کے بعد مکہ مکرمہ میں داخل ہونے تک میں نے اس کو نہ دیکھا، جب ہم لوگ مکہ مکرمہ پہنچے تو ایک مرتبہ آدھی رات کے وقت پھر قبۂ زم زم کے پاس بڑے خشوع سے نماز پڑھتے اور خوب روتے ہوئے دیکھا صبح صادق تک اسی طرح نماز پڑھتا رہا پھر وہیں بیٹھ کر تسبیح پڑھتا رہا پھر فجر کی نماز پڑھ کر بیت اللہ شریف کا طواف کیا،

طواف کے بعد جب باہر جانے لگا تو میں بھی پیچھے چل پڑا، باہر جا کر دیکھا تو راستہ میں جس حالت میں دیکھتا آیا تھا اس کے بالکل خلاف اس کے ساتھ اس کے دوست' خدام' اور غلام موجود تھے، جنہوں نے اس کو آتے ہی چاروں طرف سے گھیر لیا' اور ان کی خدمت میں سلام پیش کر رہے تھے' میں نے ان میں سے ایک شخص سے پوچھا کہ مَنْ هٰذَا الْفَتٰی یہ نوجوان کون ہے؟ تو اس نے کہا:

هٰذَا مُوْسَى بْنُ جَعْفَرَ بْنِ مُحَمَّدَ بْنِ عَلِيّ بْنِ الْحُسَيْنِ بْنِ عَلِيّ بْنِ اَبِيْ طَالِبٍ۔ (روض الریاحین ص58)

یہ حضرت موسیٰ (الکاظم) بن امام جعفر (الصادق) بن امام محمد (الباقر) بن امام علی اوسط (زین العابدین) بن امام حسین بن امیر المؤمنین حضرت علی بن ابی طالب ہیں۔

2- حضرت لیث بن سعد رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ میں 113ھ میں حج کے لئے پیدل چلتا ہوا مکہ مکرمہ پہنچا، عصر کی نماز کے وقت جبل ابوقبیس پر گیا تو وہاں ایک بزرگ کو دیکھا کہ بیٹھے دعائیں مانگ رہے ہیں، اور یَا رَبُّ یَا رَبُّ اتنی مرتبہ کہا کہ دم گھٹنے لگا۔ پھر اسی طرح لگاتار یَارَبَّاهُ یَا رَبَّاهُ کہا۔ پھر اسی طرح ایک سانس میں یَا اَللّٰهُ یَا اَللّٰهُ کہا۔ پھر اسی طرح یَا حَیُّ یَاحَیُّ کہا۔ پھر اسی طرح یَارَحْمٰنُ یَا رَحْمٰنُ پھر یَا رَحِیْمُ یَا رَحِیْمُ۔ پھر یَا اَرْحَمَ الرَّاحِمِیْنَ یَا اَرْحَمَ الرَّاحِمِیْنَ کہتے رہے، اس کے بعد کہا، یا اللہ! میرا انگوروں کو دل چاہتا ہے وہ عطا فرما اور میری چادریں پرانی ہو گئیں ہیں۔

لیث رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں خدا کی قسم! اسی وقت میں نے ان کے پاس ایک ٹوکری انگوروں سے بھری ہوئی رکھی دیکھی حالانکہ اس وقت روئے زمین پر کہیں انگور نہیں تھے اور ساتھ ہی دو نئی چادریں رکھی ہوئی دیکھیں، جب وہ کھانے لگے تو میں نے کہا میں بھی آپ کے ساتھ کھاؤں گا، فرمایا کیوں؟ میں نے کہا اس لئے کہ جب آپ دعا فرما رہے تھے تو میں آمین آمین کہہ رہا تھا، فرمایا اچھا آؤ اور کھاؤ لیکن کچھ ساتھ نہ لے جانا، میں نے آگے بڑھ کر ان کے ساتھ کھانے شروع کر دیئے، وہ انگور ایسے عجیب ولذیذ تھے کہ میں نے ان جیسے

انگور ہرگز کبھی نہیں کھائے تھے، ان میں دانہ بھی نہ تھا، میں نے خوب پیٹ بھر کر کھائے مگر لطف یہ کہ ٹوکری میں کچھ کمی نہ ہوئی، پھر وہ فرمانے لگے کہ ان دونوں چادروں میں ایک پسند کر لے، میں نے کہا کہ چادر کی مجھے ضرورت نہیں ہے۔ پھر فرمایا ذرا سامنے سے ہٹ جاؤ تا کہ میں ان کو پہن لوں، میں ایک طرف ہٹ گیا تو انہوں نے ایک تو تہمد کے طور پر باندھ لی اور دوسری اوڑھ لی اور جو چادریں پہلے سے پہنے ہوئے تھے ان کو ہاتھ میں لے کر پہاڑ کے نیچے اترے، میں بھی پیچھے ہولیا، جب صفا و مروہ کے درمیان پہنچے تو ایک سائل نے کہا:

اَکْسِنِیْ کَسَاکَ اللّٰہُ یَا ابْنَ رَسُوْلِ اللّٰہِ حُلَّۃً مِّنْ حُلَلِ الْجَنَّۃِ فَدَفَعَھُمَا اِلَیْہِ فَلَحِقْتُ الرَّجَلَ فَقُلْتُ لَہٗ مَنْ ھٰذَا فَقَالَ جَعْفَرُ بْنُ مُحَمَّدٍ فَطَلَبْتُہٗ لِاَسْمَعَ مِنْہُ شَیْئًا لِاَنْتَفِعَ بِہٖ فَلَمْ اَجِدْہُ، رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ (روض الریاحین ص57)

اے رسول اللہ کے بیٹے! یہ کپڑا مجھے پہنا دیجئے، اللہ تعالیٰ آپ کو جنت کا حلہ پہنائے۔ تو انہوں نے وہ دونوں چادریں اس کو دے دیں میں نے اس سائل کے پاس جا کر اس سے پوچھا کہ یہ کون ہیں؟ اس نے کہا امام جعفر الصادق بن محمد ہیں، میں نے پھر ان کو ڈھونڈا تا کہ ان سے کچھ سنوں اور نفع حاصل کروں مگر میں ان کو نہ پا سکا۔ رضی اللہ عنہ۔

3- حضرت ابو جعفر امام محمد الباقر بن علی زین العابدین رضی اللہ عنہم جب حج کے لئے مکہ مکرمہ تشریف لے گئے اور مسجد حرام میں داخل ہوئے تو بیت اللہ شریف کو دیکھتے ہی اتنے زور سے روئے کہ چیخیں نکل گئیں، کسی نے کہا کہ سب لوگوں کی نظریں آپ کی طرف لگ گئی ہیں آپ اس قدر زور سے نہ چیخیں۔

فَقَالَ ولم لَآ اَبْکِیْ لَعَلَّ اللّٰہَ تَعَالٰی یَنْظُرُ اِلَیَّ بِرَحْمَۃ فَاَفُوْزُ بِھَا عِنْدَہٗ غَدًا ثُمَّ طَافَ بِالْبَیْتِ وَصَلّٰی خَلْفَ الْمقَامِ وَرَفَعَ رَاْسَہٗ مِنَ السُّجُوْدِ فَاِذَا مَوْضَعُ سُجُوْدِہٖ مُبْتَلٌّ بِدَمُوْعِ عَیْنِہٖ (روض الریاحین ص56)

تو فرمایا کیوں نہ روؤں؟ شاید اللہ تعالیٰ میرے رونے کی وجہ سے مجھ پر رحمت کی نظر

فرمالے اور میں کل قیامت کے دن اس کے نزدیک کامیاب ہو جاؤں پھر آپ نے طواف کیا اور مقام ابراہیم پر نماز پڑھی، جب سجدہ کر کے سر اٹھایا تو سجدہ کی جگہ آنسوؤں سے بھیگی ہوئی تھی۔

4- حضرت سیدنا امام علی اوسط زین العابدین بن امام حسین شہید کربلا رضی اللہ عنہما تقویٰ و پرہیزگاری، اتباع و اطاعت شعاری، صبر و شکر گزاری، سخاوت و بردباری، علم و عرفان، اور فقہ وکلام میں اپنی مثال آپ تھے اپنے عہد میں اہل بیت نبوت میں آپ افضل ترین شخصیت تھے، آپ کے فضائل و کمالات بے شمار ہیں۔ بایں ہمہ جب آپ حج کے لئے تشریف لے گئے اور احرام باندھا تو چہرہ زرد ہو گیا اور لبیک نہ کہہ سکے، لوگوں نے کہا آپ لبیک نہیں پڑھتے، فرمایا: مجھے ڈر ہے کہ کہیں جواب میں لَا لَبَّیْکَ نہ کہہ دیا جائے! لوگوں نے کہا احرام باندھ کر لبیک کہنا ضروری ہے، آپ نے لَبَّیْکَ پڑھا تو بے ہوش ہو کر سواری پر سے گر پڑے اور اختتام حج تک یہی صورت رہی کہ جب بھی لَبَّیْکَ کہتے بے ہوش ہو جاتے۔

(تہذیب التہذیب ج7 ص306)

اسی طرح جب آپ وضو کرتے تو آپ کا چہرہ زرد ہو جاتا اور جب نماز کے لئے کھڑے ہو جاتے تو بدن کانپنے لگ جاتا، آپ سے کہا گیا کہ آپ کو کیا ہوتا ہے؟ تو فرمایا:

مَاتَدْرُوْنَ بَیْنَ یَدَیْ مَنْ اَقُوْمُ؟ (روض الریاحین ص55)۔

تمہیں معلوم نہیں کہ کس ذات پاک کے سامنے کھڑا ہوتا ہوں؟

ایک مرتبہ آپ سجدہ میں تھے اور آپ کے مکان کو آگ لگ گئی، لوگوں نے شور مچایا: اے ابن رسول صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم! آگ آگ۔ مگر آپ نے سجدہ سے سر نہ اٹھایا اور لوگوں نے آگ بجھا دی، جب آپ فارغ ہوئے، تو آپ سے اس کے متعلق پوچھا گیا تو فرمایا:

اَلْهَتْنِیْ عَنْهَا النَّارُ الْاُخْرٰی (روض الریاحین ص55)۔

ایک دوسری (جہنم کی) آگ نے اس آگ کی طرف متوجہ نہیں ہونے دیا۔

5- حضرت ربیع بن سلیمان رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ میں اور میرا بھائی اور ایک

جماعت بصورت قافلہ ہم حج کے لئے جا رہے تھے، جب ہم کوفہ میں پہنچے تو میں ضروریاتِ سفر خریدنے کے لئے بازاروں میں پھر رہا تھا، میں نے دیکھا کہ ایک ویران سی جگہ پر ایک خچر مرا ہوا پڑا تھا اور ایک عورت جس کے کپڑے بہت پرانے اور بوسیدہ ہو چکے تھے، وہ چاقو سے اس کے گوشت کے ٹکڑے کاٹ کاٹ کر ایک زنبیل میں رکھ رہی تھی، میں نے خیال کیا کہ یہ مردار کا گوشت لے جا رہی ہے اس پر خاموش نہیں رہنا چاہئے۔ ممکن ہے کہ یہ کوئی بھٹیاری عورت ہو کہ یہی پکا کر لوگوں کو کھلا دے، میں چپکے سے اس کے پیچھے ہولیا، اس طرح کہ وہ مجھ کو نہ دیکھے، وہ عورت ایک بڑے مکان میں جس کا دروازہ بھی اونچا تھا، پہنچی اور دروازہ کھٹکھٹایا اندر سے آواز آئی کون ہے؟ اس نے کہا کھولو میں ہی بدحال ہوں، دروازہ کھلا اور اس میں سے چار لڑکیاں آئیں جن کے چہرہ سے بدحالی اور مصیبت کے آثار ظاہر ہو رہے تھے، اس عورت نے اندر جا کر وہ زنبیل ان لڑکیوں کے سامنے رکھ دی، میں کواڑوں کے درازوں سے جھانک رہا تھا، میں نے دیکھا کہ اندر سے گھر بالکل برباد اور خالی تھا، اس عورت نے روتے ہوئے لڑکیوں سے کہا کہ اس گوشت کو پکالو، اور اللہ کا شکر ادا کرو، اللہ تعالیٰ کا اپنے بندوں پر اختیار ہے، لوگوں کے دل اسی کے قبضے میں ہیں' وہ لڑکیاں اس گوشت کو کاٹ کاٹ کر آگ پر بھوننے لگیں، مجھے قلبی رنج ہوا تو میں نے باہر سے آواز دی اے اللہ کی بندی! خدا کے لئے اس کو نہ کھانا، وہ بولی تو کون ہے؟ میں نے کہا میں ایک پردیسی آدمی ہوں، بولی اے پردیسی! تو ہم سے کیا چاہتا ہے؟ ہم خود ہی مقدر کے قیدی ہیں، تین سال سے ہمارا کوئی معین و مددگار نہیں تو ہم سے کیا چاہتا ہے؟ میں نے کہا مجوسیوں کے ایک فرقہ کے سوا کسی مذہب میں مردار کا کھانا جائز نہیں، وہ بولی ہم خاندان نبوت کے شریف (سید) ہیں، ان لڑکیوں کا باپ بڑا شریف تھا وہ اپنے ہی جیسوں سے ان کا نکاح کرنا چاہتا تھا اس کی نوبت نہ آئی اور اس کا انتقال ہو گیا، جو ترکہ اس نے چھوڑا تھا وہ ختم ہو گیا، ہمیں معلوم ہے کہ مردار کھانا جائز نہیں لیکن حالت اضطرار میں جائز ہو جاتا ہے اور ہمارا چار دن کا فاقہ ہے۔

ان حالات کو سن کر مجھے رونا آ گیا اور میں روتے ہوئے انتہائی بے چینی کے ساتھ

وہاں سے واپس ہوا، بھائی کے پاس آ کر میں نے بھائی سے کہا کہ میرا ارادہ حج کا نہیں ہے اس نے مجھے بہت سمجھایا اور حج کے فضائل بتائے کہ حاجی ایسی حالت میں لوٹتا ہے کہ اس پر کوئی گناہ نہیں رہتا وغیرہ وغیرہ۔

میں نے کہا بس لمبی چوڑی تقریر نہ کرو، یہ کہہ کر میں نے اپنے کپڑے، احرام کی چادریں اور جو سامان میرے ساتھ تھا جس میں چھ سو درہم نقدی تھے سب لیا اور چلا۔ بازار آ کر ایک سو درہم کا آٹا اور ایک سو درہم کا کپڑا خریدا اور باقی چار سو درہم آٹے میں چھپا دیئے اور اس عورت کے گھر پہنچا اور سب سامان کپڑے اور آٹا وغیرہ اس کو دے دیا، اس عورت نے اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کیا اور کہا کہ اے ابن سلیمان! اللہ تیرے اگلے پچھلے سب گناہ معاف کرے اور تجھے حج کا ثواب اور اپنی جنت میں جگہ عطا فرمائے اور اس کا ایسا بدل عطا فرمائے جو تجھ پر بھی ظاہر ہو جائے، سب سے بڑی لڑکی نے کہا۔ اللہ جل شانہ تیرا اجر دو چند کرے اور تیرے گناہ معاف کرے، دوسری نے کہا اللہ تعالیٰ تجھے اس سے بہت زیادہ عطا فرمائے جتنا تو نے ہمیں دیا۔ تیسری نے کہا اللہ تعالیٰ جل شانہ ہمارے دادا جان کے ساتھ تیرا حشر کرے، چوتھی نے جو سب سے چھوٹی تھی کہا اے اللہ! جس نے ہم پر احسان کیا تو اس کا نعم البدل اس کو جلدی عطا کر اور اس کے اگلے پچھلے گناہ معاف کر۔

چنانچہ حجاج کا قافلہ روانہ ہو گیا اور میں کوفہ ہی میں مجبوراً پڑا رہا یہاں تک کہ وہ سب لوگ حج سے فارغ ہو کر واپس بھی آ گئے۔ مجھے خیال ہوا کہ ان حجاج کا استقبال کروں اور ان سے اپنے لئے دعا کراؤں کہ کسی مقبول کی دعا میرے حق میں قبول ہو جائے، جب حجاج کا قافلہ میری آنکھوں کے سامنے آ گیا تو مجھے اپنے حج سے محروم رہ جانے پر بہت افسوس ہوا اور میرے آنسو نکل آئے، جب میں ان سے ملا تو میں نے کہا اللہ تعالیٰ تمہارا حج قبول کرے اور تمہارے اخراجات کا بدل عطا فرمائے، ان میں سے ایک نے کہا کہ یہ دعا کیسی؟ میں نے کہا ایسے شخص کی دعا جو دروازہ تک کی حاضری سے محروم رہا ہو، وہ کہنے لگے بڑے تعجب کی بات ہے اب تو وہاں جانے سے انکار کرتا ہے، کیا تو ہمارے ساتھ عرفات کے

میدان میں نہیں تھا، کیا تو نے ہمارے ساتھ رمی جمرات نہیں کی اور کیا تو نے ہمارے ساتھ طواف نہیں کئے؟ میں اپنے دل میں سوچنے لگا کہ یہ اللہ کا لطف وکرم ہے، اتنے میں میرے شہر کے حاجیوں کی جماعت بھی آ گئی، میں نے ان سے بھی کہا کہ اللہ تعالیٰ تمہاری سعی مشکور فرمائے اور تمہارا حج قبول فرمائے اور وہ بھی یہی کہنے لگے کہ تو ہمارے ساتھ عرفات میں نہ تھا یا رمی جمرات نہیں کی، اب انکار کرتا ہے۔ ان میں سے ایک شخص آگے بڑھتا ہوا میرے قریب آیا اور کہا کہ بھائی اب انکار کیوں کرتے ہو کیا بات ہے آخر تم ہمارے ساتھ مکہ میں نہیں تھے یا مدینہ میں نہیں تھے یہ دیکھو تمہارے ساتھ ہونے کی دلیل کہ جب ہم روضۂ اطہر کی زیارت کر کے باب جبریل سے باہر کو آ رہے تھے تو اس وقت کثرتِ ازدحام کی وجہ سے تم نے یہ تھیلی مجھے بطور امانت دی تھی جس کی مہر پر لکھا ہوا ہے:

مَنْ عَامَلَنَا رَبِحَ جو ہم سے معاملہ کرتا ہے نفع پاتا ہے۔

یہ لو اپنی تھیلی۔ حضرت ربیع فرماتے ہیں کہ خدا کی قسم! میں نے اس تھیلی کو اس سے پہلے کبھی دیکھا بھی نہ تھا، میں نے اس تھیلی کو لے لیا اور واپس گھر آ گیا، عشاء کی نماز پڑھ کر اپنا وظیفہ پورا کیا اور اسی سوچ میں جاگتا رہا کہ آخر یہ قصہ کیا ہے؟ اسی حالت میں میری آنکھ لگ گئی تو میں نے حضور اقدس صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خواب میں زیارت کی، میں نے حضور کو سلام کیا اور دست بوسی کی، آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے تبسم فرماتے ہوئے سلام کا جواب دیا اور فرمایا: اے ربیع! آخر ہم کتنے گواہ اس پر قائم کریں کہ تو نے حج کیا ہے پر تو مانتا ہی نہیں۔ سن بات یہ ہے کہ جب تو نے اس عورت پر جو میری اولاد سے تھی احسان کیا اور اپنا زادِ راہ ایثار کر کے اپنا حج ملتوی کر دیا تو میں نے اللہ تعالیٰ جل شانہٗ سے دعا کی کہ وہ اس کا نعم البدل تجھے عطا فرمائے، تو اللہ تعالیٰ نے ایک فرشتہ تیری صورت پر پیدا کیا اور حکم دیا کہ وہ قیامت تک ہر سال تیری طرف سے حج کیا کرے اور دنیا میں تجھے یہ عوض دیا کہ چھ سو درہم کے بدلے چھ سو دینار (اشرفیاں) عطا فرمائیں تو اپنی آنکھ ٹھنڈی رکھ۔ پھر حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے بھی وہی الفاظ ارشاد فرمائے کہ مَنْ عَامَلَنَا رَبِحَ۔ ربیع کہتے ہیں کہ جب میں سو کر اٹھا اور اس تھیلی کو کھولا تو اس

میں چھ سو اشرفیاں تھیں۔

(رشفۃ الصادی ص 167 تا 170 مطبوعہ مطبعہ الاعلامیہ مصر 1303ھ)

6- حضرت شقیق بلخی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ میں نے مکہ مکرمہ کے راستے میں ایک اپاہج دیکھا جو گھسٹ کر چل رہا تھا، میں نے اس سے پوچھا تم کہاں سے آئے ہو؟ کہنے لگا سمرقند سے۔ میں نے کہا کتنا عرصہ ہوا وہاں سے چلے ہوئے؟ اس نے کہا دس برس سے زیادہ ہو گئے ہیں، میں بڑے تعجب سے اور حیرت سے اس کو دیکھنے لگا، تو اس نے کہا اے شقیق! کیا دیکھ رہے ہو؟ میں نے کہا تمہارے ضعف اور سفر کی درازی نے مجھے متعجب کر دیا، کہنے لگا اے شقیق! سفر کی دوری کو میرا شوق قریب کر دے گا اور میرے ضعف کا متحمل میرا مولا ہے۔ اے شقیق! تم ایک ضعیف بندے سے تعجب کر رہے ہو جس کو اس کا مالک اٹھائے ہوئے لئے جا رہا ہے۔ پھر اس نے یہ دو شعر پڑھے۔

اَزُوْرُكُمْ وَالْهَوٰى صَعْبٌ مَسَالِكُهٗ   وَالشَّوْقُ يَحْمِلُ مَنْ لَّامَالَ يُسْعِدُهٗ

میرے آقا! میں آپ کی زیارت کو آ رہا ہوں اور عشق کی منزل کٹھن ہے لیکن شوق اس شخص کی مدد کیا کرتا ہے جس کی مال مدد نہیں کرتا۔

لَيْسَ الْمُحِبُّ الَّذِىْ يَخْشٰى مَهَالِكَهٗ   كَلَّا وَلَاشِدَّةَ الْاَسْفَارِ تُقْعِدُهٗ

وہ عاشق ہرگز نہیں ہے جس کو راستے کی ہلاکت کا خوف ہو اور نہ وہ عاشق ہے جس کو راستوں کی سختی چلنے سے روک دے۔ (روض الریاحین ص 59، 60)

7- ایک بزرگ فرماتے ہیں کہ میں ایک سال سخت گرمی کے زمانہ میں کہ لو بڑی شدت سے چلتی تھی حج کے لئے چلا، جب زمین حجاز کے وسط میں پہنچا تو اتفاقاً قافلۂ حج سے بچھڑ گیا، کچھ غنودگی سی محسوس ہوئی تو ایک جگہ ذرا لیٹ گیا، جوں ہی آنکھ کھلی تو جنگل بیابان میں ایک کم سن لڑکا جس کی ابھی داڑھی بھی نہ نکلی تھی نظر آیا، میں جلدی جلدی اس کی طرف چلا، قریب جا کر دیکھا تو وہ اس قدر حسین وجمیل تھا کہ گویا چودھویں کا چاند یا دوپہر کا سورج ہے، اس پر ناز ونعمت کے آثار نمایاں تھے، میں نے اس کو سلام کیا اس نے کہا: وعلیکم السلام ورحمتہ

اللہ و برکاتہٗ اے ابراہیم! میں نے بہت زیادہ متعجب ہوکر پوچھا صاحبزادے! تجھے میرا نام کس طرح معلوم ہوا؟ اس نے کہا اے ابراہیم! جب سے مجھے اس کی معرفت حاصل ہوئی ہے میں جاہل نہیں رہا اور جب سے مجھے اس کا وصل نصیب ہوا ہے میں جدا نہیں ہوا میں نے پوچھا اس سخت گرمی کے عالم میں تجھے کون سی چیز اس جنگل میں کھینچ لائی؟ کہنے لگا اے ابراہیم! اس کے سوا مجھے کسی سے انس نہیں اور نہ اس کے سوا میرا کوئی ساتھی اور رفیق ہے، میں بالکل اسی کا ہوگیا ہوں اور اسی کی غلامی کا اقرار کرچکا ہوں، میں نے پوچھا تم کہا سے کھاتے پیتے ہو؟ کہنے لگا کہ میرا کفیل بھی وہی محبوب ہی ہے، میں نے کہا خدا کی قسم ان حالات میں مجھے تیرے ہلاک ہونے کا اندیشہ ہے۔ تو اس کی آنکھیں اشکبار ہوگئیں اور آنسو موتیوں کی طرح اس کے رخساروں پر گرنے لگے اور روتے ہوئے اس نے یہ اشعار پڑھے۔؎

مَنْ ذَا یُخَوِّفُنِیْ بِالْبَرِّ اَقْطَعُہٗ اِلَی الْمُحِبِّ وَقَدْ قَدَّمْتُ اِیْمَانًا

مجھ کو اس جنگل کی سختیوں سے کون ڈرا سکتا ہے جب کہ میں اس جنگل کو اپنے محبوب کی طرف یقین و ایمان کے ساتھ چل کر قطع کر رہا ہوں۔

اَلْحُبُّ اَقْلَقَنِیْ وَالشَّوْقُ اَزْعَجَنِیْ وَلَا یَخَافُ مُحِبُّ اللّٰہِ اِنْسَانًا

عشق مجھ کو بے چین کر رہا ہے۔ اور شوق مجھ کو ابھارے لئے جا رہا ہے اور اللہ کا عاشق کبھی کسی سے نہیں ڈرا کرتا۔

فَلَوْ اَجُوْعُ فَذِکْرُ اللّٰہِ یُشْبِعُنِیْ وَلَا اَکُوْنَ بِحَمْدِ اللّٰہِ عَطْشَانًا

اگر مجھے بھوک لگے گی تو اللہ کا ذکر میرا پیٹ بھرے گا اور اللہ کی حمد کی وجہ سے میں پیاسا بھی نہیں ہوں گا۔

وَاِنْ ضَعُفْتُ فَوَجَدَ مِنْہُ یَحْمِلُنِیْ مِنَ الْحِجَازِ اِلٰی اَقْصٰی خُرَاسَانًا

اور اگر میں ضعیف و کمزور ہوں تو بھی اس کا عشق تو مجھے حجاز سے خراسان تک لے جا سکتا ہے (یعنی مشرق سے مغرب تک)۔

فَهَلْ اَصْغَرِیْ تَکُوْنُ الْیُوْمَ تَحقِرُنِیْ دَعْ عَنکَ عَذْلَکَ لِیْ قَدْ کَانَ مَاکَانَا

تو میرے بچپن کی وجہ سے مجھ کو حقیر سمجھتا ہے اپنی ملامت کو چھوڑ جو ہونا تھا ہو چکا۔

میں نے کہا میں تجھے اللہ کا واسطہ دے کر پوچھتا ہوں کہ تیری صحیح عمر کیا ہے؟ اس نے کہا تو نے بہت بڑا واسطہ دے دیا جو میرے نزدیک بہت اہم ہے میری عمر بارہ سال کی ہے۔ پھر اس نے کہا اے ابراہیم! تجھے میری عمر پوچھنے کی کیا ضرورت پیش آئی جس کے متعلق میں تجھے صحیح صحیح بتا چکا ہوں؟ میں نے کہا اس لئے کہ مجھے تیری باتوں نے حیرت میں ڈال دیا ہے۔ تو اس نے کہا اللہ کا شکر ہے جس نے مجھے بڑی نعمتیں عطا فرمائی ہیں اور اپنے بہت سے مؤمن بندوں پر فضیلت بخشی ہے۔ حضرت ابراہیم کہتے ہیں کہ مجھے اس کے حسن صورت‘ حسن سیرت اور اس کے شیریں کلام سے بڑا تعجب ہوا۔ میں نے کہا سبحان اللہ الخالق المصور۔ تو اس نے تھوڑی دیر کے لئے سر کو نیچے جھکا لیا اور پھر آسمان کی طرف اٹھایا اور مجھے ذرا ترچھی اور کڑوی نگاہ سے دیکھ کر یہ اشعار کہے۔

وَ یحی اِذَا کَانَ الْجَحِیْمُ جَزَآئِیْ مَاذَا یَحِلُّ بِبَھْجَتِیْ وَبَھَآئِیْ

اگر میری سزا جہنم ہوئی تو میرے لئے ہلاکت ہے اس وقت میری یہ رونق اور خوب صورتی کہاں رہے گی؟

یَبْلَی الْعَذَابُ مَحَاسِنِیْ وَیُشِیْنُھَا وَیَطُوْلُ مِنِّیْ فِی الْجَحِیْمِ بُکَآئِیْ

اس وقت عذاب میری ساری خوبیوں کو عیب دار بنا دے گا اور جہنم میں ایک طویل عرصہ تک رونا پڑے گا۔

وَیَقُوْلُ لِیَ الْجَبَّارُ جَلَّ جَلَالُہٗ یَا عَبْدَ سُوْٓءٍ اَنْتَ مِنْ اَعْدَآئِیْ

اور جبار جل جلالہٗ مجھے فرمائے گا: او بدترین غلام! تو میرے دشمنوں میں سے ہے۔

بَارَزْتَنِیْ وَعَصَیْتَ اَمْرِیْ جَاھِلًا اَنَسِیْتَ عَھْدِیْ ثُمَّ یَوْمَ لِقَآئِیْ

تو نے (دنیا میں) میرا مقابلہ کیا اور جہالت سے میری نافرمانی کی اور میرے عہد و پیماں کو بھلایا اور پھر قیامت کے دن میری ملاقات کو بھی بھلا دیا۔

وَتَرٰی وُجُوْہَ الطَّآئِعِیْنَ کَاَنَّھَا بَدْرٌ بَدٰی فِیْ لَیْلَۃِ الظُّلَمَآءِ

اور (اے ابراہیم!) تم اس دن دیکھو گے کہ مطیع و فرمانبردار لوگوں کے چہرے چودھویں رات کے چاند کی طرح چمکتے ہوں گے۔

کَشَفَ الْحِجَابَ فَعَایَنُوْہُ فَاَدْھَشُوْا وَنَسُوْا نَعِیْمَھُمْ وَ کُلَّ رُخَآءِ

اور اللہ جل جلالہٗ اپنے اوپر سے انوار کے پردے ہٹا دیں گے تو پھر یہ فرمانبردار لوگ اس کی زیارت سے مدہوش ہو جائیں گے اور اس کے دیدار کے مقابلہ میں تمام نعمتوں اور مسرتوں کو بھول جائیں گے۔

وَکَسَاھُمْ حُلَلَ الْمَھَابَۃِ وَالرِّضَا وَحُبًّا الْوُجُوْہِ بِنَضْرَۃٍ وَّبَھَآءٍ

اور اللہ تعالیٰ ان فرمانبرداروں کو مہابت وخوشنودی کے حلے پہنائے گا اور ان کے چہروں کو شادابی اور نورانیت عطا ہو گی۔

پھر اس نے کہا اے ابراہیم! مہجور وہ ہے جو حبیب (کی فرمانبرداری) سے منقطع ہو گیا۔ اور واصل وہ ہے جس نے اس کی اطاعت سے حصہ پا لیا لیکن اے ابراہیم! تم اپنے رفقاء سفر سے منقطع ہو گئے ہو؟ میں نے کہا ہاں! اور تم اللہ سے میرے واسطے دعا کرو کہ میں اپنے ساتھیوں سے جا ملوں، تو اس نے آسمان کی طرف دیکھا اور آہستہ آہستہ کچھ زبان سے کہا، اسی وقت مجھ پر غنودگی یا بیہوشی سی طاری ہوئی اور اس سے جو افاقہ ہوا تو میں نے اپنے آپ کو قافلہ کے اندر اونٹ پر سوار پایا اور میرا ساتھی جو میرے ساتھ اونٹ پر سوار تھا وہ مجھ سے کہہ رہا تھا کہ اے ابراہیم! ہوشیار ہو کر اور سنبھل کر بیٹھو ایسا نہ ہو کہ اونٹ پر سے گر جاؤ، اور اس لڑکے کا مجھے کچھ پتہ نہ چلا کہ کہاں گیا، جب ہم لوگ سارا راستہ طے کر کے مکہ مکرمہ حرم شریف میں پہنچے تو میں نے دیکھا کہ وہی لڑکا کعبہ شریف کا پردہ پکڑے ہوئے رو رہا ہے اور یہ شعر پڑھ رہا ہے۔

تَعَلَّقْتُ بِالْاَسْتَارِ وَالْبَیْتِ زُرْتُہٗ وَاَنْتَ بِمَا فِی الْقَلْبِ وَالسِّرِّ اَعْلَمْ

میں کعبہ شریف کا پردہ پکڑے ہوئے ہوں اور اس گھر کی زیارت بھی کر رہا ہوں لیکن

دل میں جو کچھ ہے اس کو اور اصل بھید کو تو خوب جانتا ہے۔

اَتَیتُ اِلَیہِ مَاشِیًا غَیرُ رَاکِبٍ لِاَنِّیُ عَلٰی صِغرِیُ مُحِبٌّ مُتَیَّمٗ

میں اس گھر کی طرف سوار ہو کر نہیں پیدل چل کر آیا ہوں کیونکہ میں باوجود اپنی کم سنی کے عاشق وفریفتہ ہوں۔

ھَوِیتُکَ طِفلًا حَیثُ لَآ اَعرِفُ الھَوٰی فَلَا تَعذِلُونِی اِنَّنِی مُتَعَلِّمٗ

میں بچپن ہی سے تیرا عاشق ہوں جب کہ میں عشق کو جانتا بھی نہیں ہوں تو مجھے ملامت نہ کرو کیونکہ میں ابھی عشق کا طفل مکتب ہوں۔

وَاِنُ کَانَ قَدُ حَانَتُ اِلٰھِیُ مَنِیَّتِیُ لَعَلِّیُ بِوَصُلٍ مِنکَ اَحظٰی وَاَغنَمٗ

اے اللہ! اگر میری موت کا وقت آ گیا ہو تو شاید میں تیرے وصل سے بہرہ ور ہوسکوں۔

اس کے بعد وہ سجدہ میں گر گیا اور میں اس کو دیکھتا رہا، پھر میں اس کے پاس گیا اور اس کو ہلایا تو وہ انتقال کر چکا تھا۔ رضی اللہ تعالیٰ عنہ

حضرت ابراہیم کہتے ہیں کہ مجھے اس کے انتقال کا بہت صدمہ ہوا، میں وہاں سے اٹھ کر اپنی قیام گاہ پر آیا اور اس کے لئے کفن کا کپڑا لیا اور ایک دو آدمی مدد کے لئے اپنے ساتھ لئے اور وہیں واپس آیا جہاں اس کو چھوڑ گیا تھا، تو میں نے اس کو وہاں نہ پایا، پھر میں نے حجاج سے اس کے متعلق پوچھا تو کسی نے بھی اس کے متعلق کوئی خبر نہ دی سب یہی کہتے تھے کہ ہم نے تو کوئی ایسا نہیں دیکھا، تو میں سمجھ گیا کہ اللہ تعالیٰ نے اس کو میرے سوا اور لوگوں کی نگاہوں سے پوشیدہ فرما رکھا تھا۔ پھر جب میں اپنی قیام گاہ پر واپس آیا تو مجھ پر غنودگی سی طاری ہوئی تو میں نے اس کو خواب میں دیکھا کہ وہ ایک بہت بڑی جماعت کے آگے آگے آ رہا ہے اور اس پر اس قدر نور چمک رہا ہے کہ بیان سے باہر ہے اور ایسے خوب صورت حلے پہنے ہوئے ہے کہ ان کی صفت بیان نہیں ہوسکتی، میں نے اس سے پوچھا کہ تو وہی میرا دوست ہے نا؟ اس نے کہا ہاں، میں نے کہا کیا تیری وفات نہیں ہوئی؟ اس نے کہا ہاں ہوگئی ہے میں نے کہا میں نے تو تجھے تجہیز وتکفین اور نماز جنازہ کے لئے بہت تلاش کیا مگر کوئی

پتہ نہ چلا، اس نے کہا اے ابراہیم! سن! جس نے مجھے میرے شہر سے نکالا اور اپنی محبت میں فریفتہ کیا اور میرے عزیز و اقارب سے جدا کیا۔ اسی نے مجھے کفن دیا اور کسی دوسرے کا محتاج نہیں بننے دیا، میں نے کہا اس کے بعد اللہ تعالیٰ نے تیرے ساتھ کیا معاملہ کیا؟ اس نے کہا کہ اللہ تعالیٰ نے مجھے اپنے سامنے کھڑا کیا اور فرمایا کہ تو کیا چاہتا ہے؟ میں نے عرض کیا اے میرے معبود اور اے میرے آقا! تو ہی میرا مقصود اور تو ہی میری آرزو ہے، فرمایا کہ بے شک تو میرا سچا بندہ ہے اور تیرے لئے وہی کچھ ہے جو کچھ تو مانگے، میں نے عرض کیا میں یہ چاہتا ہوں کہ میرے زمانہ کے تمام آدمیوں کے معاملہ میں میری سفارش قبول فرما لے، فرمایا ہم نے ان سب کے بارے میں تیری سفارش قبول کی!

حضرت ابراہیم کہتے ہیں کہ اس کے بعد اس نے مجھ سے مصافحہ کیا اور میں نیند سے بیدار ہوگیا۔ پھر میں نے حج کے بقیہ ارکان پورے کئے، لیکن اس لڑکے کی یاد سے میرا دل ہر وقت بے قرار تھا، جب میں حج سے فارغ ہوکر واپس ہوا تو راستہ میں تمام قافلہ والے حجاج یہ کہتے تھے کہ ابراہیم تیرے ہاتھ کی مہک سے ہر شخص حیران ہے کہ کیسی عمدہ اور طیب خوشبو آرہی ہے اور اس واقعہ کے نقل کرنے والے بعض محدثین فرماتے ہیں کہ حضرت ابراہیم کے ہاتھ سے وہ خوشبو آخری دم تک نہیں گئی۔ رحمۃ اللہ علیہ (روض الریاحین ص 51، 52)

8- حضرت شیخ فتح موصلی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ میں نے جنگل میں ایک نابالغ لڑکا دیکھا کہ پیدل چل رہا ہے اور اس کے ہونٹ حرکت کررہے ہیں، میں نے اس کو سلام کیا، اس نے سلام کا جواب دیا، میں نے پوچھا صاحبزادے کہاں جارہے ہو؟ اس نے کہا بیت اللہ شریف! میں نے کہا تمہارے ہونٹ حرکت کررہے تھے؟ اس نے کہا قرآن شریف پڑھ رہا تھا۔

میں نے کہا ابھی تو تم مکلّف بھی نہیں ہو؟ اس نے کہا میں دیکھتا ہوں کہ موت مجھ سے بھی کم عمر والوں کو پکڑ لیتی ہے، میں نے کہا تمہارے قدم چھوٹے ہیں اور راستہ بہت دور کا ہے، اس نے کہا قدم اٹھانا میرا کام ہے اور منزل مقصود پر پہنچانا اللہ تعالیٰ کا کام ہے، میں

نے کہا زادراہ اور سواری کہاں ہے؟ اس نے کہا میرا زادراہ میرا یقین ہے اور میری سواری میرے پاؤں ہیں، میں نے کہا میں تو تجھ سے روٹی اور پانی کے متعلق پوچھتا ہوں؟ اس نے کہا چچا ذرا غور تو کر کہ اگر تجھے کوئی آدمی اپنے گھر بلائے تو کیا یہ مناسب ہے، تو کھانا پینا اپنے ساتھ لے کر اس کے گھر جائے؟ میں نے کہا نہیں، تو اس نے کہا کہ میرے آقا نے اپنے بندوں کو اپنے گھر بلایا ہے اور زیارت کی اجازت دی ہے۔ ان لوگوں نے اپنے یقین کے ضعف کے سبب اپنے توشے وغیرہ ساتھ لئے ہیں، میں نے تو اس کو بہت برا سمجھا ہے اور اس کے آداب کے احترام کا لحاظ کیا اور کچھ ساتھ نہیں لیا۔ تمہارا کیا خیال ہے کہ وہ مجھ کو ضائع کردے گا؟ میں نے کہا ہرگز نہیں حاشا وکلا! پھر وہ لڑکا میری نگاہوں سے غائب ہو گیا اور میں نے اس کو نہ دیکھا، جب میں مکہ مکرمہ پہنچا تو وہ پہلے ہی وہاں موجود تھا، جونہی اس نے مجھے دیکھا تو کہا یا شیخ! تم ابھی تک اپنے اسی ضعیف یقین پر ہی ہو؟ پھر اس نے یہ اشعار پڑھے۔ ؎

مَالِکُ الْعَالَمِیْنَ ضَامِنٌ رِزْقِیْ فَلِمَا ذَا اُکَلِّفُ الْخَلْقَ رِزْقِیْ

سارے جہانوں کا مالک میرے رزق کا ذمہ دار ہے تو پھر میں مخلوق کو کیوں اپنے رزق کی تکلیف دوں۔

قَدْ قَضٰی لِیْ بِمَا عَلَیَّ وَمَا لِیْ مَالِکِیْ فِیْ قَضَآئِہٖ قَبْلَ خَلْقِیْ

میرے مالک نے میرے پیدا ہونے سے پہلے جو کچھ مجھے پیش آنا ہے میرا نفع و نقصان وغیرہ میرے مقدر میں لکھ دیا ہے۔

صَاحِبُ الْبَذْلِ وَالنَّدٰی فِیْ یَسَارِیْ وَرَفِیْقِیْ فِیْ عُسْرَتِیْ حُسْنُ صِدْقِیْ

وہ میری فراخی کی حالت میں بڑی عطا و بخشش کرنے والا ہے اور میری تنگ دستی میں میرا احسن صدق میرا ساتھی ہے۔

فَکَمَا لَایَرُدُّ عِجْزِیْ رِزْقِیْ فَکَذَا لَایَجُرُّ رِزْقِیْ حِذْقِیْ

جیسا کہ میرا عاجز اور کم عقل ہونا میرے رزق کو نہیں ٹال سکتا ایسے ہی میری ذہانت و

طاقت بھی میرے رزق کو نہیں کھینچ سکتی۔(روض الریاحین ص59)

9- حضرت ذوالنون مصری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ مجھے سفر حج میں جنگل بیابان میں ایک نوجوان لڑکا ملا، نہایت خوب صورت گویا کہ چاندی کا ٹکڑا ہے۔ عشق اس کے بدن میں جوش مار رہا تھا اور وہ بھی حج کے لئے جا رہا تھا، میں نے اس سے کہا سفر بڑا طویل ہے تو اس نے ایک شعر پڑھا۔ ؎

بَعِیْدٌ عَلَی الْکَسْلَانِ اَوْ ذِیْ مَلَالَةٍ　　فَاَمَّا عَلَی الْمُشْتَاقِ غَیْرُ بَعِیْدٍ

کاہلوں اور اکتانے والوں کے لئے تو یہ سفر واقعی بعید ہے لیکن مشتاقوں کے لئے تو کچھ بھی بعید نہیں۔(روض الریاحین ص49)

10- حضرت شیخ علی بن موفق رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ میں ایک سال سواری پر حج کو جا رہا تھا، راستہ میں، میں نے پیدل چلنے والوں کا ایک قافلہ دیکھا جو حج کو جا رہا تھا مجھے بھی یہی اچھا لگا کہ میں بھی ان کے ساتھ پیدل چلوں، چنانچہ میں سواری سے اتر کر ان کے ساتھ پیدل چلنے لگا۔ اور ایک اور شخص کو اپنی سواری پر بٹھا دیا، چلتے چلتے ایک جگہ ہم لوگ کچھ دیر کے لئے ذرا لیٹ گئے، تو میں نے خواب میں دیکھا چند کنیزیں آئیں ان کے ہاتھوں میں سونے کے طشت اور چاندی کے لوٹے ہیں اور وہ پیدل چلنے والوں کے پاؤں دھونے لگ گئیں، جب میرے سوا سب کے دھو چکیں تو ان میں سے ایک نے کہا کہ یہ بھی تو انہی میں سے ہے باقی سب کہنے لگیں نہیں اس کے پاس سواری ہے، تو وہ کہنے لگی کہ ہاں بیشک ہے مگر اس نے سواری کے ہوتے ہوئے ان کے ساتھ پیدل چلنے کو پسند کیا ہے لہٰذا یہ بھی ان میں داخل ہو گیا' تو پھر انہوں نے میرے بھی پاؤں دھوئے تو میری وہ ساری تکان اور کوفت وغیرہ جو مجھ پر پیدل چلنے کی وجہ سے تھی جاتی رہی۔(روض الریاحین ص64)

11- حضرت شیخ بنان الحمال رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ میں مصر سے حج کو جا رہا تھا، زادراہ وغیرہ میرے ساتھ تھا، راستہ میں ایک عورت ملی اور کہا ''بنان'' تم تو حمال (مزدور) ہی نکلے، زادراہ اٹھائے لئے جا رہے ہو۔ یہ تمہارا وہم ہے کہ وہ تمہیں رزق نہیں دے گا، میں

نے یہ سن کر زادراہ وغیرہ پھینک دیا، پھر تین دن مجھ پر ایسے آئے کہ کچھ بھی کھانے کو نہ ملا، راستہ میں چلتے چلتے مجھے ایک پاؤں کا زیور پڑا ہوا ملا، میں نے یہ خیال کر کے اٹھالیا کہ اس کا مالک مل جائے گا تو اس کو دے دوں گا شاید وہ اس وجہ سے مجھے کچھ دے دے۔ تو وہی عورت پھر اچانک سامنے آ گئی اور کہنے لگی تم تو دکاندار ہی نکلے کہ وہ شاید زیور کے بدلے میں کچھ دے دے۔ پھر اس نے میری طرف کچھ درہم پھینکے اور کہا لو انہیں خرچ کرتے رہنا میں نے ان کو خرچ کرنا شروع کیا تو انہوں نے مصر واپس پہنچنے تک مجھے کام دیا۔

(روض الریاحین ص66)

12-ایک بزرگ فرماتے ہیں کہ میں نے مکہ مکرمہ کے راستے میں ایک جوان کو دیکھا کہ وہ بڑے مزے سے اکڑتا ہوا چل رہا ہے۔ میں نے اس سے کہا یہ کیسی چال ہے؟ اس نے کہا یہ چال ان جوانوں کی ہے جو رحمٰن کے خادم ہیں۔ اور دو شعر پڑھے۔

اَتِیْہِ بِکَ اِفْتِخَارًا غَیْرَ اَنِّیْ اَذُوْبُ مِنَ الْمَهَابَةِ عِنْدَ ذِکْرِکَ

میں تیرے ساتھ فخر کرتا ہوا حیران و سرگرداں پھرتا ہوں اور جب تیرا ذکر ہوتا ہے تو میں خوف و ہیبت سے پگھلنے لگتا ہوں۔

وَلَوْ اَنِّیْ قَدَرْتُ لَمِتُّ شَوْقًا وَاِجْلَالًا لِاَجْلِ عَظِیْمِ قَدْرِکَ

اگر مرنا میرے اختیار میں ہوتا تو تیرے اشتیاق اور تیرے جلال اور عظیم مرتبہ کے اکرام میں مر جاتا۔

پھر میں نے اس سے کہا کہ تیری سواری اور زادراہ کہاں ہے؟ تو اس نے مجھے گھور کر دیکھا اور کہا ذرا غور تو کرو کہ اگر کوئی ضعیف غلام کسی کریم آقا کے دولت کدہ پر زیارت کے لئے جائے اور کھانا پینا باندھ کر لے جائے تو وہ آقا اپنے خدام کو حکم دے گا کہ اس کو میرے دروازے سے نکال دو۔

اِنَّ الْمَوْلٰی جَلَّتْ قُدْرَتُهٗ لَمَا دَعَانِیْ اِلَی الْقَصْدِ اِلَیْهِ رَزَقَنِیْ حُسْنَ التَّوَکُّلِ عَلَیْهِ ثُمَّ غَابَ عَنِّیْ فَمَا رَأَیْتُهٗ بَعْدُ۔ (روض الریاحین 67،68)

بے شک میرے مولیٰ جل قدرتہٗ نے جب مجھے اپنے گھر بلایا ہے تو اس نے مجھے اپنے اوپر حسن توکل بھی عطا فرمایا ہے یہ کہہ کہ وہ مجھ سے غائب ہو گیا اور اس کے بعد میں نے اس کو نہ دیکھا۔

13-ایک بزرگ فرماتے ہیں کہ میں مدینہ طیبہ میں حاضر تھا، ایک مرتبہ میں روضۂ انور پر حاضر ہوا تو ایک عجمی شخص کو دیکھا جو روضۂ انور پر الوداعی سلام عرض کر رہا تھا، جب وہ چلا تو میں بھی اس کے پیچھے چل پڑا، جب وہ ذوالحلیفہ پہنچا تو اس نے نماز پڑھی اور احرام باندھا میں نے بھی نماز پڑھی اور احرام باندھ لیا، جب وہ چلا تو میں بھی اس کے پیچھے چل پڑا، وہ میری طرف متوجہ ہوا اور کہنے لگا کہ تم کیا چاہتے ہو؟ میں نے کہا تمہارے ساتھ جانا چاہتا ہوں! اس نے انکار کیا۔ میں نے خوشامد و عاجزی کی تو اس نے کہا اچھا میرے قدم پر قدم رکھتے چلے آؤ میں نے کہا اچھا! وہ غیر معروف راستہ پر چلنے لگا اور میں بھی قدم بقدم اس کے پیچھے ہو لیا۔ تھوڑی ہی رات گزری تھی کہ چراغ نظر آنے لگے، اس نے میری طرف دیکھا اور کہا یہ مسجد عائشہ ہے (جو مکہ مکرمہ سے تین میل تنعیم میں ہے) اب یا تو تم آگے بڑھ جاؤ یا میں آگے بڑھ جاتا ہوں میں نے کہا جیسے تم چاہو، تو وہ آگے بڑھ گئے اور میں وہاں سو گیا، جب سحری کا وقت ہوا، میں اٹھ کر مکہ مکرمہ پہنچا اور طواف و سعی کے بعد حضرت شیخ ابوبکر کنانی کی خدمت میں حاضر ہوا اس وقت بہت سے مشائخ ان کی خدمت میں حاضر تھے، میں نے سلام کیا فرمایا کب آئے؟ میں نے عرض کیا ابھی حاضر ہوا ہوں، فرمایا کدھر سے آ رہے ہو؟ میں نے عرض کیا مدینہ منورہ سے، فرمایا مدینہ منورہ سے کب چلے تھے؟ میں نے عرض کیا گزشتہ رات وہیں تھا، تو وہ تمام مشائخ ایک دوسرے کا منہ دیکھنے لگے۔ شیخ ابوبکر کنانی نے کہا کس کے ساتھ آئے ہو؟ میں نے عرض کیا ایک بزرگ کے ساتھ آیا ہوں اور سارا واقعہ سنایا۔ شیخ ابوبکر کنانی نے فرمایا کہ یہ شیخ ابوجعفر الدامغانی ہیں اور تم نے جو حالات سنائے ہیں وہ ان کے احوال میں سے بہت معمولی چیز ہیں۔ اس کے بعد شیخ کنانی نے اپنے ساتھیوں سے فرمایا چلو شیخ دامغانی کو تلاش کریں اور مجھ سے فرمایا کہ تمہارا یہ حال نہیں تھا کہ ایک شب

میں یہاں پہنچ جاتے، پھر فرمایا چلتے ہوئے زمین کیسی معلوم ہو رہی تھی؟ میں نے عرض کیا جیسے کشتی کے نیچے دریا کی موج معلوم ہوتی ہے۔ (روض الریاحین ص60)

14- حضرت ابراہیم الخواص رحمۃ اللہ علیہ جب کبھی کسی سفر کا ارادہ فرماتے تو نہ کسی سے تذکرہ کرتے اور نہ کسی کو خبر ہوتی، صرف ایک لوٹا ہاتھ میں لیتے اور چل دیتے، حامد اسود کہتے ہیں کہ ایک مرتبہ آپ حسب معمول چلے، میں بھی پیچھے پیچھے ہولیا، جب ہم قادسیہ پہنچے تو آپ نے فرمایا حامد! کہاں کا ارادہ ہے؟ میں نے عرض کیا اے میرے سردار! میں تو صرف ہمراہی کا شرف حاصل کرنا چاہتا ہوں، فرمایا میرا ارادہ تو انشاء اللہ تعالیٰ مکہ مکرمہ کا ہے، میں نے عرض کیا انشاء اللہ میں بھی آپ کے ساتھ وہیں جاؤں گا، جب چلتے ہوئے تین روز ہوگے تو ایک نوجوان اور بھی ہمارے ساتھ ہوگیا وہ ایک دن اور ایک رات برابر ہمارے ساتھ چلتا رہا لیکن اس نے ایک بھی نماز نہ پڑھی۔ حضرت شیخ نے اس سے پوچھا کہ تو نماز کیوں نہیں پڑھتا؟ اس نے کہا مجھ پر نماز نہیں ہے، فرمایا کیوں تو مسلمان نہیں ہے؟ اس نے کہا نہیں میں نصرانی ہوں لیکن نصرانیت میں بھی توکل پر گزر کرتا ہوں۔ میرے نفس نے توکل میں پختہ ہونے کا دعویٰ کیا تو میں نے اس کو بغرض امتحان اس جنگل میں لا ڈالا ہے جہاں معبود کے سوا کوئی نہیں ہے، حضرت شیخ نے اس کی بات سن کر مجھ سے فرمایا تم اس سے کچھ نہ کہو۔ ہمارے ساتھ پڑا چلتا رہے چنانچہ وہ ہمارے ساتھ چلتا رہا، جب ہم بطن مر پر پہنچے تو شیخ نے وہاں قیام کیا اور اپنے کپڑے وغیرہ دھوئے پھر اس نوجوان سے فرمایا تمہارا نام کیا ہے؟ اس نے کہا عبدالمسیح! حضرت شیخ نے فرمایا عبدالمسیح! یہ حرم مکہ کی دہلیز ہے اور اللہ تعالیٰ نے اس حرم کی حد میں مشرکوں کا داخلہ ممنوع قرار دیا ہے۔ چنانچہ فرمایا اِنَّمَا الْمُشْرِكُوْنَ نَجَسٌ فَلَا یَقْرَبُوا الْمَسْجِدَ الْحَرَامَ (التوبہ :28) تیرا جنگل میں آنے کا مقصد یعنی نفس کے دعویٰ توکل کا امتحان تو پورا ہو ہی گیا ہے، اب دخول حرم سے بچ ورنہ ہم تجھ پر اعتراض کریں گے اور تجھے منع کریں گے۔ حامد کہتے ہیں کہ اس کو وہیں چھوڑ کر ہم آگے بڑھ گئے اور مکہ مکرمہ میں داخل ہوئے۔ پھر جب ہم عرفات میں پہنچے تو کیا دیکھا کہ

وہی نصرانی نوجوان احرام باندھے ہوئے لوگوں کا مونھ دیکھتے دیکھتے ہم تک پہنچ گیا۔ جونہی اس نے شیخ کو دیکھا فرط عقیدت سے آپ پر گر پڑا اور آپ کے سر کو بوسہ دیا۔ شیخ نے فرمایا عبدالمسیح کیا معاملہ ہوا؟ اس نے کہا اب میں عبدالمسیح نہیں ہوں بلکہ اسی کا بندہ ہوں جس کے حضرت مسیح بھی بندے ہیں، شیخ نے فرمایا: مجھے پورا واقعہ سناؤ۔ اس نے کہا جب آپ مجھے وہاں چھوڑ کر چلے آئے تو میں اسی جگہ بیٹھا رہا یہاں تک کہ حاجیوں کا ایک قافلہ آ گیا، میں نے مسلمانوں کی طرح احرام باندھا اور اپنے آپ کو مسلمان ظاہر کر کے ان کے ساتھ ہو گیا، جب مکہ مکرمہ پہنچ کر بیت اللہ شریف کو دیکھا تو بیت اللہ شریف کو دیکھتے ہی اسلام کی صداقت مجھ پر ظاہر ہو گئی اور سوائے دین اسلام کے سب مذاہب میری نگاہ میں بے حقیقت ہو گئے، پس میں اسی وقت مسلمان ہو گیا اور غسل کر کے پھر احرام باندھا اور آج تمہیں ڈھونڈ رہا ہوں بعد ازیں وہ ہمارے ساتھ ہی رہا۔ یہاں تک کہ صوفیائے کرام کی جماعت میں ہی اس کا انتقال ہوا۔ (روض الریاحین ص 81،82)

15- حضرت شیخ یوسف بن حمدان رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ میں بصرہ کے راستے سے مکہ مکرمہ جا رہا تھا، میرے ساتھ فقراء صوفیہ کی ایک جماعت تھی ان میں ایک نوجوان تھا جس کی بہترین صحبت و رفاقت اور اوقات و احوال کی حفاظت اور ہر وقت ذکر الٰہی میں مشغولیت اور ہر وقت اللہ تعالیٰ سے مناجات کرنے پر مجھے اس پر رشک آتا تھا، جب ہم مدینہ منورہ پہنچے تو وہ نوجوان سخت بیمار ہو کر ہم سے جدا ہو گیا، میں اپنے چند رفقاء کے ساتھ اس کی مزاج پرسی کو گیا، جب ہم نے اس کی حالت اور بیماری کی شدت دیکھی تو ہم میں سے بعض نے کہا کہ اگر کسی طبیب کو بلایا جائے اور وہ بیماری کی تشخیص کر کے دوا دے تو شاید وہ دوا مفید ثابت ہو جائے یہ گفتگو اس نوجوان نے سنی تو اس نے مسکرا کر کہا بزرگو اور دوستو! موافقت کے بعد مخالفت کس قدر بری چیز ہے؟ اللہ تعالیٰ کسی کے لئے ایک حالت کو پسند کرے اور وہ کسی دوسری حالت کا ارادہ کرے تو کیا یہ اللہ تعالیٰ کے ارادہ کی مخالفت نہیں ہے؟

ہم لوگ اس کے کلام سے شرمسار ہوئے پھر اس نے ہمیں دیکھا اور کہا کہ اگر عشق کے

مارے ہوئے کی بیماری کی کوئی دوا کسی صحت یافتہ کے پاس تمہیں ملے تو بیمار عشق کے لئے دوا طلب کرو، باقی یہ بیماریاں تو بدن کی پاکی اور گناہوں کا کفارہ اور آخرت کو یاد دلانے والی ہیں اور عشق کے مارے ہوئے کی بیماری نفس کا مشاہدہ اور خواہشات کی اتباع ہے پھر اس نے یہ اشعار پڑھے۔

بِیَدِ اللّٰہِ دَوَآئِیْ وَبِعِلْمِ اللّٰہِ دَآئِیْ

میری دوا اللہ تعالٰی کے ہاتھ میں ہے۔ اور وہی میری بیماری کو جانتا ہے۔

اِنَّمَا اَظْلِمُ نَفْسِیْ بِاِتِّبَاعِیْ لِھَوَآئِیْ

میں اپنی جان پر خواہشات کی اتباع سے ظلم کر رہا ہوں۔

کُلَّمَا دَاوَیْتُ دَآئِیْ غَلَبَ الدَّآءُ دَوَآئِیْ

جب کسی مرض کا علاج کرتا ہوں تو مرض دوا پر غالب ہو جاتا ہے۔

(روض الریاحین ص174)

16- حضرت ذوالنون مصری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ میں حج کے ارادے سے سفر میں ایک جنگل سے گزر رہا تھا کہ مجھ پر پیاس کا سخت غلبہ ہوا۔ مجھے ایک قبیلہ بنی مخزوم کا پتا چلا، میں وہاں گیا تو میں نے ایک بہت کم عمر لڑکی جو نہایت ہی حسین تھی کو دیکھا کہ وہ ترنم کے ساتھ اشعار پڑھ رہی تھی۔ مجھے سخت تعجب ہوا کہ اس کم عمر میں اس طرح گا رہی ہے، میں نے اس سے کہا اے لڑکی! تجھے حیا نہیں آتی کہ اس طرح گا رہی ہے؟ کہنے لگی ذوالنون! چپ رہو، رات میں نے خوشی خوشی شراب محبت کا ایک پیالہ پیا ہے، جس سے میں اپنے مولا کی محبت کے نشہ میں سرشار ہوں۔

میں نے کہا تو تُو بڑی حکیم معلوم ہوتی ہے، مجھے کوئی وصیت کر، کہنے لگی' اے ذوالنون! خاموش رہنے کو اپنے اوپر لازم کرلو اور دنیا میں سے صرف اتنی روزی پر راضی رہو جس سے آدمی زندہ رہے تاکہ جنت میں اس حی و قیوم کی زیارت کرسکو، میں نے اس سے کہا کیا تمہارے پاس پینے کا پانی ہے؟ اس نے کہا تجھے پانی کے متعلق بتاؤں؟ میں نے گمان کیا کہ

کوئی کنواں یا چشمہ وغیرہ بتائے گی تو میں نے کہا ہاں بتاؤ؟ کہنے لگی قیامت کے دن پینے والوں کے چار درجے ہوں گے ایک گروہ تو وہ ہوگا جس کو فرشتے پلائیں گے چنانچہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: بَيْضَآءَ لَذَّةٍ لِّلشّٰرِبِيْنَ ﴿۴۶﴾ (الصافات) (سفید رنگ کی بہتی شراب کے جام ہوں گے جو پینے والوں کے لئے لذیذ ہوگی)۔

دوسرا گروہ وہ ہوگا جس کو رضوان خازن جنت پلائیں گے جس کے متعلق اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: وَمِزَاجُهٗ مِنْ تَسْنِيْمٍ ﴿۲۷﴾ (المطففین) (اس کی آمیزش تسنیم سے ہوگی جو ایک چشمہ ہے جس سے مقرب لوگ پیتے ہیں)۔

تیسرا گروہ وہ ہوگا جس کو خود مولیٰ تعالیٰ جل مجدہٗ پلائیں گے اور وہ اس کے بندوں میں سے خواص لوگ ہوں گے۔ چنانچہ فرمایا: وَسَقٰىهُمْ رَبُّهُمْ شَرَابًا طَهُوْرًا ﴿۲۱﴾ (الدہر) (کہ ان کا رب ان کو شراب طہور پلائے گا)۔

کہنے لگی اے ذوالنون! اپنا بھید سوائے اپنے مولیٰ کے دنیا میں کسی پر ظاہر نہ کرو تاکہ آخرت میں تمہارا مالک و مولیٰ تمہیں خود پلائے۔

مصنف کتاب حضرت امام عبداللہ بن اسد یافعی مکی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ چار طبقوں میں سے تین کا ذکر اس لڑکی نے کیا ہے، چوتھے طبقے کا ذکر نہیں کیا غالباً چوتھا وہ ہے جن کو غلمان پلائیں گے جس کے متعلق اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: يَطُوْفُ عَلَيْهِمْ وِلْدَانٌ مُّخَلَّدُوْنَ ﴿۱۷﴾ بِاَكْوَابٍ وَّاَبَارِيْقَ ۙ وَكَاْسٍ مِّنْ مَّعِيْنٍ ﴿۱۸﴾ (الواقعہ) (ان کے اردگرد پھریں گے ہمیشہ رہنے والے لڑکے آبخورے اور آفتابے لے کر اور آنکھوں کے سامنے بہتی شراب کے جام لے کر)۔ (روض الریاحین ص218)

17- ایک بزرگ فرماتے ہیں کہ ایک مرتبہ مجھ کو بڑی سختی و تنگی اور خوف شدید نے آگھیرا، میں اسی پریشانی کی حالت میں بغیر سواری و کسی زادِ راہ کے مکہ مکرمہ چل نکلا، تین روز تک بغیر کھائے پیئے چلتا رہا، چوتھے روز مجھ پر پیاس کا اس قدر غلبہ ہوا کہ مجھے اپنی ہلاکت کا اندیشہ ہوگیا، سخت دھوپ اور گرمی میں کوئی سایہ دار درخت بھی نہیں پاتا تھا جس کے سایہ میں

ہی بیٹھ جاتا، میں نے اپنے معاملے کو اللہ تعالیٰ کے سپرد کیا اور قبلے کی طرف منہ کر کے بیٹھ گیا، بیٹھے بیٹھے مجھ کو نیند سی آ گئی تو میں نے خواب میں ایک شخص کو دیکھا کہ اس نے میری طرف ہاتھ بڑھا کر فرمایا مجھے اپنا ہاتھ دو میں نے ہاتھ بڑھایا، تو انہوں نے مجھ سے مصافحہ کیا اور فرمایا میں تجھے خوشخبری دیتا ہوں کہ تو سلامتی سے حج اور زیارت روضۂ انور نبی اکرم ﷺ کرے گا، میں نے کہا اللہ تعالیٰ آپ پر رحم کرے آپ کون ہیں؟ انہوں نے فرمایا: میں خضر ہوں، میں نے عرض کیا میرے لئے دعا فرمائیے، فرمایا تین مرتبہ یہ دعا پڑھو۔

یَالَطِیۡفًا بِخَلۡقِهٖ یَا عَلِیۡمًا بِخَلۡقِهٖ یَا خَبِیۡرًا بِخَلۡقِهٖ اُلۡطُفۡ بِیۡ یَا لَطِیۡفُ یَا عَلِیۡمُ یَاخَبِیۡرُ ط

اے اپنی مخلوق پر بہت مہربان، اے اپنی مخلوق کے (احوال کو) جاننے والے! اے اپنی مخلوق کی خبر رکھنے والے! مجھ پر بھی لطف و کرم فرما اے لطیف، اے علیم، اے خبیر!

پھر فرمایا یہ ایک تحفہ ہے جس کے پڑھنے سے تمہیں ہر آفت و مصیبت اور تنگی و تکلیف سے ہمیشہ نجات اور خلاصی ہوا کرے گی، پھر وہ مجھ سے غائب ہو گئے تو میں نے سنا کہ ایک شخص یا شیخ یا شیخ کہہ کر مجھ کو آواز دے رہا تھا۔ میں بیدار ہوا تو ایک شخص اونٹنی پر سوار کھڑا تھا اس نے مجھ سے کہا کیا تم نے کوئی نوجوان ایسی صورت ایسے حلیہ کا دیکھا ہے؟ میں نے کہا نہیں، اس نے کہا ہمارا ایک نوجوان ہے جس کو گھر سے نکلے ہوئے سات روز ہو گئے ہیں اور ہمیں یہ خبر ملی ہے کہ وہ حج کو جا رہا ہے پھر اس نے مجھ سے پوچھا کہ تمہارا ارادہ کہاں کا ہے؟ میں نے کہا جہاں اللہ تعالیٰ چاہے! اس نے اپنی اونٹنی بٹھائی اور اس سے اتر کر ایک توشہ دان سے دو روٹیاں سفید جن کے درمیان حلوہ رکھا ہوا تھا نکالیں اور پانی کا مشکیزہ اتار کر کہا پیو! میں نے پانی پیا اور پھر ایک روٹی کھائی جو مجھے کافی ہو گئی، پھر اس نے مجھ سے کہا اٹھو میرے ساتھ سوار ہو جاؤ۔ میں اس کے پیچھے اونٹنی پر سوار ہو گیا، ہم دو رات اور ایک دن برابر چلے تو ہمیں قافلہ مل گیا، اس نے قافلہ والوں سے اس نوجوان کے متعلق پوچھا تو اس کو بتایا گیا کہ وہ قافلہ میں ہے، وہ مجھے چھوڑ کر اس کی تلاش میں گیا، تھوڑی دیر کے بعد اس نوجوان کو ساتھ

لئے ہوئے واپس آیا اور اس نوجوان سے کہنے لگا میرے بیٹے! اس شخص کی برکت سے اللہ تعالیٰ نے تیرا ملنا مجھ پر آسان کر دیا، میں ان کو چھوڑ کر الگ ہو گیا تو وہ شخص پھر مجھ سے ملا اور ایک لپٹا ہوا کاغذ میرے ہاتھ میں رکھ کر اور میرے ہاتھ کو بوسہ دے کر چلا گیا، میں نے دیکھا تو اس کاغذ میں پانچ دینار تھے میں نے ان میں سے اونٹ کرایہ پر کیا اور ان ہی میں سے کھانے پینے کا انتظام کیا اور اسی سال مکہ مکرمہ پہنچ کر حج کیا اور پھر مدینہ منورہ پہنچ کر نبی کریم ﷺ کے روضۂ انور کی زیارت کی اور پھر واپسی میں حضرت ابراہیم خلیل اللہ علیہ السلام کے روضۂ مبارک کی زیارت کی اور جب کبھی کوئی تکلیف و مصیبت پیش آئی تو میں نے حضرت خضر علیہ السلام کے بتائے ہوئے دعائیہ کلمات پڑھے، میں ان کے فضل و احسان کا معترف ہوں اور اللہ کا اس کی نعمت پر شکر گزار ہوں۔ (روض الریاحین ص 174)

18- حضرت مالک بن دینار رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں حج بیت اللہ شریف کے لئے جا رہا تھا، راستہ میں ایک نوجوان دیکھا جو بغیر سواری و زادراہ کے پیدل چل رہا تھا، میں نے اس کو سلام کیا، اس نے سلام کا جواب دیا، میں نے کہا اے نوجوان! کہاں سے آئے ہو؟ اس نے کہا اسی کے پاس سے، میں نے کہا کہاں جا رہے ہو؟ کہا اسی کے پاس میں نے کہا زادراہ کہاں ہے؟ کہا اسی کے ذمہ ہے، میں نے کہا یہ طویل راستہ بغیر پانی و توشہ کے طے نہیں ہو گا کیا تیرے پاس کچھ ہے؟ کہا ہاں! میں نے گھر سے نکلتے وقت پانچ حروف زادراہ کے طور پر لے لئے تھے، میں نے کہا وہ پانچ حروف کون سے ہیں؟ اس نے کہا اللہ کا یہ فرمان کٓھٰیٰعٓصٓ! میں نے کہا ان حروف کے کیا معنی ہیں؟ اس نے کہا کاف کے معنی کفایت کرنے والا ھا کے معنی ہدایت کرنے والا' یا کے معنی پناہ دینے والا، عین کے معنی جاننے والا، ص کے معنی سچا۔ تو جس کا ساتھی کَافِیْ وَ ھَادِیْ وَ مُؤوِیْ وَ عَالِمْ اور صَادِقْ ہو وہ کیسے ضائع یا پریشان ہو سکتا ہے؟ اور اس کو کیا ضرورت ہے کہ زادراہ اور پانی اٹھائے پھرے۔

حضرت مالک رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ اس کا کلام سن کر میں نے اس کو اپنا قمیص پیش

کیا، اس نے قبول کرنے سے انکار کر دیا اور کہا اے شیخ! دنیا کے قمیص سے ننگا رہنا بہتر ہے، دنیا کی حلال چیزوں پر حساب ہے اور اس کی حرام اشیاء پر عذاب ہے۔ جب رات کا اندھیرا چھا گیا تو اس نے منہ آسمان کی طرف اٹھایا اور کہا اے وہ پاک ذات جس کو بندوں کی اطاعت سے خوشی ہوتی ہے اور بندوں کے گناہوں سے کچھ نقصان نہیں ہوتا، مجھے وہ چیز عطا فرما جس سے تجھے خوشی ہوتی ہے اور وہ چیز معاف فرما دے جس سے تیرا کوئی نقصان نہیں۔

جب لوگوں نے احرام باندھ کر لبیک کہا تو وہ خاموش تھا، میں نے کہا تم لبیک کیوں نہیں کہتے؟ اس نے کہا مجھے ڈر ہے کہ میں کہوں لَبَّیْکَ اور وہ فرما دے لَا لَبَّیْکَ وَلَا سَعْدَیْکَ وَلَا اَسْمَعُ کَلَامَکَ وَلَا اَنْظُرُ اِلَیْکَ۔ نہ تیری لبیک قبول ہے اور نہ سعدیک اور نہ میں تیرا کلام سنوں اور نہ تیری طرف دیکھوں۔

پھر وہ چلا گیا تو میں نے اس کو سارے راستہ میں کہیں نہ دیکھا۔ منیٰ پہنچ کر دیکھا کہ وہ یہ اشعار پڑھ رہا تھا۔

اِنَّ الْحَبِیْبَ الَّذِیْ یُرْضِیْهِ سَفْکُ دَمِیْ ۔۔۔ دَمِیْ حَلَالٌ لَّهٗ فِی الْحِلِّ وَالْحَرَمِ

بے شک وہ حبیب جس کو میرا خون بہانا پسندیدہ ہے تو میرا خون اس کے لئے حلال ہے حرم میں بھی اور اس کے باہر بھی۔

وَاللّٰهُ لَوْ عَلِمَتْ رُوْحِیْ بِمَنْ عَلِقَتْ ۔۔۔ قَامَتْ عَلٰی رَاْسِهَا فَضْلًا عَنِ الْقَدَمِ

خدا کی قسم! اگر میری روح کو علم ہو جائے کہ وہ کس ذات اقدس سے محبت کرتی ہے تو وہ قدم کے بجائے سر کے بل کھڑی ہو جائے۔

یَا لَآئِمِیْ لَاتَلُمْنِیْ فِیْ هَوَاءٍ فَلَوْ ۔۔۔ عَایَنْتَ مِنْهُ الَّذِیْ عَایَنْتُ لَمْ تَلُمِ

اے مجھے ملامت کرنے والے! اس کے عشق میں مجھے ملامت نہ کر، اگر تجھے وہ نظر آ جائے جو میں دیکھتا ہوں تو تو کبھی بھی ملامت نہ کرے۔

یَطُوْفُ بِالْبَیْتِ قَوْمٌ لَوْ بِجَارِحَةٍ ۔۔۔ بِاللّٰهِ طَافُوْا لَاَغْنَاهُمْ عَنِ الْحَرَمِ

لوگ بیت اللہ شریف کا طواف کرتے ہیں اگر وہ اللہ کا طواف کرتے تو حرم سے بھی

بے نیاز ہو جاتے۔

ضَحَّی الْحَبِیْبُ بِنَفْسِیْ یَوْمَ عِیْدِھِمْ وَالنَّاسُ ضَحُوْا بِمِثْلِ الشَّآءِ وَالنَّعَمِ

لوگوں نے عید کے دن بھیڑ، بکریوں اور اونٹوں کی قربانی کی اور محبوب نے اس دن میری جان کی قربانی کی۔

لِلنَّاسِ حَجٌّ وَلِیْ حَجٌّ الی سَکَنِیْ تَھْدِی الْاَضَاحِیْ وَاَھْدِیْ مُھْجَتِیْ وَدَمِیْ

لوگوں کا حج ہوا ہے اور میرا حج میرا محبوب ہے، لوگوں نے قربانیاں ہدیہ کیں اور میں نے اپنی جان اور اپنے خون کی قربانی ہدیہ کی۔

پھر اس نے کہا اے اللہ! لوگوں نے قربانیاں کیں اور تیرا تقرب حاصل کیا اور میرے پاس تو کچھ بھی نہیں جس کے ساتھ میں تیرا تقرب حاصل کروں سوائے اپنی جان کے تو اس کو تیری بارگاہ میں نذر کرتا ہوں تو اس کو قبول فرما۔

ثُمَّ شَھِقَ شَھْقَةً فَخَرَّ مَیِّتًا رَحِمَهُ اللّٰهُ تَعَالٰی وَ اِذَا بِقَآئِلٍ یَّقُوْلُ ھٰذَا حَبِیْبُ اللّٰهِ ھٰذَا قَتِیْلُ اللّٰهِ قُتِلَ بِسَیْفِ اللّٰهِ فَجَھَّزْتُهٗ۔

(روض الریاحین ص48)

پھر اس نے ایک چیخ ماری اور مردہ ہو کر گر گیا، اللہ تعالیٰ کی اس پر رحمت ہو اور ساتھ ہی کسی نے غیب سے آواز دی کہ یہ اللہ کا حبیب ہے، یہ عشق الٰہی کا کشتہ ہے جو اللہ کے عشق کی تلوار سے قتل ہوا ہے پھر میں نے اس کی تجہیز و تکفین کی۔

19- حضرت سہل بن عبداللہ رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ ولی اللہ کا لوگوں سے میل جول رکھنا ذلت اور صرف اللہ تعالیٰ سے لگاؤ رکھنا عزت کا باعث ہے اور میں نے بہت کم ولی اللہ ایسے دیکھے ہیں جو لوگوں سے میل جول رکھتے ہوں۔

عبداللہ بن صالح ایک بزرگ ولی اللہ تھے، جن پر اللہ تعالیٰ کی خاص عنایات تھیں وہ لوگوں سے ہمیشہ بھاگتے اور اس سلسلہ میں ایک شہر سے دوسرے شہر میں چلے جاتے، یہاں تک کہ مکہ مکرمہ پہنچ گئے اور وہاں بہت طویل قیام کیا، میں نے ان سے کہا اس شہر میں تو آپ

نے بڑا لمبا قیام کیا، فرمانے لگے اس شہر میں کیوں نہ قیام کروں میں نے ایسا شہر کوئی نہیں دیکھا جس میں اس شہر سے زیادہ رحمتیں اور برکتیں نازل ہوتی ہوں، اس میں صبح و شام فرشتے اترتے ہیں اور میں نے اس شہر میں بہت زیادہ اور بڑے بڑے عجائبات دیکھے ہیں۔ فرشتے مختلف صورتوں میں بیت اللہ کا طواف کرتے رہتے ہیں اور یہ سلسلہ ختم نہیں ہوتا، اگر میں وہ سب کچھ بیان کروں جو میں دیکھتا ہوں تو جن لوگوں کا ایمان کامل نہیں ان کی عقلیں اس کو کبھی گوارا بھی نہیں کریں گی، میں نے ان سے عرض کیا کہ خدا کے لئے مجھے تو اس میں سے کچھ ضرور بتاؤ؟ تو فرمانے لگے کوئی ولی اللہ جس کی ولایت صحیح ہو چکی ہو ایسا نہیں ہے جو ہر جمعہ کی رات کو اس شہر میں نہ آتا ہو، انہی لوگوں کو دیکھنے کے لئے میرا یہاں قیام ہے، چنانچہ میں نے ایک صاحب کو دیکھا جن کا نام مالک بن قاسم الجیلی تھا، وہ آئے تو ان کے ہاتھ پر گوشت کی چکناہٹ تھی، میں نے ان سے کہا شاید آپ ابھی کھانے سے فارغ ہوئے ہیں؟ تو انہوں نے کہا اَسۡتَغۡفِرُ اللّٰہَ میں نے تو ایک ہفتہ سے کچھ نہیں کھایا، میں اپنی والدہ کو کھلا کر آیا ہوں اور جلدی اس لئے کی تا کہ فجر کی نماز میں شریک ہوسکوں۔

وَبَیۡنَہٗ وَبَیۡنَ الۡمَوۡضَعِ الَّذِیۡ جَآءَ مِنۡہُ تِسۡعَمِائَۃِ فَرۡسَخٍ(☆) فَھَلۡ اَنۡتَ مُؤۡمِنٌ بِذٰلِکَ قُلۡتُ نَعَمۡ قَالَ الۡحَمۡدُ لِلّٰہِ الَّذِیۡ اَرَانِیۡ مُؤۡمِنًا۔

(روض الریاحین ص54)

اور جس مقام سے وہ آئے تھے اس مقام اور مکہ مکرمہ کے درمیان نو سو فرسخ (☆) کا فاصلہ ہے تو کیا تم اس کو مانتے ہو؟ میں نے کہاں ہاں مانتا ہوں، فرمانے لگے حمد ہے اس اللہ کے لئے جس نے مجھے ایک مؤمن آدمی ملایا۔

20- صالحین میں سے ایک صاحب فرماتے ہیں کہ میں کعبہ معظّمہ کے پاس بیٹھا ہوا تھا کہ ایک بزرگ جنھوں نے اپنے مونھ پر کپڑا ڈالا ہوا تھا تشریف لائے اور چشمہ زمزم میں داخل ہو کر اپنے برتن میں زمزم ڈال کر پینے لگے، میں نے ان سے ان کا جوٹھا طلب کیا اور

☆۔ ایک فرسخ تین میل کا ہوتا ہے تو نو سو فرسخ کے ستائیس سو میل ہوئے۔ منہ

لے کر پینے لگا تو وہ شہد کی طرح میٹھا اور ایسا لذیذ تھا کہ ایسا میں نے پہلے کبھی نہیں پیا تھا۔ پینے کے بعد میں نے دیکھا تو وہ بزرگ جا چکے تھے، دوسرے دن زم زم کے پاس انتظار میں پھر بیٹھ گیا تو وہ بزرگ چہرے پر کپڑا اٹکائے ہوئے پھر تشریف لائے اور زمزم کے کنویں سے ڈول نکال کر پیا۔

فَاَخَذْتُ فُضْلَتَهُ فَشَرِبْتُ مِنْهَا فَاِذَا لَبَنٌ مَمْزُوْجٌ بِسُكَّرٍ لَمْ اَذُقْ شَيْئًا اَطْيَبَ مِنْهُ (روض الریاحین ص53،54)

تو میں نے پھر ان سے ان کا جوٹھا لے کر جو پیا تو وہ ایسا میٹھا دودھ تھا جیسے شکر ملا کر بنایا گیا ہو اور اس سے پہلے میں نے ایسا کبھی نہیں پیا تھا۔

21- حضرت ذوالنون مصری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ میں نے کعبہ مقدسہ کے پاس ایک نوجوان کو دیکھا جو بڑی کثرت سے رکوع و سجود کر رہا تھا، میں نے اس کے قریب ہو کر اس سے کہا کہ بڑی کثرت سے نماز پڑھ رہے ہو، تو اس نے کہا کہ واپسی وطن کا اذن مانگ رہا ہوں۔

فَرَأَيْتُ رُقْعَةً سَقَطَتْ عَلَيْهِ فِيْهَا مِنَ الْعَزِيْزِ الْغَفُوْرِ اِلَى الْعَبْدِ الصَّادِقِ الشَّكُوْرِ اِنْصَرِفْ مَغْفُوْرًا لَّكَ مَا تَقَدَّمَ مِنْ ذَنْبِكَ وَمَاتَاَخَّرَ (روض الریاحین ص53)

تو میں دیکھا کہ ایک رقعہ اوپر سے اس پر گرا جس میں لکھا ہوا تھا کہ یہ بڑے عزت والے بڑے بخشنے والے اللہ کی طرف سے اس بندے کی طرف ہے جو سچا اور شکر گزار ہے، جاؤ (واپسی کی اجازت ہے) تمہارے اگلے اور پچھلے سب گناہ بخش دیئے گئے۔

22- حضرت ابوسعید خراز رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ میں مسجد حرام میں حاضر ہوا تو میں نے ایک فقیر کو دیکھا جس پر دو پھٹے ہوئے کپڑے تھے اور وہ لوگوں سے سوال کر رہا تھا، میں نے اپنے دل میں کہا کہ ایسے ہی ہوتے ہیں جو لوگوں پر بوجھ بنتے ہیں، تو اس نے میری طرف دیکھا اور یہ آیت پڑھی۔

وَاعْلَمُوْٓا اَنَّ اللّٰہَ یَعْلَمُ مَا فِیْٓ اَنْفُسِکُمْ فَاحْذَرُوْہُ (البقرہ:235)

جان لو بے شک اللہ جانتا ہے جو بھی تمہارے دلوں میں ہے پس اس سے ڈرو۔

میں نے دل ہی دل میں اس بدگمانی سے استغفار کیا تو اس نے آواز دی اور یہ آیت پڑھی۔

وَھُوَ الَّذِیْ یَقْبَلُ التَّوْبَۃَ عَنْ عِبَادِہٖ وَیَعْفُوْا عَنِ السَّیِّاٰتِ

(الشوریٰ:25)(روض الریاحین ص58)

وہی ہے جو اپنے بندوں کی توبہ قبول کرتا ہے اور گناہوں کو معاف فرما دیتا ہے۔

23- حضرت شیخ ابو یعقوب البصری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ میں ایک مرتبہ حرم مکہ میں دس روز تک بھوکا رہا، جس سے مجھے بہت زیادہ ضعف ہو گیا تو مجھے میرے دل نے سخت مجبور کیا کہ باہر نکلوں شاید کوئی چیز مل جائے جس سے میری بھوک میں کچھ کمی ہو، میں باہر نکلا تو ایک گلا سڑا اشلغم پڑا ہوا پایا، میں نے اس کو اٹھا لیا، لیکن میرے دل میں اس سے ایک وحشت سی ہوئی گویا کہ کوئی کہہ رہا ہے کہ دس دن کی بھوک کے بعد بھی تیرے نصیب ہوا تو گلا سڑا اشلغم۔ میں نے اس کو پھینک دیا اور واپس مسجد حرام میں آ کر بیٹھ گیا، تھوڑی دیر کے بعد ایک آدمی آیا اور میرے آگے آ کر بیٹھ گیا اور ایک جزودان میرے سامنے رکھ کر کہا کہ اس میں ایک تھیلی ہے، جس میں پانچ سو دینار ہیں، یہ آپ کی نذر ہے، میں نے اس سے کہا اس کے لئے آپ نے مجھے کیسے مخصوص کیا؟ اس نے کہا ہم لوگ دس روز سے سمندر میں تھے کہ ہماری کشتی ڈوبنے کے قریب ہو گئی تو ہم سے ہر ایک نے نذر مانی کہ اگر اللہ تعالیٰ ہم لوگوں کو اس مصیبت سے نجات عطا فرما کر صحیح وسلامت پہنچا دے تو ہم اپنی یہ نذریں پوری کریں گے اور میں نے یہ نذر مانی تھی کہ یہ اشرفیوں کی تھیلی حرم پاک کے مجاوروں میں سے اس کو دوں گا جس پر سب سے پہلے میری نظر پڑے گی، تو سب سے پہلے میں آپ سے ہی ملا ہوں لہٰذا یہ آپ کی نذر ہے، میں نے کہا اس کو کھولو۔

فَفَتَحَھَا فَاِذَا فِیْھَا کَعَکٌّ سَمِیْذٌ مِصرِیٌّ وَلَوْزٌ مُقَشَّرٌ وَ سُکَّرٌ کَعَاتٍ فَقَبَضْتُ قَبْضَۃً مِّنْ ذَا وَقَبْضَۃً مِّنْ ذَا وَقُلْتُ رُدُّ الْبَاقِیْ اِلٰی

صِبْيَانِکَ هَدِيَّةً مِّنِّیْ اِلَيْهِمْ وَقَدْ قَبِلْتُهَا ثُمَّ قُلْتُ فِیْ نَفْسِیْ رِزْقُکَ يَا نَفْسُ سُيِّرَ اِلَيْکَ مُنْذُ عَشَرَةِ اَيَّامٍ وَاَنْتَ تَطْلُبِيْهِ مِنَ الْوَادِیْ (روض الریاحین ص65)۔

تو اس نے اس کو کھولا تو اس میں سفید آٹے کے میٹھے کیک، چھلے ہوئے بادام اور شکر پارے تھے، تو میں نے ہر ایک میں سے ایک ایک مٹھی بھر لی اور کہا یہ باقی میری طرف سے اپنے بچوں کے لئے ہدیہ لے جاؤ میں نے تمہاری نذر کو قبول کیا پھر میں نے اپنے دل میں کہا کہ تیرا رزق دس روز سے تیرے پاس کھینچا ہوا چلا آ رہا تھا اور تو اس کو باہر وادی میں طلب کرتا پھرتا ہے۔

24- حضرت شیخ ابوجعفر حداد رحمۃ اللہ علیہ جو امام الطائفہ حضرت جنید بغدادی رحمۃ اللہ علیہ کے استاذ ہیں فرماتے ہیں کہ میں مکہ مکرمہ میں تھا اور میرے بال بہت بڑھ گئے اور میرے پاس کچھ نہ تھا کہ حجام کو دے کر حجامت بنوالیتا، تو میں ایک حجام کے پاس گیا جس میں خیر و برکت کے آثار ظاہر تھے اور کہا اللہ کے واسطے میرے بال درست کر دو، اس نے کہا ہاں بڑی عزت و تکریم کے ساتھ! وہ ایک دنیا دار کی حجامت بنا رہا تھا اس کو درمیان میں چھوڑ کر مجھے اپنے آگے بٹھالیا اور بال درست کر کے مجھے ایک کاغذ کی پڑیا دی جس میں چند درہم تھے۔ اور کہا یہ لو تمہیں کام دیں گے، میں نے وہ لے لئے اور دل میں یہ عہد کیا کہ مجھے سب سے پہلے جو کچھ ملے گا میں اس کو دوں گا، چنانچہ میں مسجد میں گیا تو مجھے میرا ایک بھائی ملا اور کہا کہ بصرہ سے تمہارا ایک بھائی تمہارے لئے تین سو اشرفیوں کی تھیلی ہدیہ لایا ہے اور مجھے دے گیا ہے۔

فَاَخَذْتُ الصُّرَّةَ وَحَمَلْتُهَا اِلَی الْمُزَيِّنِ وَقُلْتُ هٰذِهٖ ثَلٰثُمِائَةِ دِيْنَارٍ تَصْرِفُهَا فِیْ بَعْضِ اُمُوْرِکَ فَقَالَ اَلَاتَسْتَحْيِیْ يَا شَيْخُ تَقُوْلُ لِیْ اَحْلِقْ شَعْرِیْ لِلّٰهِ ثُمَّ اٰخُذُ عَلَيْهِ شَيْئًا؟ اِنْصَرِفْ عَافَاکَ اللّٰهُ تَعَالٰی (روض الریاحین ص70)

تو میں نے وہ تھیلی لے لی اور اس کو حجام کے پاس لے جا کر کہا یہ تین سو اشرفیاں ہیں تم ان کو اپنی بعض ضرورتوں میں خرچ کر لینا، تو اس نے کہا بڑے میاں تمہیں شرم نہیں آتی (پہلے تو) تم نے مجھے کہا کہ اللہ کے لئے میرے بال کاٹ دو اور پھر (کہتے ہو کہ میں) اس پر کچھ لے لوں، جاؤ تمہیں اللہ تعالیٰ معاف فرمائے۔

25- حضرت ابو سعید خراز رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ میں مکہ مکرمہ میں تھا ایک دن میں نے باب بنی شیبہ سے گزرتے ہوئے ایک نہایت خوب صورت نوجوان کو مردہ دیکھا میں نے اس کے چہرہ کو غور سے جو دیکھا تو۔

فَتبَسَّمَ فِیْ وَجْھِیْ وَ قَالَ لِیْ یَا اَبَا سَعِیْدُ اَمَا عَلِمْتَ اَنَّ الْاَحْبَابَ اَحْیَآءٌ وَاِنْ مَّاتُوْا وَاِنَّمَا یَنْقِلُوْنَ مِنْ دَارٍ اِلٰی دَارٍ

(روض الریاحین ص 97)

اس نے تبسم کیا اور مجھ سے کہا اے ابو سعید! کیا تجھے معلوم نہیں کہ عشاق ہمیشہ زندہ رہتے ہیں اور اگر مرتے ہیں تو سوائے اس کے اور کچھ نہیں کہ ایک گھر سے دوسرے گھر میں چلے جاتے ہیں۔

26- حضرت شیخ ابو یعقوب سنوسی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ مکہ مکرمہ میں ایک مرید میرے پاس آیا اور کہا یا حضرت! میں کل ظہر کے وقت مر جاؤں گا، یہ لو ایک اشرفی اس میں سے نصف تو قبر کھودنے والے کو دینا اور نصف سے میرے کفن وغیرہ کا انتظام کرنا۔

فَلَمَّا کَانَ وَقْتُ الظُّھْرِ جَآءَ فَطَافَ ثُمَّ تَبَاعَدَ وَمَاتَ فَغَسَلْتُہٗ وَوَضَعْتُہٗ فِی اللَّحْدِ فَفَتَحَ عَیْنَیْہِ فَقُلْتُ لَہٗ اَحَیَاۃٌ بَعْدَالْمَوْتِ؟ فَقَالَ اَنَا حَیٌّ وَکُلُّ مُحِبُّ اللّٰہِ حَیٌّ۔ (روض الریاحین ص 97)

جب دوسرے دن ظہر کا وقت ہوا تو وہ آیا اور طواف کیا اور تھوڑی دور جا کر مر گیا، میں نے اس کو غسل وغیرہ دے کر جب قبر میں رکھا تو اس نے اپنی آنکھیں کھول دیں۔ میں نے اس سے کہا موت کے بعد زندگی؟ تو اس نے کہا (ہاں!) میں زندہ ہوں اور اللہ کا ہر عاشق

زندہ ہوتا ہے۔

27-ایک بزرگ فرماتے ہیں کہ میں صالحین کی ایک جماعت کے ساتھ مکہ مکرمہ میں بیٹھا ہوا تھا، ہم میں ایک بزرگ ہاشمی بھی تھے تو ان پر غشی طاری ہوگئی، جب افاقہ ہوا تو انہوں نے فرمایا کیا تم نے بھی دیکھا جو میں نے دیکھا ہے؟ ہم نے کہا ہم نے تو کچھ نہیں دیکھا، تو انہوں نے فرمایا:

رَاَیْتُ الْمَلَآئِکَۃَ مُحْرِمِیْنَ یَطُوْفُوْنَ حَوْلَ الْکَعْبَۃِ فَقُلْتُ لَھُمْ مَنْ اَنْتُمْ؟ قَالُوْا مَلَآئِکَۃٌ فَقُلْتُ کَیْفَ حُبُّکُمْ لِلّٰہِ تَعَالٰی فَقَالُوْا نَحْنُ حُبُّنَا جَوَانِیُ وَحُبُّکُمْ بَرَانِیُ (روض الریاحین ص 187)

میں نے دیکھا کہ فرشتے احرام باندھے ہوئے کعبہ کا طواف کر رہے ہیں، میں نے ان سے کہا تم کون ہو؟ انہوں نے کہا فرشتے! میں نے کہا تمہاری محبت اللہ تعالیٰ کے ساتھ کیسی ہے؟ تو انہوں نے کہا ہماری محبت پوشیدہ ہے اور تمہاری محبت ظاہر ہے۔

28-حضرت ابراہیم بن ادہم رضی اللہ عنہ جب حج کے لئے تشریف لے گئے تو بیت اللہ شریف کا طواف کرتے ہوئے آپ کی نگاہ ایک حسین نوجوان پر پڑی جس کے حسن و جمال سے لوگ بہت متعجب تھے، جب آپ نے اس کو غور سے دیکھا تو آپ رونے لگ گئے، آپ کے بعض ساتھی (بدگمانی سے) کہنے لگے اِنَّا لِلّٰہِ وَ اِنَّآ اِلَیْہِ رٰجِعُوْنَ شیخ پر تو غفلت طاری ہوگئی (کہ ایک حسین لڑکے کو دیکھ کر رونے لگے) ان میں سے ایک نے بطور طنز یہ کہا۔ حضرت جی یہ دیکھنا کیسا ہے جس کے ساتھ رونا بھی ہے؟ آپ نے فرمایا میں نے اللہ تعالیٰ سے ایک عہد کیا ہوا ہے جس کے توڑنے کی طاقت نہیں رکھتا ورنہ میں اس لڑکے کو اپنے پاس بلاتا اور اس سے ملتا اس لئے کہ میرا بیٹا ہے اور میری آنکھ کی ٹھنڈک ہے، یہ بہت چھوٹا تھا جب میں اس کو اور تاج و تخت وغیرہ کو چھوڑ کر اللہ تعالیٰ کی طرف نکل پڑا تھا، اب یہ جوان ہوگیا ہے جیسا کہ تم دیکھ رہے ہو مگر مجھے اللہ تعالیٰ سے شرم آتی ہے کہ جس چیز کو میں اس کے لئے چھوڑ آیا تھا اب پھر اس کی طرف لوٹوں، اس کے بعد آپ نے یہ اشعار پڑھے۔

وَلَا عَرَضَتْ لِیْ نَظْرَۃً مُذْ عَرَفْتُہٗ　　مَدَی الدَّھْرَ اِلَّا کَانَ لِیْ حَیْثُ اَنْظُرٗ

جب سے میں نے اس ذاتِ اقدس کو پہچانا ہے اس وقت سے جدھر بھی میں نے نظر کی ادھر اسی ذات کو ہی پایا۔

اَغَارُ عَلٰی طَرْفِیْ لَہٗ فَکَاَنَّنِیْ　　اِذَا رَامَ طَرْفِیْ غَیْرُہٗ لَسْتُ اَبْصُرٗ

مجھے اپنی نظر پر یہ غیرت ہے کہ میری یہ نظر اس کے سوا کسی غیر کو نہیں دیکھتی۔

اَیَا مُنْتَھِیْ ذُخْرِیْ وَسُؤْلِیْ وَعُدَتِیْ　　وَدَادُکَ فِیْ قَلْبِیْ اِلٰی یَوِمِ اَحْشَرٗ

اے میرے ذخیرہ کی انتہا' اے میرے سوال کی غایت' اے میرے اثاثہ کی پونجی! کاش تیری محبت حشر تک میرے دل میں رہے۔

پھر آپ نے اس شخص سے فرمایا کہ تم اس لڑکے کے پاس جاؤ اور اس کو سلام کرو شاید تمہارے اس پر سلام کرنے سے مجھے کچھ تسلی ہو اور میرے جگر کی آگ ٹھنڈی ہو، وہ شخص کہتا ہے کہ میں اس لڑکے کے پاس گیا اور میں نے کہا اللہ تعالیٰ تمہارے باپ کو تمہارے معاملے میں برکت دے تو اس نے کہا چچا جان! میرے والد کہاں وہ تو میرے بچپن ہی میں اللہ تعالیٰ کی تلاش میں نکل گئے تھے، کاش میں ایک مرتبہ ہی ان کو دیکھ لوں پھر اسی وقت میری جان نکل جائے۔ ہائے افسوس ہائے افسوس کہہ کر وہ اس قدر رویا کہ اس کا دم گھٹنے لگا۔ پھر اس نے کہا خدا کی قسم میری یہ تمنا ہے کہ میں ایک مرتبہ ان کی زیارت کرلوں پھر اس وقت مر جاؤں، اس کے بعد وہ ذوق وشوق سے اشعار پڑھنے لگا اور میں حضرت ابراہیم رحمۃ اللہ علیہ کے پاس واپس لوٹ آیا تو وہ سجدے میں پڑے ہوئے تھے اور سجدہ گاہ آنسوؤں سے تر تھی اور نہایت عاجزی کے ساتھ اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں روتے ہوئے یہ کہہ رہے تھے ؎

ھَجَرْتُ الْخَلْقَ طَرَّامِیْ ھَوَا کَا　　وَاَیْتَمْتُ الْعِیَالَ لِکَیْ اَرَا کَا

میں نے ساری دنیا کو تیرے عشق میں چھوڑا اور اپنے عیال کو یتیم بنایا تاکہ تجھے دیکھ لوں۔

فَلَوْ قَطَعْتَنِیْ فِی الْحُبِّ اَرْبًا　　لَمَا سَکَنَ الْفُؤَادُ اِلٰی سَوَاکَا

تو اگر تو بھی عشق میں میری حاجت روائی نہ کرے گا تو پھر یہ دل تیرے سوا کسی جگہ بھی سکون نہ پائے گا۔

میں نے حضرت ابراہیم رحمۃ اللہ علیہ سے کہا آپ اس لڑکے کے لئے دعا فرمائیں تو آپ نے فرمایا۔

حَجَبَهُ اللّٰهُ عَنْ مَّعَاصِيْهِ وَاَعَانَهُ عَلٰى مَايُرْضِيْهِ (روض الریاحین ص 61،62)

اللہ تعالیٰ اس کو اپنی نافرمانی سے محفوظ رکھے اور اپنی مرضیات پر عمل میں اس کی اعانت فرمائے۔

29-ایک بزرگ فرماتے ہیں کہ میں نے حضرت سمنون رحمۃ اللہ علیہ کو دیکھا کہ طواف میں جھوم جھوم کر چل رہے ہیں، میں نے ان کا ہاتھ پکڑ لیا اور کہا تمہیں اللہ تعالیٰ کے سامنے کھڑے ہونے کی قسم مجھے یہ بتاؤ کہ تم اللہ تک کیسے پہنچے؟ جب انہوں نے اللہ کے سامنے کھڑے ہونے کا لفظ سنا تو بے ہوش ہو کر گر پڑے' جب ہوش آیا تو دو شعر پڑھے۔ پھر فرمایا میں نے پانچ باتیں لازم پکڑ لی تھیں اور اپنے دل کو ان پر پکا کر لیا۔

پہلی یہ کہ جو چیز مجھ میں زندہ تھی یعنی خواہش نفس اس کو میں نے مار دیا اور جو چیز مجھ میں مردہ تھی یعنی دل اس کو میں نے زندہ کر لیا۔

دوسری یہ کہ جو چیز مجھ سے غائب تھی یعنی آخرت اس کو میں نے ہر وقت اپنی آنکھوں کے سامنے کر لیا اور جو چیز میرے سامنے تھی یعنی دنیوی اغراض ان کو میں نے غائب کر دیا۔

تیسری یہ کہ جو چیز مجھ سے فنا ہو رہی تھی یعنی تقویٰ اس کو میں نے باقی رکھا اور جو میرے پاس جمع تھی یعنی خواہشات ان کو فنا کر دیا۔

چوتھی یہ کہ جس سے تم سب کو وحشت ہوتی ہے اس سے میں نے انس پیدا کر لیا اور جس سے تم سب کو انس ہے اس سے میں بھاگنے لگا۔ پھر وہ یہ اشعار پڑھتے ہوئے چل دیئے۔

رُوْحِيْ اِلَيْكَ بِكُلِّهَا قَدْ اَقْبَلَتْ لَوْكَانَ فِيْكَ هَلَاكُهَا مَآ اَقْلَعَتْ

میری روح پوری کی پوری آپ کی طرف متوجہ ہے، اگر وہ اس میں ہلاک ہو جائے

تب بھی میں اس کو آپ سے جدا نہیں کر سکوں گا۔

تَبْکِیْ عَلَیْکَ تَخَوُّفًا وَتَلَهُّفًا حَتّٰی یُقَالُ مِنَ الْبُکَآءِ تَقَطَّعَتْ

وہ آپ سے ڈرتی ہوئی اور افسوس کرتی ہوئی روتی رہتی ہے یہاں تک کہ کہا جاتا ہے کہ وہ رونے سے ٹکڑے ٹکڑے ہو جائے گی۔

فَانْظُرْ اِلَیْهَا نَظْرَةً بِتَعَطُّفٍ فَلَطَا لَمَا مَتَّعْتُهَا فَتَمَتَّعَتْ

پس ایک نظر کرم اس پر پھر کر دیجئے اگر چہ پہلے بھی میں نے آپ کی نظر کرم سے بہت نفعے حاصل کئے ہیں (روض الریاحین ص 65)۔

30- حضرت ابراہیم بن ادہم رحمۃ اللہ علیہ نے طواف کرتے ہوئے ایک شخص سے فرمایا کہ یہ بات اچھی طرح جان لے کہ تو صالحین کے درجہ کو اس وقت تک نہیں پا سکتا جب تک ان چھ گھاٹیوں سے نہ گزر جائے۔

اَوَّلُهَا تُغْلَقُ بَابُ النِّعْمَةِ وَتُفْتَحُ بَابُ الشِّدَّةِ وَالثَّانِیَةُ تَغْلِقُ بَابُ الْعِزِّ وَتَفْتَحُ بَابَ الذُّلِّ وَالثَّالِثَةُ تَغْلِقُ بَابَ الرَّاحَةِ وَتَفْتَحُ بَابَ الْجُهْدِ وَالرَّابِعَةُ تَغْلِقُ بَابَ النَّوْمِ وَ تَفْتَحُ بَابُ السَّهْرِ وَالْخَامِسَةُ تَغْلِقُ بَابَ الْغِنٰی وَتَفْتَحُ بَابَ الْفَقْرِ وَالسَّادِسَةُ تَغْلِقُ بَابَ الْاَمَلِ وَتَفْتَحُ بَابَ الْاِسْتِعْدَادِ لِلْمَوْتِ (روض الریاحین ص 71)۔

پہلی یہ کہ تو اپنے او پر نعمت کا دروازہ بند کر لے اور سختی کا دروازہ کھول لے، دوسری یہ کہ عزت کا دروازہ بند کر لے اور ذلت کا دروازہ کھول لے' تیسری یہ کہ راحت کا دروازہ بند کر لے اور مشقت کا دروازہ کھول لے' چوتھی یہ کہ سونے کا دروازہ بند کر لے اور جاگنے کا دروازہ کھول لے' پانچویں یہ کہ غنیٰ کا دروازہ بند کر لے اور فقر کا دروازہ کھول لے' چھٹی یہ کہ امیدوں کا دروازہ بند کر لے اور موت کی تیاری کا دروازہ کھول لے۔

31- حضرت ذوالنون مصری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ میں بیت اللہ شریف کا طواف کر رہا تھا اور آنکھوں کو بیت اللہ شریف کے دیدار سے تسکین دے رہا تھا کہ دفعۃً ایک

صاحب بیت اللہ شریف کے قریب آئے اور یوں کہنے لگے۔

میرے پروردگار! تیرا مسکین بندہ جو تیری بارگاہ سے دھتکارا ہوا ہے اور تیرے در سے بھاگا ہوا ہے، اے اللہ! میں تجھ سے وہ چیز مانگتا ہوں جو سب چیزوں سے زیادہ تیرے قریب ہو اور وہ اطاعت مانگتا ہوں جو تجھے سب سے زیادہ محبوب ہو اور تجھ سے تیرے برگزیدہ بندوں، تیری مکرم ترین مخلوق انبیائے کرم علیہم السلام کے طفیل سوال کرتا ہوں کہ مجھے اپنی محبت کی شراب کا ایک پیالہ پلادے اور اپنی معرفت سے میرے دل پر سے جہل کے پردے ہٹادے، تاکہ میں شوق کے بازوؤں سے اڑ کر تجھ تک پہنچ جاؤں اور عرفان کے باغوں میں تجھ سے سرگوشیاں کروں۔

پھر وہ صاحب اتنے روئے کہ ان کے آنسو ٹپ ٹپ زمین پر گرے رہے تھے۔ پھر وہ ہنسے اور چل دیئے، میں بھی ان کے پیچھے چل دیا اور میں دل میں یہ کہتا ہوا جارہا تھا کہ یا تو یہ بڑے کامل ہیں اور یا پاگل ہیں، جب وہ مسجد سے نکل کر ویرانہ کی طرف چلے تو میں بھی پیچھے پیچھے تھا تو انہوں نے میری طرف دیکھا اور فرمایا تمہیں کیا ہوا کیوں میرے پیچھے آرہے ہو؟ جاؤ واپس لوٹ جاؤ، میں نے کہا اللہ تم پر رحم کرے تمہارا کیا نام ہے؟ فرمایا عبداللہ! میں نے کہا آپ کے والد کا کیا نام ہے؟ فرمایا عبداللہ میں نے کہا یہ تو میں بھی خوب جانتا ہوں کہ سب اللہ کے بندے اور اللہ کے بندوں کی اولاد ہیں۔ تمہارا نام کیا ہے؟ فرمایا میرے باپ نے میرا نام ''سعدون'' رکھا تھا، میں نے کہا وہ سعدون جو مجنون کے نام سے مشہور ہیں؟ فرمانے لگے ہاں وہی ہوں، پھر انہوں نے یہ اشعار پڑھے ؎

قُلُوْبُ الْعَارِفِیْنَ تَحِنُّ حَتّٰی   تَحِلَّ بِقُرْبِہٖ فِیْ کُلِّ رَاحٍ

عارفین کے دل ہر وقت اس کے شوق میں روتے رہتے ہیں یہاں تک کہ اس کے قرب میں منزل بنالیتے ہیں۔

صَفَتْ فِیْ وُدِّ مَوْلَاھَا فَلَیْسَتْ   لَھَا عَنْ وُدِّ مَوْلَاھَا بِرَاحٍ

اپنے مولا کی محبت میں ایسے خلوص سے لگتے ہیں کہ پھر اس کی محبت سے ہٹانے والی

ان کے لئے کوئی چیز نہیں رہتی۔ (روض الریاحین ص 31، 32)

32- شیخ الشیوخ حضرت ابوالقاسم جنید بغدادی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں ایک مرتبہ تنہا حج کے لئے مکہ مکرمہ گیا اور کچھ عرصہ وہاں قیام کیا، میری عادت تھی کہ رات کے اندھیرے میں طواف کیا کرتا، ایک رات میں نے ایک نوعمر لڑکی کو دیکھا کہ وہ طواف کرتے ہوئے یہ اشعار پڑھ رہی ہے۔

اَبَی الْحُبُّ اَنْ یَّخْفٰی وَکَمْ قَدْ کَتَمْتُہٗ   فَاَصْبَحَ عِنْدِیْ قَدْ اَنَاخَ وَطَنَّبَا

میں نے اپنے عشق ومحبت کو کتنا چھپایا مگراب وہ کسی طرح نہیں چھپتا، اب تو اس نے خوب ظاہر ہو کر میرے پاس ڈیرہ ڈال دیا ہے۔

اِذَا اشْتَدَّ شَوْقِیْ ھَامَ قَلْبِیْ بِذِکْرِہٖ   وَاِنْ رُمْتُ قُرْبًا مِّنْ حَبِیْبِیْ تَقَرُّبَا

جب محبوب کے شوق کا مجھ پر غلبہ ہوتا ہے تو میرا دل اس کے ذکر سے تڑپنے لگتا ہے اور اگر میں اپنے محبوب سے قربت چاہتی ہوں تو وہ بھی مجھ سے تقرب کرتا ہے۔

وَیَبْدُوْ فَاَفْنِیْ ثُمَّ اَحْیَا بِہٖ لَہٗ   وَیُسْعِدُنِیْ حَتّٰی اَلُذُّوَاَطْرُبَا

اور جب وہ ظاہر ہوتا ہے تو میں اس میں فنا ہو جاتی ہوں اور پھر اسی کے ساتھ اسی کے لئے زندہ ہو جاتی ہوں اور وہ میری حاجت روائی کرتا ہے یہاں تک کہ میں خوب لذت پاتی ہوں اور مزے میں آجاتی ہوں۔

حضرت جنید رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ میں نے اس سے کہا اے لڑکی! تو اللہ سے نہیں ڈرتی؟ ایسے مقدس مقام پر ایسے شعر پڑھتی ہے؟ تو اس نے میری طرف دیکھا اور کہا اے جنید!

لَوْ لَا التُّقٰی لَمْ تَرَنِیْ   اَھْجُرُ عَنْ طِیْبِ الْوَسَنِ

اگر اللہ تعالیٰ کا ڈر نہ ہوتا تو تُو مجھے نہ دیکھتا کہ میٹھی اور پیاری نیند کو چھوڑ کر پھرتی ہوں۔

اِنَّ التُّقٰی شَرَّ دَنِیْ   کَمَا تَرٰی عَنْ وَّطَنِیْ

بے شک اسی ڈر اور خوف ہی نے مجھ کو میرے وطن سے نکالا اور بھگایا ہے جیسا کہ تو

دیکھ رہا ہے۔

اَفِرُّ مِنْ وَجدِیْ بِہٖ فَحُبُّہٗ ھَیَّمَنِیْ

اسی کی محبت مجھ کو لگی ہوئی ہے جس کی وجہ سے میں بھاگی پھر رہی ہوں اور اس کی محبت نے مجھ کو حیران و پریشان کر رکھا ہے۔

اس کے بعد اس لڑکی نے کہا اے جنید! تم اللہ کا طواف کرتے ہو یا بیت اللہ کا؟ میں نے کہا بیت اللہ کا، تو اس نے اپنا مونھ آسمان کی طرف کیا اور کہا سُبْحَانَکَ سُبْحَانَکَ آپ کی بھی کیا عجیب مشیت ہے جو مخلوق خود پتھر جیسی ہے وہ طواف بھی پتھروں کا ہی کرتی ہے۔ پھر اس نے یہ اشعار پڑھے

یَطُوْفُوْنَ بِالْاَحْجَارِ یَبْغُوْنَ قُرْبَۃً اِلَیْکَ وَھُمْ اَقْسٰی قُلُوْبًا مِّنَ الصَّخَرِ

لوگ پتھروں کا طواف کر کے (اے اللہ!) تیرا قرب ڈھونڈتے ہیں حالانکہ ان لوگوں کے دل خود پتھروں سے بھی زیادہ سخت ہیں۔

وَتَاھُوْا وَلَمْ یَدْرُوْا مِنَ التِّیْہِ مِنْ ھَمٍّ وَحَلُّوْا مَحَلَّ الْقُرْبِ فِیْ بَاطِنِ الْفِکَرِ

یہ ہلاک ہو گئے اور انہوں نے غرور و تکبر اور گمراہی سے محفوظ رہنے کی ہمت نہ پائی اور اپنے خیال میں قرب کے محل میں اترے ہوئے ہیں۔

فَلَوْ اَخْلَصُوْا فِی الْوُدِّ غَابَتْ صِفَاتُھُمْ وَقَامَتْ صِفَاتُ الْوُدِّ لِلْحَقِّ بِالذِّکْرِ

اگر یہ لوگ اپنی محبت (کے دعوے) میں سچے ہوتے تو ان کی اپنی صفات غائب ہو جاتیں اور اللہ کی محبت کی صفات ان میں پیدا ہو جاتیں۔

حضرت جنید رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ میں اس کی گفتگو سے غش کھا کر گر گیا، جب مجھے افاقہ ہوا تو پھر میں نے اس کو نہیں دیکھا۔ رضی اللہ عنہا (روض الریاحین ص 40)

33- ایک بزرگ فرماتے ہیں کہ میں ایک قافلہ کے ساتھ (حج کے لئے) جا رہا تھا راستہ میں، میں نے ایک بڑھیا عورت کو دیکھا کہ قافلہ کے آگے آگے جا رہی ہے، میں نے کہا یہ ضعیفہ قافلہ کے آگے آگے اس لئے چل رہی ہے کہ کہیں قافلہ سے الگ نہ رہ جائے

میرے پاس چند درہم تھے وہ میں نے جیب سے نکالے اور اس سے کہا یہ لے اور جب قافلہ منزل پر ٹھہرے تو مجھے تلاش کر کے مل لینا، میں قافلہ والوں سے کچھ پیسے جمع کر کے تجھے دے دوں گا پھر سواری کرایہ پر کر لینا، تو اس نے اپنا ہاتھ اوپر کو پھیلا کر ہوا میں سے کچھ لیا تو وہ درہم تھے اور وہ درہم مجھے دے کر کہا۔

اَنْتَ اَخَذْتَهَا مِنَ الْحَبِيْبِ وَنَحْنُ اَخَذْنٰهَا مِنَ الْغَيْبِ

کہ تو نے ان کو حبیب سے لیا تھا اور ہم نے ان کو غیب سے لیا ہے۔

اس کے بعد میں نے اسی عورت کو دیکھا کہ وہ خانہ کعبہ کا پردہ پکڑے ہوئے یہ اشعار پڑھ رہی ہے

يَا حَبِيْبَ الْقُلُوْبِ مَالِیْ سِوَاكَا فَارْحَمِ الْيَوْمَ زَآئِرًا قَدْ اَتَاكَا

اے دلوں کے حبیب! میرے لئے تیرے سوا کوئی نہیں۔ آج تو رحم فرما دے اس پر جو تیری زیارت کو حاضر ہوئی۔

عِيْلَ صَبْرِیْ وَزَادَ فِيْكَ اِشْتِيَاقِیْ وَاَبَى الْقَلْبُ اَنْ يُّحِبَّ سِوَاكَا

میرا صبر جاتا رہا اور تیرا اشتیاق بہت زیادہ ہو گیا اور دل کو اس سے انکار ہے کہ وہ تیرے سوا کسی کو محبوب رکھے۔

اَنْتَ سُؤْلِیْ وَبِغْيَتِیْ وَمُرَادِیْ لَيْتَ شَعْرِیْ مَتٰى يَكُوْنُ لِقَاكَا

تو ہی میرا سوال اور میرا مطلوب اور میری مراد ہے، کاش مجھے معلوم ہو جاتا کہ تیری ملاقات کب ہو سکے گی۔

لَيْسَ قَصْدِیْ مِنَ الْجِنَانِ نَعِيْمًا غَيْرُ اَنِّیْ اُرِيْدُهَا لِاَرَاكَا

مجھے جنت سے اس کی نعمتیں مقصود نہیں بلکہ مجھے جنت اس لئے مطلوب ہے کہ اس میں تیرا دیدار ہو گا۔ (روض الریاحین ص58)

34- حضرت ضحاک بن مزاحم رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے کوفہ کی جامع مسجد کے صحن میں جمعہ کی رات کو ایک نوجوان کو سجدہ میں پڑھتے ہوئے بے تحاشا روتے ہوئے

دیکھا، میں نے خیال کیا کہ یہ کوئی ولی اللہ ہے، میں اس کے قریب گیا تاکہ سنوں کہ وہ کیا کہہ رہا ہے۔ تو وہ یہ کہہ رہا تھا ؎

عَلَیۡکَ یَا ذَاالۡجَلَالِ مُعۡتَمَدِیۡ طُوۡبٰی لِمَنۡ کُنۡتَ اَنۡتَ مَعۡنَاہٗ

اے جلال والے! مجھ کو تجھ پر ہی بھروسہ ہے، خوش نصیب ہے وہ جس کا تو مقصود ہے۔

طُوۡبٰی لِمَنۡ بَاتَ خَآئِفًا وَّجِلًا یِشۡکُوۡ اِلٰی ذِی الۡجَلَالِ بَلۡوَاہٗ

خوش حال ہے وہ جو ساری رات خوف ورقت میں گزار دے اور اپنی تکلیف ومصیبت کا اظہار عزت وجلال والے ہی سے کرے۔

وَمَا بِہٖ عِلَّۃٌ وَّلَا سَقَمٌ اَکۡثَرُ مِنۡ حُبِّہٖ لِمَوۡلَاہٗ

اور اس کو اپنے مولا کے عشق ومحبت سے بڑھ کر نہ کوئی علت ہو اور نہ کوئی بیماری ہو۔

اِذَا خَلَا فِی الظَّلَامِ مُبۡتَھِلًا اَجَابَہٗ اللّٰہُ ثُمَّ لَبَّاہٗ

جب وہ اندھیری راتوں میں تنہا گڑگڑا کر دعا کرنے والا ہو تو اللہ تعالیٰ کی طرف سے اجابت اور لبیک ہو۔

اور پہلا مصرع عَلَیۡکَ یَا ذَاالۡجَلَالِ مُعۡتَمَدِیۡ وہ بار بار پڑھ رہا تھا۔ اس کے بہت زیادہ رونے کی وجہ سے مجھے بھی اس پر ترس کھا کر رونا آ گیا، پھر اس نے ایسا کلام کیا جس سے میں یہ سمجھا کہ اس نے کوئی خاص نور دیکھا ہے اور اس نے سنا کہ کوئی کہنے والا کہہ رہا ہے ؎

لَبَّیۡکَ عَبۡدِیۡ فَاَنۡتَ فِیۡ کَنَفِیۡ وَکُلُّ مَا قُلۡتَ قَدۡ سَمِعۡنَاہٗ

اے میرے بندے! میں موجود ہوں اور تو میری حفاظت میں ہے اور جو کچھ بھی تو نے کہا ہے بے شک ہم نے اس کو سنا ہے۔

صَوۡتُکَ تَشۡتَاقُہٗ مَلَائِکَتِیۡ وَذَنۡبُکَ الۡاٰنَ قَدۡ غَفَرۡنَاہٗ

تیری آواز کے میرے فرشتے بھی مشتاق ہیں اور اس وقت ہم نے تیرے سارے گناہ معاف کر دیئے ہیں۔

حضرت ضحاک فرماتے ہیں میں نے اس کو سلام کیا، اس نے جواب دیا میں نے کہا اللہ تعالیٰ تمہیں برکت دے اور تمہاری اس رات میں بھی برکت فرمائے اور تم پر رحم کرے، تم کون ہو؟ اس نے کہا میں راشد بن سلیمان ہوں، میں نے نام سے ان کو پہچان لیا، کیونکہ میں پہلے سے ان کے حالات و واقعات سنتا رہتا تھا اور ملاقات کا مشتاق تھا مگر ملاقات نہ کر سکا تھا، اب اللہ تعالیٰ نے موقعہ میسر فرمایا تھا۔ چنانچہ میں نے خدمت میں رہنے کی درخواست کی تو فرمایا یہ بہت مشکل ہے، کیا وہ شخص مخلوقات سے انس رکھ سکتا ہے جو رب العالمین سے مناجات کر کے لطف و لذت پاتا ہو۔

نیز فرمایا: واللہ اگر ہمارے زمانہ کے لوگوں پر پہلے مشائخ کرام میں سے کسی شیخ کا گزر ہو تو وہ (ہمارے زمانہ کے لوگوں کے حالات دیکھ کر) کہہ دے گا کہ یہ لوگ قیامت کے دن پر ایمان نہیں رکھتے، یہ کہہ کر وہ میری نظروں سے ایسے غائب ہو گئے کہ نامعلوم آسمان پر چڑھ گئے یا زمین میں اتر گئے، مجھے ان کی جدائی کا بہت رنج ہوا تو میں نے اللہ تعالیٰ سے دعا کی کہ مرنے سے پہلے مجھے ان کی ملاقات نصیب ہو۔ حسن اتفاق سے میں ایک مرتبہ حج بیت اللہ شریف کے لئے گیا تو میں نے کعبہ شریف کی دیوار کے سایہ تلے ان کو بیٹھے دیکھا کہ ایک مجمع ان کے ارد گرد ہے جو ان کو قرآن شریف کی سورۂ انعام سنا رہا ہے۔ جب ان کی نظر مجھ پر پڑی تو تبسم کیا اور فرمایا یہ علماء کا لطف ہے اور وہ اولیاء کی تواضع تھی، پھر میری طرف اٹھے اور مجھ سے معانقہ و مصافحہ کیا اور فرمایا: تم نے اللہ تعالیٰ سے دعا کی تھی نا کہ مرنے سے پہلے ان کی ملاقات ہو؟ میں نے عرض کیا، جی ہاں! ۔فرمایا الحمدللہ رب العالمین علی ذالک۔

میں نے عرض کیا اللہ آپ پر رحم کرے، مجھے بتائیے کہ اس رات آپ نے کیا دیکھا اور کیا سنا تھا؟ تو انہوں نے زور سے ایک ایسی چیخ ماری کہ میں سمجھا کہ ان کے دل کا پردہ پھٹ گیا اور ساتھ ہی بے ہوش ہو کر گر گئے اور جو لوگ ان کے پاس قرآن مجید پڑھنے والے تھے وہ سب چلے گئے، جب ان کو ہوش آیا تو فرمایا: بھائی کیا تجھے معلوم نہیں کہ اللہ تعالیٰ کی محبت رکھنے والے اسرار و بھید کھولنے سے کس قدر ڈرتے اور خوف کھاتے ہیں؟ میں نے عرض کیا

اچھا یہ بتادو یہ قرآن پڑھنے والے کون لوگ تھے؟ فرمایا یہ جنات کی ایک جماعت تھی، ان کے اور میرے پرانے تعلقات ہیں۔ یہ ہر سال میرے ساتھ حج کیا کرتے ہیں اور مجھ کو قرآن کریم سنایا کرتے ہیں، اس لئے میں ان کا احترام کرتا ہوں، پھر انہوں نے مجھے رخصت کیا اور فرمایا:

جَمَعَ اللّٰهُ بَیۡنِیۡ وَ بَیۡنَکَ فِی الۡجَنَّةِ حَیۡثُ لَافُرۡقَةَ وَلَاتَعۡبَ وَلَا حُزۡنَ وَلَانَصۡبَ ثُمَّ غَابَ عَنۡ عَیۡنِیۡ فَلَمۡ اَرَهٗ رَضِیَ اللّٰهُ تَعَالٰی عَنۡهُ وَ نَفَعۡنَابِهٖ اٰمِیۡن (روض الریاحین ص66،67)

اللہ تعالیٰ ہمیں جنت میں ملائے جہاں نہ جدائی' نہ مشقت' نہ غم' نہ بیماری اور نہ تکلیف ہوگی پھر وہ میری نظروں سے غائب ہوگئے، بعدازاں میں نے ان کو نہ دیکھا۔ اللہ تعالیٰ ان سے راضی ہو اور ہمیں ان سے نفع پہنچائے۔ آمین

35- حضرت محمد بن حسین بغدادی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ میں ایک سال بسلسلۂ حج مکہ مکرمہ حاضر ہوا، ایک دن مکہ کے بازار سے گزرتے ہوئے دیکھا کہ ایک بوڑھا ایک لڑکی کا ہاتھ پکڑے ہوئے کھڑا تھا، لڑکی کا رنگ متغیر اور جسم لاغر و کمزور تھا لیکن اس کے چہرہ پر ایک نورانی چمک دمک تھی، وہ بوڑھا ندا کر رہا تھا۔

''ہے کوئی جو اس لڑکی کو پسند کرے اور خریدے اور بیس اشرفیوں سے زیادہ اس کی قیمت دے؟ اس شرط پر کہ میں اس کے ہر عیب سے بری ہوں''۔

میں نے اس بوڑھے کے قریب جا کر کہا کہ اس لونڈی کی قیمت تو مجھے معلوم ہوگئی، اس میں عیب کیا ہے؟ بوڑھے نے کہا، یہ دیوانی اور غم زدہ رہتی ہے، ساری رات نماز پڑھتی رہتی ہے اور ہمیشہ دن کو روزہ رکھتی ہے نہ کچھ کھاتی اور نہ کچھ پیتی ہے، ہر حالت میں تنہائی پسند ہے۔ جب میں نے اس لڑکی کے متعلق یہ باتیں سنیں تو میرے دل میں اس کی محبت پیدا ہوئی، میں نے اس کو خرید لیا اور اپنی قیام گاہ پر لے آیا، وہ کچھ دیر سر جھکائے بیٹھی رہی پھر اس نے سر اٹھا کر کہا اے میرے چھوٹے آقا! اللہ تعالیٰ آپ پر رحم کرے آپ کہاں کے رہنے

والے ہیں؟ میں نے کہا بغداد کا رہنے والا ہوں! کہنے لگی واہ واہ وہ تو عابدوں اور زاہدوں کا شہر ہے، میں نے تعجب کیا کہ یہ ایک حجرہ سے دوسرے حجرہ میں جانے والی لونڈی اس کو عابدوں اور زاہدوں کی کیا خبر؟ میں نے دل لگی کے طور پر اس سے پوچھا کہ تو ان میں سے کن کن کو جانتی ہے؟ کہنے لگی مالک بن دینار، بشر حافی، صالح مری، ابو حاتم سجستانی، معروف کرخی، محمد حسین بغدادی، رابعہ عدویہ، شعوانہ اور میمونہ کو۔

میں نے کہا، تجھے ان سب کی معرفت کیسے حاصل ہوئی؟ کہنے لگی میں ان کو کیسے نہ پہچانوں خدا کی قسم یہ لوگ دلوں کے طبیب ہیں اور محبوں کو محبوب سے ملاتے ہیں۔ پھر اس نے یہ اشعار پڑھے ۔

قَوۡمٌ هُمُوۡمُهُم بِاللّٰهِ قَدۡ عَلَقَتۡ   فَمَالَهُمۡ هَمَمٌ تَسۡمُوۡا اِلٰی اَحَدٍ

یہ لوگ وہ ہیں کہ ان کے افکار اللہ تعالیٰ کے ساتھ وابستہ ہوگئے اب ان کو کسی اور کا کوئی فکر نہیں رہا۔

فَمَطۡلَبُ الۡقَوۡمِ مَوۡلَاهُمۡ وَسَيِّدُهُمۡ   يَا حُسۡنَ مَطۡلَبُهُمۡ لِلۡوَاحِدِ الصَّمَدِ

ان لوگوں کا مطلوب صرف ان کا مولا اور ان کا آقا ہے تو ان کا مطلوب کتنا اچھا ہے جو واحد و صمد ہے۔

مَا اِنۡ تَنَازِعَهُمۡ دُنۡيَا وَلَاشَرَفٍ   مِنَ الۡمَطَاعِمِ وَاللَّذَّاتِ وَالۡوَلَدِ

وَلَا لِبَاسٍ لِثَوۡبٍ فَآئِقٍ اَلَقٍ   وَلَا التَّزَايُدِ فِی الۡاَمۡوَالِ وَالۡعَدَدِ

دنیا کے سارے جھگڑوں سے الگ، نہ کھانوں کی عمدگی، نہ دنیا کی لذتیں، نہ اولاد نہ قیمتی لباس، نہ مال کی زیادتی اور نہ تعداد کی کثرت کا خیال ہے۔

میں نے کہا اے لڑکی! محمد بن حسین میں ہی ہوں۔ کہنے لگی میں نے اللہ تعالیٰ سے دعا کی تھی کہ میری تم سے ملاقات ہو جائے تمہاری آواز کتنی دلکش اور حسین ہے جس سے مریدوں کے دلوں کو زندہ کرتے اور سامعین کی آنکھوں کو بہایا کرتے ہو۔ خدا کے لئے مجھے کچھ قرآن کریم میں سے سناؤ، میں نے بِسۡمِ اللّٰهِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِيۡمِ پڑھا تو اس نے

ایک ایسی چیخ ماری کہ بے ہوش ہوگئی، میں نے اس کے منہ پر پانی چھڑکا تو اس کو افاقہ ہوا پھر کہنے لگی اے ابوعبداللہ! جس کے نام کا یہ اثر ہے اگر میں اس کو پہچان لوں اور جنت میں اس کو دیکھ لوں تو پھر کیا حال ہوگا؟ پڑھئے اللہ آپ پر رحم کرے۔ میں نے یہ آیت پڑھی۔ اَمۡ حَسِبَ الَّذِیۡنَ اجۡتَرَحُوا السَّیِّاٰتِ اَنۡ نَّجۡعَلَہُمۡ کَالَّذِیۡنَ اٰمَنُوۡا وَ عَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ ۙ سَوَآءً مَّحۡیَاہُمۡ وَ مَمَاتُہُمۡ ؕ سَآءَ مَا یَحۡکُمُوۡنَ ﴿۲۱﴾ (الجاثیہ) سن کر کہنے لگی:

اے ابوعبداللہ! نہ ہم نے کبھی بتوں کی عبادت کی اور نہ کبھی ان کو چوما۔ اور پڑھئے اللہ آپ پر رحم کرے۔ میں نے پھر پڑھا:

اِنَّاۤ اَعۡتَدۡنَا لِلظّٰلِمِیۡنَ نَارًا ۙ اَحَاطَ بِہِمۡ سُرَادِقُہَا ؕ وَ اِنۡ یَّسۡتَغِیۡثُوۡا یُغَاثُوۡا بِمَآءٍ کَالۡمُہۡلِ یَشۡوِی الۡوُجُوۡہَ ؕ بِئۡسَ الشَّرَابُ ؕ وَ سَآءَتۡ مُرۡتَفَقًا ﴿۲۹﴾ (الکھف:29) کہنے لگی تم نے اپنے دل پر ناامیدی لازم کردی، اپنے دل کو خوف اور امید کے درمیان مسرور کرو اور مزید پڑھو، میں نے پھر پڑھا۔

وُجُوۡہٌ یَّوۡمَئِذٍ مُّسۡفِرَۃٌ ﴿ۙ۳۸﴾ ضَاحِکَۃٌ مُّسۡتَبۡشِرَۃٌ ﴿ۚ۳۹﴾ (عبس) وُجُوۡہٌ یَّوۡمَئِذٍ نَّاضِرَۃٌ ﴿ۙ۲۲﴾ اِلٰی رَبِّہَا نَاظِرَۃٌ ﴿ۚ۲۳﴾ (القیامہ) کہنے لگی ہائے مجھے اس دن کی ملاقات کا کتنا اشتیاق ہے جس دن وہ اپنے ولیوں کے لئے تجلی فرمائیں گے۔ کچھ اور پڑھئے یرحمک اللہ۔ میں نے پھر پڑھا۔

یَطُوۡفُ عَلَیۡہِمۡ وِلۡدَانٌ مُّخَلَّدُوۡنَ ﴿ۙ۱۷﴾ بِاَکۡوَابٍ وَّ اَبَارِیۡقَ ۬ۙ وَ کَاۡسٍ مِّنۡ مَّعِیۡنٍ ﴿ۙ۱۸﴾ لَّا یُصَدَّعُوۡنَ عَنۡہَا وَ لَا یُنۡزِفُوۡنَ ﴿ۙ۱۹﴾ ..... لِّاَصۡحٰبِ الۡیَمِیۡنِ ﴿ؕ۳۸﴾ (واقعہ) تک سن کر کہنے لگی۔ اے ابوعبداللہ! میں دیکھتی ہوں کہ تمہاری منگنی بھی حوروں سے ہوئی ہے۔ کیا تم نے ان کا مہر تیار کیا ہے؟ میں نے کہا ان کا مہر کیا ہے؟ میں تو فقیر آدمی ہوں! کہنے لگی رات کو قیام کرنا، دن کو روزہ رکھنا اور فقراء و مساکین سے محبت رکھنا، پھر اس نے یہ اشعار پڑھے ؎

یَاخَاطِبَ الۡحَوۡرَآءِ فِیۡ خِدۡرِھَا   وَطَالِبًا ذَالِکَ عَلٰی قَدۡرِھَا

اے حوروں سے پس پردہ منگنی کرنے والے! اور ان کی اس قدر و منزلت کے باوجود

ان کی طلب کرنے والے!

اِنۡهَضَّ بِجَهۡدٍ لَاتَكُنۡ وَانِيًا وَجَاهِدِ النَّفۡسَ عَلٰى صَبۡرِهَا

پوری کوشش کے ساتھ کھڑا ہو جا، سستی ہرگز نہ کر، نفس کے ساتھ جہاد کر اور اس پر صبر کر۔

وَقُمۡ اِذَا اللَّيۡلُ بَدَا شَطۡرُهٗ وَصُمۡ نَهَارًا فَهُوَ مِنۡ مَّهۡرِهَا

رات کو قیام کر اور دن کو روزہ رکھ، پس یہی ان کا مہر ہے۔

فَلَوۡ رَأَتۡ عَيۡنَاكَ اِقۡبَالَهَا وَقَدۡ بَدَتۡ رُمَّانَتَا صَدۡرِهَا

اگر تیری دونوں آنکھیں ان کو سامنے سے دیکھ لیں جب کہ ان کے سینہ پر اناروں کی طرح پستان ابھرے ہوئے ہوں۔

وَهِيَ تَمَاشٰى بَيۡنَ اَتۡرَابِهَا وَعِقۡدُهَا يُشۡرَقُ فِيۡ نَحۡرِهَا

اور وہ اپنی ہم عمر لڑکیوں کے ساتھ چل رہی ہوں وران کے گلے میں چمکتے ہوئے موتیوں کے ہار پڑے ہوئے ہوں۔

لَهَانَ فِيۡ عَيۡنَيۡكَ هٰذَا الَّذِيۡ تَرَاهُ فِيۡ دُنۡيَاكَ مِنۡ زَهۡرِهَا

تو اس وقت تیری نظر میں یہ ساری دنیا کی زینت وآرائش بے حقیقت بن جائے۔

ان اشعار کے پڑھنے سے اس پر بے ہوشی طاری ہوگئی، میں نے پھر اس کے چہرہ پر پانی چھڑکا تو اس کو افاقہ ہوا اور اس نے پھر یہ اشعار پڑھے ؎

اِلٰهِيۡ لَا تُعَذِّبۡنِيۡ فَاِنِّيۡ مُقِرٌّ بِالَّذِيۡ قَدۡ كَانَ مِنِّيۡ

اے اللہ! مجھے عذاب نہ دیجو، بے شک جو کچھ مجھ سے ہوا اس کا اقرار واعتراف کرتی ہوں۔

فَكَمۡ مِّنۡ زَلَّةٍ لِيۡ فِي الۡخَطَايَا غَفَرۡتَ وَاَنۡتَ ذُوۡ فَضۡلٍ وَّمَنِّ

تو نے میری بہت سی خطاؤں لغزشوں کو معاف فرمایا ہے، بے شک تو بڑے فضل و احسان والا ہے۔

يَظُنُّ النَّاسُ بِىْ خَيْرًا وَاِنِّىْ لَشَرُّ النَّاسِ اِنْ لَّمْ تَعْفُ عَنِّىْ

لوگ مجھے بہت اچھا گمان کرتے ہیں اور اگر تو مجھے معاف نہ کردے تو میں سب سے بدترین ہوں۔

وَمَالِىْ حِيْلَةٌ اِلَّا رَجَآئِىْ لِعَفْوِكَ اِنْ عَفَوْتَ وَحُسْنَ ظَنِّىْ

میرے لئے کوئی حیلہ تدبیر نہیں سوائے اس کے کہ تجھ سے بخشش کی امید ہے اور تیرے ساتھ مجھے حسن ظن ہے (کہ تیرا کرم ضرور ہوگا)۔

ان اشعار کے پڑھنے سے پھر اس کو غشی ہوگئی، میں جو اس کے قریب پہنچا تو وہ مر چکی تھی۔ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہا۔

مجھے اس کے انتقال کا بے حد صدمہ ہوا، میں بازار گیا تاکہ اس کی تجہیز وتکفین کا سامان لاؤں، جب سامان لے کر واپس آیا وہ کفنی کفنائی خوشبو سے معطر ومعنبر رکھی ہوئی تھی، اس کا کفن دو سبز جنتی حلوں کا تھا۔ جن پر نور سے دو سطریں لکھی ہوئی تھیں پہلی سطر پر لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ اور دوسری سطر پر اَلَآ اِنَّ اَوْلِيَآءَ اللّٰهِ لَا خَوْفٌ عَلَيْهِمْ وَلَا هُمْ يَحْزَنُوْنَ ﴿۶۲﴾ (یونس) لکھا ہوا تھا۔ میں نے اور میرے ساتھیوں نے اس کے جنازہ کو اٹھایا پھر اس پر نماز جنازہ پڑھ کر دفن کر دیا، میں نے اس کے سر کی طرف کھڑے ہو کر سورۃ یٰسین پڑھی اور واپس اپنے حجرہ میں آ گیا، میری آنکھوں سے لگاتار آنسو بہہ رہے تھے اور دل اس کے فراق سے نہایت غمگین تھا، میں نے دو رکعت نماز پڑھی اور سو گیا، خواب میں دیکھا کہ وہی باندی جنت میں ریشم اور استبرق کے حلّے پہنے ہوئے سر پر موتیوں سے جڑا ہوا تاج رکھے ہوئے اور پاؤں میں سرخ یاقوت کا جوڑا پہنے ہوئے زعفران کے بہت مہکتے ہوئے باغ میں پھر رہی ہے، اس کا چہرہ شمس وقمر سے زیادہ روشن تھا اور اس سے مشک وعنبر سے بڑھ کر خوشبو آ رہی تھی، میں نے کہا اے باندی! ذرا ٹھہرو اور یہ تو بتا دو کہ یہ مرتبہ تمہیں کس عمل کی بدولت ملا؟

اس نے کہا فقراء ومساکین کی محبت اور کثرت استغفار سے اور مسلمانوں کے راستہ

میں سے تکلیف دینے والی چیز کے ہٹا دینے سے۔ پھر اس نے یہ اشعار پڑھے ؂

طُوْبٰی لِمَنْ سَهِرَتْ فِی اللَّیْلِ عَیْنَاهُ وَبَاتَ ذَا قَلَقٍ فِیْ حُبِّ مَوْلَاهُ

خوشخبری ہے واسطے اس کے جس کی آنکھیں رات کو جاگتی ہوں اور اپنے مالک و مولا کے عشق میں ساری رات بے چین رہتی ہوں۔

وَنَاحَ یَوْمًا عَلٰی تَفْرِیْطِهٖ وَبَکٰی خَوْفًا لِّمَا قَدْ جَنَاهُ مِنْ خَطَایَاهُ

اور اس کے واسطے بھی جو کسی دن اپنی کوتاہیوں پر توجہ کرلیا کرے اور اپنی پوشیدہ خطاؤں پر خوف سے رولیا کرے۔

وَقَامَ یَرْعٰی نُجُوْمَ اللَّیْلِ مُنْفَرِدًا خَوْفَ الْوَعِیْدِ وَعَیْنُ اللّٰهِ تَرْعَاهُ

اور ساری رات اختر شماری کرتے ہوئے تنہا کھڑا رہے اللہ تعالیٰ کے عذاب کے خوف سے اس خیال سے کہ اللہ تعالیٰ کی نگاہِ پاک اس کی حفاظت میں ہے۔

(روض الریاحین ص72 تا74)

36- ایک بزرگ فرماتے ہیں کہ میں نے طواف کعبہ کرتے ہوئے ایک لڑکی کو دیکھا کہ اس کے کاندھے پر ایک بہت کمسن بچہ بیٹھا ہے اور وہ یہ ندا کر رہی ہے۔

''اے کریم! اے کریم! تیرا گزرا ہوا زمانہ (کس قدر عجیب اور موجب شکر ہے)''۔

میں نے طواف سے فارغ ہو کر اس سے پوچھا کہ وہ گزرے ہوئے زمانے کا معاملہ کیا ہے جو تیرے اور رب تعالیٰ کے درمیان ہے؟ اس نے کہا میں کشتی میں سوار تھی اور اسی کشتی میں تاجروں کی ایک جماعت بھی تھی سمندر میں طوفانی ہوا اس زور سے چلی کہ وہ کشتی غرق ہوگئی، تمام اہل کشتی غرق ہوگئے، سوائے میرے اور میرے اس بچے اور ایک حبشی مرد کے، ایک تختے پر میں تھی اور میری گود میں میرا یہ بچہ تھا اور دوسرے تختہ پر وہ حبشی آدمی تھا، جب صبح کی روشنی ہوئی اور اس حبشی نے مجھے دیکھا تو وہ پانی کو ہٹاتا ہوا میرے قریب پہنچ گیا اور جب اس کا تختہ میرے تختے کے ساتھ مل گیا تو وہ بھی میرے تختہ پر آ گیا اور مجھ سے بری بات کی خواہش کرنے لگا، میں نے کہا اللہ کے بندے اللہ سے ڈر اور دیکھ کہ ہم کس مصیبت میں مبتلا

ہیں، اگر اس کی اطاعت و بندگی سے بھی اس مصیبت سے نجات ہو جائے تو بڑی بات ہے۔ چہ جائیکہ ہم اس کی نافرمانی اور گناہ کریں، کہنے لگا چھوڑ ان باتوں کو خدا کی قسم! اب تو یہ کام ہو کر ہی رہے گا، یہ بچہ میری گود میں سو رہا تھا، میں نے اس کے ایک چٹکی بھری جس سے یہ ایک دم رونے لگا، میں نے اس حبشی سے کہا اچھا ذرا ٹھہر جا میں اس بچہ کو سلا دوں پھر جو اللہ نے مقدر کیا ہے وہ ہو جائے گا، اس نے ہاتھ بڑھا کر اس بچہ کو میری گود سے لیا اور سمندر میں پھینک دیا، میں نے اللہ تعالیٰ کی بارگاہ اقدس میں التجا کی! اے وہ پاک ذات جو انسان اور اس کے قلبی ارادہ میں بھی حائل ہو جاتی ہے، میرے اور اس حبشی کے درمیان تو ہی اپنی قدرت و طاقت سے حائل ہو جا، بے شک تو ہر چیز پر قادر ہے۔ خدا کی قسم! ابھی میرے یہ الفاظ پورے بھی نہ ہونے پائے تھے کہ ایک بہت بڑے جانور نے منہ کھولے ہوئے پانی سے سر باہر نکالا اور اس حبشی کا ایک لقمہ بنا کر سمندر میں غوطہ زن ہو گیا اور مجھے اللہ تعالیٰ نے محض اپنی قدرت و طاقت سے اس حبشی سے بچایا، وہ ہر چیز پر قادر ہے اس کی ذات پاک ہے اور اس کی شان بڑی ہے۔

اس کے بعد سمندر کی موجوں کے تھپیڑے میرے تختے کو دھکیلتے رہے یہاں تک کہ وہ ایک جزیرہ کے کنارے لگ گیا، میں وہاں اتر پڑی اور یہ سوچ لیا کہ گھاس پھونس کھا کر اور پانی پی کر وقت گزارتی رہوں گی، جب تک اللہ تعالیٰ میرے لئے کوئی آسان صورت پیدا نہ فرما دے اور وہی پیدا کرنے والا ہے۔ چنانچہ میں نے اسی حالت میں چار روز وہاں گزارے، پانچویں روز ایک بہت بڑی کشتی سمندر میں چلتی ہوئی مجھے نظر آئی میں نے ایک ٹیلے پر چڑھ کر اس کشتی کی طرف کپڑے سے اشارہ کیا اور اس کپڑے کو زور زور سے خوب ہلایا، اس کشتی میں سے تین آدمی ایک چھوٹی سی ناؤ پر بیٹھ کر میرے پاس آئے میں ان کے ساتھ بیٹھ کر اس بڑی کشتی پر پہنچی جونہی میں نے دیکھا تو میرا یہ بچہ جس کو حبشی نے سمندر میں پھینک دیا تھا کشتی والوں میں سے ایک کے پاس تھا، میں اس کو دیکھتے ہی اس پر گر پڑی اور یہ کہتے ہوئے کہ خدا کی قسم یہ میرا بیٹا اور میرے جگر کا ٹکڑا ہے! بے تحاشا اس کو چومنے اور سینے

سے لگانے لگی، وہ کشتی والے کہنے لگے تو پاگل ہوگئی ہے یا تیری عقل ماری گئی ہے؟ میں نے کہا خدا کی قسم نہ میں پاگل ہوں اور نہ میری عقل ماری گئی ہے، میرا قصہ عجیب ہے۔ چنانچہ میں نے ان کو سارا قصہ سنایا، میرا قصہ سن کر سب نے حیرت سے سر جھکا لیا اور کہنے لگے کہ تو نے حیرت انگیز بات سنائی ہے۔ اب ہم بھی تجھے ایسی ہی حیرت انگیز بات سناتے ہیں چنانچہ ہم کشتی میں بڑے لطف وسرور کے ساتھ چلے آ رہے تھے کہ دفعتہً ایک بہت بڑا جانور پانی کی سطح پر نمودار ہوا جس کی پشت پر یہ بچہ تھا اور ساتھ ہی کسی ندا کرنے والے نے غیب سے ندا دی کہ اگر تم نے اس بچہ کو اس جانور کی پشت پر سے اٹھا کر اپنے ساتھ نہ لیا تو تمہاری کشتی غرق کر دی جائے گی، ہم میں سے ایک آدمی نے اٹھ کر اس بچہ کو اس کی پشت پر سے اٹھا لیا اور وہ جانور پانی کے اندر چلا گیا۔

بلاشبہ یہ دونوں واقعات بڑے حیرت انگیز ہیں اور آج سے ہم سب توبہ کرتے ہوئے اللہ تعالیٰ سے یہ عہد کرتے ہیں کہ وہ ہمیں اب کبھی کسی گناہ پر نہیں دیکھے گا۔ **فَسُبْحَانَ اللّٰهِ اللَّطِيفِ الْخَبِيرِ جَمِيلُ الْعَوَآئِدِ سُبْحَانَ مُدْرِكَ الْمَلْهُوْفِ عِنْدَ الشَّدَآئِدِ۔** وہ پاک ذات اللہ تعالیٰ لطیف وخبیر بہترین احسانات کرنے والا ہے وہ پاک ذات اللہ تعالیٰ سخت مصیبتوں کے وقت فریاد کرنے والے مظلوم کی مدد کو اسی وقت پہنچتا ہے۔

(روض الریاحین ص138)

37- ایک نوجوان طواف کعبہ کرتے ہوئے فقط درود شریف ہی پڑھ رہا تھا، کسی نے اس سے کہا کیا تجھے کوئی اور دعائے طواف نہیں آتی یا کوئی اور بات ہے؟ اس نے کہا ہاں دعائیں تو آتی ہیں مگر بات یہ ہے کہ میں اور میرے والد دونوں حج کے لئے نکلے تھے تو میرے والد راستہ میں بیمار ہو گئے اور مر گئے تو کچھ وقت کے بعد ان کا چہرہ سیاہ ہو گیا، آنکھیں پھر گئیں اور پیٹ پھول گیا، میں روتا اور کہتا **اِنَّا لِلّٰهِ وَ اِنَّاۤ اِلَيْهِ رٰجِعُوْنَ** افسوس میرے والد مسافری کے عالم میں وطن سے دور جنگل میں انتقال کر گئے۔ جب رات ہوگئی تو مجھ پر نیند کا غلبہ ہوا میں سو گیا تو میں نے خواب میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو دیکھا، آپ نے سفید

کپڑے پہنے ہوئے تھے۔ اور آپ سے نہایت پاکیزہ خوشبو آ رہی تھی، آپ نے میرے والد کے قریب ہوکر اس کے منہ اور پیٹ' پر ہاتھ پھیرا تو میرے والد کا چہرہ دودھ سے زیادہ سفید اور روشن ہو گیا اور پیٹ بھی ٹھیک حالت پر ہو گیا، پھر جب آپ واپس جانے لگے تو میں نے اٹھ کر آپ کی چادر کو پکڑ لیا' اور عرض کیا۔

یَا سَیِّدِیْ بِالَّذِیْ اَرْسَلَکَ اِلٰی اَبِیْ رَحْمَةً فِیْ اَرْضِ غُرْبَةٍ مَنْ اَنْتَ؟

اے میرے سردار! آپ کو اس کی قسم جس نے آپ کو اس جنگل میں میرے والد کے لئے رحمت بنا کر بھیجا ہے آپ کون ہیں؟

فَقَالَ اَوَمَا تَعْرِفُنِیْ اَنَّا مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ کَانَ اَبُوْکَ هٰذَا کَثِیْرَ الْمَعَاصِیْ وَالذُّنُوْبَ غَیْرَ اَنَّهٗ یُکْثِرُ الصَّلٰوةَ عَلَیَّ فَلَمَّا نَزَلَ بِهٖ مَا نَزَلَ اِسْتَغَاثَ بِیْ فَاَغْثْتُهٗ وَاَنَا غِیَاثٌ لِمَنْ یُّکْثِرُ الصَّلٰوةَ عَلَیَّ فِیْ دَارِ الدُّنْیَا (روض الریاحین ص62)

تو آپ نے فرمایا: کیا تو ہمیں نہیں پہچانتا ہم محمد رسول اللہ ہیں۔ تیرا یہ باپ بہت گنہگار تھا مگر یہ ہم پر درود شریف بہت پڑھتا تھا تو جب اس پر یہ مصیبت نازل ہوئی تو اس نے ہم سے فریاد کی تو ہم نے اس کی فریاد رسی کی ہے اور ہم ہر اس شخص کی فریاد رسی کرتے ہیں جو اس دنیا میں ہم پر زیادہ درود بھیجتا ہے (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم)۔

38- حضرت بشر حافی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ میں نے میدان عرفات میں ایک شخص کو دیکھا کہ وہ نہایت درد و سوز کے ساتھ روتے ہوئے یہ اشعار پڑھ رہا ہے۔ ؎

سُبْحَانَ مَنْ لَّوْ سَجَدْنَا بِالْعُیُوْنِ لَهٗ عَلٰی شَبَّا الشَّوْکِ وَالْمَحْمٰی مِنَ الْاِبَرِ

وہ ذات ہر عیب سے پاک ہے، اگر ہم اپنی آنکھوں سے کانٹوں اور گرم سوئیوں پر بھی اس کو سجدہ کریں۔

لَمْ نَبْلُغِ الْعُشْرَ مِنْ مَّعْشَارِ نِعْمَتِهٖ وَلَا الْعَشِیْرَ وَلَا عَشْرًا مِّنَ الْعَشْرِ

تو پھر بھی اس کی نعمتوں کا حق دسواں حصہ بلکہ دسویں کا دسواں نہیں بلکہ اس کا بھی

دسواں حصہ حق ادا نہ ہو۔

کَمْ قَدْ زَلَلْتُ فَلَمْ اَذْکُرْکَ فِیْ زُلَلِیْ وَاَنْتَ یَا مَالِکِیْ بِالْغَیْبِ تَذْکُرُنِیْ

اے پاک ذات! میں نے کتنی مرتبہ لغزشیں کیں اور کبھی اپنی لغزشوں میں تجھے یاد نہ کیا اور اے میرے مالک! تو ہمیشہ مجھے در پردہ یاد کرتا رہا۔

کَمْ اَکْشِفُ السَّتْرَ جَهْلًا عِنْدَ مَا مَعْصِیَتِیْ وَاَنْتَ تَلْطِفُ بِیْ حِلْمًا وَّتَسْتُرُنِیْ

میں نے کتنی مرتبہ گناہوں کے وقت جہالت سے اپنی پردہ دری کی اور تو نے ہمیشہ مجھ پر لطف وکرم کیا اور اپنے حلم کے ساتھ میری پردہ پوشی کی۔

قَالَ ثُمَّ غَابَ عَنِّیْ وَحَجَبَ فَلَمْ اَرَهٗ فَسَاَلْتُ عَنْهُ فَقِیْلَ لِیْ هُوَ اَبُوْ عُبَیْدَةَ الْخَوَّاصِ احد الْخَوَّاصِ لَهٗ سَبْعُوْنَ سَنَةً مَارَفَعَ وَجْهَهٗ اِلَی السَّمَآءِ فَقِیْلَ لَهٗ فِیْ ذٰلِکَ فَقَالَ اِنِّیْ لَاَسْتَحْیِیْ اَنْ اَرْفَعَ اِلَی الْمُحْسِنِ وَجْهًا مُسِیْئًا رَضِیَ اللّٰهُ تَعَالٰی عَنْهُ۔

(روض الریاحین ص48)

حضرت بشر فرماتے ہیں پھر وہ میری نگاہوں سے غائب ہو گیا جب میں نے اس کو نہ دیکھا تو لوگوں سے پوچھا کہ یہ کون تھا تو کسی نے مجھ سے کہا کہ یہ حضرت ابو عبیدہ خواص تھے اور ان کے خواص میں سے ایک یہ ہے کہ انہوں نے ستر برس تک آسمان کی طرف منہ نہیں اٹھایا، کسی نے ان سے اس کی وجہ پوچھی تو فرمایا مجھے شرم آتی ہے کہ اتنے محسن کی طرف سیاہ منہ کو اٹھاؤں۔

39- حضرت شیخ شبلی رحمۃ اللہ علیہ جب عرفات میں پہنچے تو بالکل چپ رہے، سورج غروب ہونے تک کوئی لفظ بھی منہ سے نہ نکالا، جب وہاں سے منیٰ کی طرف چلے اور حدود حرم کے نشانات سے آگے بڑھے تو آنکھوں سے آنسو بہنے لگے، روتے ہوئے انہوں نے یہ اشعار پڑھے ؎

اَرُوْحُ وَ قَدْ خَتَمْتُ عَلٰی فُؤَادِیْ بِحُبِّکَ اَنْ یَّحِلَّ بِهٖ سِوَا لَا

میں چل رہا ہوں اس حال میں کہ میں نے اپنے دل پر تیری محبت کی مہر لگا دی تا کہ اس دل پر تیرے سوا کسی کا گزر نہ ہو۔

فَلَوْ اَنِّیْ اِسْتَطَعْتُ غَمَضْتُّ طَرْفِیْ فَلَمْ اَنْظُرْ بِہٖ حَتّٰی اَرَاکَا

اے کاش مجھ میں استطاعت ہوتی کہ میں انہی آنکھوں کو بند رکھتا اور اس وقت تک کسی کو نہ دیکھتا جب تک تجھے نہ دیکھ لیتا۔

وَفِی الْاَحْبَابِ مُخْتَصٌّ بِوَحْدٍ وَاٰخَرُ یَدَّعِیْ مَعَہٗ اِشْتِرَاکًا

اہل محبت میں بعض تو ایسے ہوتے ہیں جو ایک ہی کے ہو رہتے ہیں اور بعض ایسے بھی ہوتے ہیں جن میں دوسرے کی بھی شرکت ہوتی ہے۔

اِذَا انْسَکَبَتْ دَمُوْعٌ فِیْ خُدُوْدٍ تَبَیَّنَ مَنْ بَکٰی مِمَّا تَبَاکَا

جب آنکھوں سے آنسو نکل کر رخساروں پر بہنے لگتے ہیں تو ظاہر ہو جاتا ہے کہ کون واقعی رو رہا ہے اور کون بناوٹی رونا رو رہا ہے۔ (روض الریاحین ص49)

40- حضرت ابو عبداللہ جوہری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ ایک سال میں عرفات کے میدان میں تھا، میری ذرا سی آنکھ لگی تو میں نے خواب میں دیکھا کہ دو فرشتے آسمان سے اترے، ان میں سے ایک نے دوسرے سے کہا کہ اس سال کتنے آدمیوں نے حج کیا ہے؟ اس نے جواب دیا کہ چھ لاکھ آدمیوں نے! مگر ان میں سے قبول صرف چھ ہی آدمیوں کا ہوا ہے۔ یہ بات سن کر مجھے بہت رنج ہوا، دل چاہا کہ اپنے منہ پر طمانچے ماروں اور اپنی حالت پر خوب روؤں اتنے میں۔

فَقَالَ لَہُ الْاٰخَرُ مَافَعَلَ اللّٰہُ تَعَالٰی فِی الْجَمِیْعِ قَالَ نَظَرَ الْکَرِیْمُ اِلَیْھِمْ بِعَیْنِ الْکَرَمِ فَوَھَبَ لِکُلِّ وَاحِدٍ مِّنْھُمْ مِّائَۃَ اَلْفٍ وَغَفَرَ لِسِتِّ مِائَۃِ اَلْفٍ بِسِتَّۃِ اَنْفُسٍ وَذٰلِکَ فَضْلُ اللّٰہِ یُؤْتِیْہِ مَنْ یَّشَآءُ وَاللّٰہُ ذُوالْفَضْلِ الْعَظِیْمِ۔ (روض الریاحین ص53)

پہلے فرشتے نے دوسرے سے پوچھا کہ اللہ تعالیٰ نے ان لوگوں کے ساتھ جن کا حج

قبول نہیں ہوا کیا معاملہ کیا؟ دوسرے فرشتے نے کہا کہ کریم نے نظر کرم فرمائی اور چھ مقبولین کے طفیل چھ لاکھ کا حج بھی قبول فرمالیا ہے اور یہ اللہ کا فضل ہے اور وہ اپنا فضل جسے چاہے عطا فرمائے وہ بڑے فضل وکرم والا ہے۔

41- حضرت ابراہیم الخواص رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ میں ایک سفر میں شدت پیاس سے نہایت بے تاب ہوکر گر پڑا، تو کسی نے میرے منہ پر پانی چھڑکا، میں نے آنکھیں کھولیں تو کیا دیکھا کہ ایک حسین شخص خوبصورت گھوڑے پر سوار کھڑا ہے، اس نے مجھے پانی پلایا اور کہا میرے ساتھ سوار ہو جاؤ ابھی چند قدم ہی چلے تھے کہ انہوں نے کہا دیکھو کیا دیکھتے ہو؟ میں نے کہا یہ تو مدینہ منورہ ہے۔

فَقَالَ انْزِلْ فَاقْرَءْ عَلٰی رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ السَّلَامُ وَقُلْ لَّهٗ اَخُوْکَ الْخِضْرَ یَقْرُئُکَ السَّلَامَ (روض الریاحین ص63)

تو انہوں نے فرمایا اترو اور جاؤ رسول اللہ ﷺ کی خدمت اقدس میں سلام عرض کرو اور یہ بھی عرض کرنا کہ آپ کے بھائی خضر نے بھی آپ کی خدمت میں سلام عرض کیا ہے۔

42- ایک بزرگ فرماتے ہیں کہ ہم مدینہ منورہ میں حاضر تھے اور ان علامات وکرامات کا ذکر کر رہے تھے جو اللہ تعالیٰ نے اپنے اولیاء کو عطا فرمائی ہیں۔ اور اس محبت وقرب کا ذکر تھا جو اس کے اصفیاء کو حاصل ہے کہ ایک نابینا جو ہمارے قریب ہی بیٹھا ہماری باتیں سن رہا تھا، ہمارے اور قریب ہوکر کہنے لگا مجھے تمہاری باتوں سے انس ہوا ہے، سنو! میں بھی تمہیں ایک بات سناؤں، میں عیال دار آدمی تھا اور بقیع میں لکڑیاں کاٹنے گیا، میں نے وہاں ایک نوجوان دیکھا اس کا کتان کا کرتہ تھا اور ہاتھوں میں جوتا تھا، میں نے گمان کیا کہ کوئی پاگل ہے، میں نے اس کے کپڑے چھیننے کا ارادہ کیا اور اس سے کہا کہ اپنے کپڑے اتار دے، اس نے کہا کہ اللہ کی حفاظت میں چلا جا، میں نے دوبارہ سہ بارہ اسی طرح تقاضا کیا، اس نے کہا باز نہیں آئے گا، میں نے کہا نہیں ہرگز نہیں۔

فَاَشَارَ بِاِصْبَعَیْهِ اِلٰی عَیْنَیَّ فَسَقَطَتَا فَقُلْتُ لَهٗ بِاللّٰهِ عَلَیْکَ مَنْ

اَنۡتَ؟ فَقَالَ اَنَا اِبۡرَاهِیۡمُ الۡخَوَّاصُ (روض الریاحین ص68)۔
تو اس نے اپنی دو انگلیوں سے میری آنکھوں کی طرف اشارہ کیا تو وہ اسی وقت نکل کر باہر گر پڑیں، میں نے اس سے کہا تجھے خدا کی قسم بتا دے کہ تو کون ہے؟ اس نے کہا میں ابراہیم خواص ہوں۔ (رضی اللہ تعالیٰ عنہ)

43- ابدال میں سے ایک نے حضرت ابو العباس خضر علیہ السلام سے پوچھا کہ آپ نے اپنے سے زیادہ مرتبہ والا بھی کوئی ولی اللہ دیکھا ہے؟ فرمایا ہاں! ایک مرتبہ مدینہ منورہ مسجد نبوی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میں امام عبد الرزاق محدث درس حدیث دے رہے تھے اور ایک جماعت ان کے ارد گرد بیٹھی احادیث مبارکہ سن رہی تھی اور ایک نوجوان مسجد کے کونے میں الگ اپنے گھٹنوں پر سر رکھے ہوئے بیٹھا تھا، میں نے اس نوجوان سے کہا تو دیکھتا نہیں کہ لوگ احادیث رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سن رہے ہیں جا تو بھی ان کے ساتھ سن، اس نوجوان نے نہ تو سر اٹھایا اور نہ میری طرف دیکھا اور کہا۔

هُنَاکَ مَنۡ یَّسۡمَعُ مِنۡ عَبۡدِالرَّزَّاقِ وَهُنَا مَنۡ یَّسۡمَعُ مِنَ الرَّزَّاقِ لَا مِنۡ عَبۡدِهٖ قَالَ الۡخِضۡرُ فَقُلۡتُ اَنۡ کَانَ مَاتَقُوۡلُ حَقًّا فَمَنۡ اَنَا؟
فَرَفَعَ رَأۡسَهٗ اِلَیَّ وَقَالَ اِنۡ کَانَتِ الۡفَرَاسَةُ حَقًّا فَاَنۡتَ الۡخِضۡرُ فَعَلِمۡتُ اَنَّ لِلّٰهِ تَبَارَکَ وَتَعَالٰی اَوۡلِیَآءِ لَا اَعۡرِفُهُمۡ لِعُلُوِّرُتۡبَتِهِمۡ رَضِیَ اللّٰهُ عَنۡهُمۡ وَنَفَعۡنَا بِهِمۡ اٰمِّیۡنَ (روض الریاحین ص68)

وہاں وہ لوگ ہیں جو صرف عبد الرزاق سے سنتے ہیں اور یہاں وہ ہے جو خود رزاق سے سنتا ہے نہ کہ اس کے عبد سے، میں نے اس سے کہا اگر تمہارا کہنا حق ہے تو بتاؤ میں کون ہوں؟ اس نے میری طرف اپنا سر اٹھایا اور کہا اگر فراست حق ہے تو آپ خضر ہیں۔ پس میں نے جان لیا کہ اللہ تبارک وتعالیٰ کے ایسے اولیاء بھی ہیں جن کو میں ان کے علو مرتبہ کی وجہ سے نہیں پہچانتا۔ اللہ ان سے راضی ہو اور ہمیں ان سے نفع پہنچائے' آمین۔

44- حضرت شیخ ابو عمران الواسطی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ میں مکہ مکرمہ سے

باارادۂ زیارت روضۂ انور حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم چلا راستہ میں مجھے اتنی سخت پیاس لگی کہ میں اپنی زندگی سے مایوس ہو گیا اور اسی مایوسی کی حالت میں ایک کیکر کے درخت کے نیچے بیٹھ گیا۔ دفعتہً ایک شہ سوار سبز گھوڑے پر نمودار ہوئے اور میرے پاس آئے، ان کے گھوڑے کی لگام بھی اور زین بھی اور ان کا لباس بھی سبز تھا، ان کے ہاتھ میں پیالہ بھی سبز اور اس میں شربت بھی سبز ہی رنگ کا تھا، وہ انہوں نے مجھے دیا اور فرمایا پیو! میں نے تین مرتبہ پیا مگر اس پیالہ میں سے کچھ بھی کم نہ ہوا، پھر انہوں نے مجھ سے فرمایا کہاں جا رہے ہو؟ میں نے کہا مدینہ منورہ تا کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم پر اور آپ کے دونوں ساتھیوں حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ اور حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ پر سلام عرض کروں۔

فَقَالَ اِذَا وَصَلْتَ وَ سَلَّمْتَ عَلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَعَلَيْهِمَا فَقُلْ لَهُمْ رِضْوَانٌ يُقْرِئُكُمُ السَّلَامَ

(روض الریاحین ص186)

تو فرمایا جب تم وہاں پہنچو اور حضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم پر اور حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ و حضرت عمر رضی اللہ عنہ پر سلام عرض کر لو تو ان تینوں سے عرض کرنا کہ رضوان (فرشتۂ خازن جنت) بھی آپ حضرات کی خدمت میں سلام عرض کرتا ہے۔

45- ایک بزرگ فرماتے ہیں کہ میں اپنے ملک یمن کے شہر صنعاء سے باارادۂ حج نکلا تو شہر کے بہت سے لوگ مجھے رخصت کرنے کے لئے شہر سے باہر تک آئے۔ ان میں سے ایک شخص نے مجھ سے کہا کہ جب تم مدینہ منورہ پہنچو تو میری طرف سے بھی حضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم، حضرت ابوبکر صدیق، حضرت عمر فاروق اور تمام صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کی خدمت میں سلام عرض کر دینا۔

جب میں مدینہ منورہ حاضر ہوا تو اس آدمی کا سلام پہنچانا بھول گیا جب مدینہ منورہ سے رخصت ہو کر ذوالحلیفہ پہنچا اور احرام باندھنے کا ارادہ کیا تو مجھے اس آدمی کا سلام پہنچانا یاد آیا، میں نے اپنے ساتھیوں سے کہا کہ میرے واپس آنے تک میرے اونٹ کا خیال رکھنا،

مجھے مدینہ طیبہ ایک ضروری کام کے لئے جانا پڑ گیا ہے، ساتھیوں نے کہا کہ اب قافلہ کی روانگی کا وقت ہے اور ہمیں اندیشہ ہے کہ اگر تم قافلہ سے جدا ہو گئے تو پھر اس کو مکہ تک بھی نہ پاسکو گے میں نے کہا تو پھر میری سواری کو بھی اپنے ساتھ لیتے جانا۔

چنانچہ میں واپس مدینہ منورہ آیا اور روضۂ انور پر حاضر ہو کر اس شخص کا سلام حضور انور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور حضرات صحابہ کرام کی خدمت میں پیش کیا، رات ہو چکی تھی، میں مسجد سے باہر نکلا، تو ایک شخص ذوالحلیفہ کی طرف سے آتا ہوا ملا۔ میں نے اس سے قافلہ کے متعلق پوچھا اس نے کہا کہ قافلہ روانہ ہو چکا ہے، میں مسجد میں لوٹ آیا اور خیال کیا کہ کسی دوسرے قافلہ کے ساتھ چلا جاؤں گا اور سو گیا۔

آخر شب میں، میں نے حضور انور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم، حضرت ابوبکر صدیق اور حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہما کی زیارت کی۔ حضرت ابوبکر صدیق نے کہا یا رسول اللہ! یہ شخص ہے۔ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے میری طرف دیکھا اور فرمایا: ابوالوفاء؟ میں نے عرض کیا یا رسول اللہ! میری کنیت تو ابوالعباس ہے۔ فرمایا تم ابوالوفاء (یعنی وفادار) ہو۔

وَاَخَذَ بِيَدِىْ فَوَضَعَنِىْ فِى الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ فَاَقَمْتُ بِمَكَّةَ ثَمَانِيَةَ اَيَّامٍ حَتّٰى وَرَدَتِ الرُّفْقَةُ (روض الریاحین ص182)

اور آپ نے میرا ہاتھ پکڑا اور مجھے مسجد حرام (یعنی مکہ مکرمہ میں) رکھ دیا میں نے مکہ مکرمہ میں آٹھ دن تک قیام کیا اس کے بعد میرے ساتھیوں کا قافلہ مکہ مکرمہ پہنچا۔

46- حضرت الشیخ السید احمد الرفاعی رحمۃ اللہ علیہ جب حج سے فارغ ہو کر مدینہ منورہ روضۂ انور پر حاضر ہوئے تو یہ دو شعر پڑھے ؎

فِىْ حَالَةِ الْبُعْدِ رُوْحِىْ كُنْتُ اُرْسِلُهَا   تُقَبِّلُ الْاَرْضَ عَنِّىْ وَهِىَ نَآئِبَتِىْ

دوری کی حالت میں، میں اپنی روح کو خدمت اقدس میں بھیجا کرتا تھا تو وہ میری نائب بن کر آستانۂ مبارک کو چوما کرتی تھی۔

وَهٰذِهٖ نَوْبَةُ الْاَشْبَاحِ قَدْ حَضَرَتْ   فَامْدُدْ يَمِيْنَكَ كَىْ تُحْظِىْ بِهَا شَفَتِىْ

اور اب جسموں کے ساتھ حاضر ہو کر ملنے کی باری آئی ہے تو اپنا دست مبارک دراز فرمائیے تا کہ میرے ہونٹ اس کو چومیں۔

فَخَرَجَتِ الْيَدُ الشَّرِيْفَةُ مِنَ الْقَبْرِ الشَّرِيْفِ فَقَبَّلَهَا

(الحاوی للفتاوی ج2 ص481)

تو اس پر دستِ اقدس قبر شریف سے باہر نکلا اور انہوں نے اس کو چوما۔

کہا جاتا ہے کہ اس وقت روضۂ انور پر نوے ہزار کا مجمع تھا۔ جن میں حضرت غوث اعظم محبوب سبحانی شیخ عبد القادر جیلانی رضی اللہ عنہ بھی تھے، ان سب نے اس واقعہ کو دیکھا اور دستِ مبارک کی زیارت کی۔ (الافاضات الیومیہ ج4 ص472)

47- حضرت السید نور الدین الایجی رحمۃ اللہ علیہ جب روضۂ اقدس پر حاضر ہوئے تو عرض کیا اَلسَّلَامُ عَلَيْكُمْ اَيُّهَا النَّبِيُّ وَرَحْمَةُ اللّٰهِ وَبَرَكَاتُهٗ تو جتنے لوگ اس وقت وہاں حاضر تھے ان سب نے سنا کہ روضۂ انور سے جواب آیا وَعَلَيْكَ اَلسَّلَامُ يَا وَلَدِیْ

(الحاوی للفتاویٰ ج2 ص481)

48- حضرت شیخ ابونصر عبد الواحد بن عبد الملک بن محمد بن ابو سعید الصوفی الکرخی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ میں حج سے فارغ ہو کر مدینہ منورہ روضۂ انور پر حاضر ہوا۔ حجرۂ شریفہ کے پاس بیٹھا ہوا تھا کہ حضرت شیخ ابوبکر الدیار بکری تشریف لائے اور چہرۂ انور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے سامنے کھڑے ہو کر عرض کیا۔ اَلسَّلَامُ عَلَيْكَ يَارَسُوْلَ اللّٰهِ تو میں نے اور تمام حاضرین نے سنا کہ روضۂ شریفہ کے اندر سے آواز آئی وَعَلَيْكَ اَلسَّلَامُ يَا اَبَابَكْرٍ۔

(الحاوی للفتاوی ج2 ص481)

49- حضرت ابو الحسن بنان الحمال الذاہد فرماتے ہیں کہ ہمارے بعض دوستوں نے ہمیں بتایا کہ مکہ مکرمہ میں ایک بزرگ جو ابن ثابت کے نام سے مشہور تھے، رہتے تھے۔ متواتر ساٹھ سال تک وہ ہر سال فقط حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بارگاہ اقدس میں سلام عرض کرنے کی غرض سے مدینہ منورہ حاضر ہوتے رہے، ایک سال کسی وجہ سے حاضر نہ ہو سکے تو ایک دن

انہوں نے اپنے حجرہ میں بیٹھے ہوئے کچھ غنودگی کی حالت میں حضور اکرم ﷺ کو دیکھا۔

وَهُوَ يَقُوْلُ يَاابْنَ ثَابِتٍ لَمْ تَزُرْنَا فَزُرْنَاكَ۔ (الحاوی للفتاوٰی ج2 ص483)

کہ آپ فرما رہے تھے ابن ثابت! تم ہماری زیارت کو نہ آئے تو ہم تمہاری زیارت کو آ گئے۔

50- ایک عورت نے ام المؤمنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کی خدمت میں حاضر ہوکر درخواست کی کہ مجھے حضور اکرم ﷺ کی قبر انور کی زیارت کرادو۔

فَكَشَفَتْهُ لَهَا فَبَكَتْ حَتّٰى مَاتَتْ (شفا شریف ج2 ص18)

تو ام المؤمنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نے اس کے لئے پردہ اٹھا دیا تو وہ عورت (زیارت کر کے اس قدر) روئی کہ وہیں اس کا انتقال ہوگیا۔

51- حضرت داؤد بن ابی صالح رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ایک دن مروان حضور ﷺ کے روضۂ انور پر حاضر ہوا۔

فَوَجَدَ رَجُلًا وَاضِعًا وَجْهَهُ عَلَى الْقَبْرِ فَاَخَذَ بِرَقْبَتِهٖ وَقَالَ اَتَدْرِىْ مَاتَصْنَعُ؟ قَالَ نَعَمْ! فَاَقْبَلَ عَلَيْهِ فَاِذَا هُوَ اَبُوْ اَيُّوْبُ الْاَنْصَارِىُّ رَضِىَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْهُ فَقَالَ جِئْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَلَمْ اٰتِ الْحَجَرَ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ لَاتَبْكُوْا عَلَى الدِّيْنِ اِذَا وَلِيَهُ اَهْلُهُ وَلٰكِنْ اِبْكُوْا عَلَيْهِ اِذَا وَلِيَهُ غَيْرُ اَهْلِهٖ۔

(المستدرک الحاکم ج4 ص515۔ ابن عساکر، ص57/249۔ مسند احمد:23982)

تو اس نے ایک شخص کو قبر انور پر منہ رکھے ہوئے دیکھا تو اس کی گردن پر ہاتھ رکھ کر کہا جانتے ہو کیا کر رہے ہو؟ وہ "ہاں جانتا ہوں" کہہ کر اس کی طرف متوجہ ہوئے تو وہ حضرت ابو ایوب انصاری رضی اللہ عنہ تھے! فرمایا: میں رسول اللہ ﷺ کی خدمت اقدس میں حاضر ہوا ہوں، کسی پتھر کے پاس نہیں آیا اور میں نے رسول اللہ ﷺ کو یہ فرماتے سنا ہے

کہ دین پر اس وقت نہ روؤ جب کہ اس کا والی اہل ہو۔ لیکن اس وقت ضرور روؤ جبکہ اس کا والی نا اہل ہو۔

52- حضرت عبداللہ بن سلام رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ جب دشمنوں نے حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کو محصور کر رکھا تھا تو میں ان کی خدمت میں سلام کے لئے حاضر ہوا تو۔

فَقَالَ مَرْحَبًا بِاَخِیْ رَأَیْتُ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہِ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ فِیْ ھٰذِہٖ الْخُوْخَۃِ فَقَالَ یَا عُثْمَانُ حَصَرُوْکَ قُلْتُ نَعَمْ! قَالَ عَطَشُوْکَ قُلْتُ نَعَمْ فَاَدْلٰی لِیْ دَلْوًا فِیْہِ مَاءٌ فَشَرِبْتُ حَتّٰی رَوَیْتُ حَتّٰی اِنِّیْ لَاَجِدُ بَرْدَہٗ بَیْنَ ثَدِیَّ وَبَیْنَ کَتِفِیِّ فَقَالَ اِنْ شِئْتَ نُصِرْتَ عَلَیْھِمْ وَاِنْ شِئْتَ اَفْطَرْتَ عِنْدَنَا فَاخْتَرْتُ اَنْ اَفْطِرَ عِنْدَہٗ فَقُتِلَ ذَالِکَ الْیُوْمِ (الحاوی للفتاوی ج2 ص482)

فرمایا مرحبا بھائی تم خوب آئے۔ میں نے اس کھڑکی میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کو (خواب میں) دیکھا۔ آپ نے فرمایا عثمان! تجھے ان لوگوں نے محصور کر رکھا ہے؟ میں نے عرض کیا ہاں! فرمایا تجھے پیاسا بھی کر رکھا ہے؟ میں نے عرض کیا ہاں! تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے میرے لئے ایک پانی کا ڈول لٹکایا میں نے اس میں سے خوب پیا یہاں تک کہ اس پانی کی ٹھنڈک ابھی تک میں اپنے دونوں شانوں اور دونوں چھاتیوں کے درمیان محسوس کر رہا ہوں۔ پھر آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا اگر چاہو تو ان کے مقابلہ میں تمہاری مدد کی جائے اور اگر چاہو تو روزہ ہمارے پاس آ کر افطار کر لو؟ تو میں نے آپ کے پاس روزہ افطار کرنا ہی اختیار کر لیا ہے پس اسی دن شہید کر دیئے گئے (رضی اللہ تعالیٰ عنہ)۔

53- امیر المؤمنین حضرت علی کرم اللہ وجہہ فرماتے ہیں کہ جب حضرت ابوبکر صدیق (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) کی وفات کا وقت قریب آیا تو انہوں نے مجھے اپنے سر کے قریب بٹھا کر فرمایا اے علی! جب میری وفات ہو جائے تو تم مجھے ان ہاتھوں سے غسل دینا جن ہاتھوں سے تم نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کو غسل دیا تھا۔ پھر خوشبو لگا کر مجھے روضۂ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم پر

لے جانا اور اجازت مانگنا۔ اگر اجازت مانگنے پر دروازہ کھل جائے تو مجھے وہاں دفن کر دینا ورنہ مسلمانوں کے قبرستان (بقیع) میں دفن کر دینا۔ حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ غسل اور تکفین کے بعد سب سے پہلے میں آگے بڑھا۔

فَقُلْتُ يَارَسُوْلَ اللّٰهِ هٰذَا اَبُوْبَكْرٍ يَسْتَاْذِنُ؟ فَرَأَيْتُ الْبَابَ قَدْ فُتِحَ فَسَمِعْتُ قَائِلًا يَقُوْلُ اُدْخِلُوا الْحَبِيْبَ اِلٰى حَبِيْبِهٖ فَاِنَّ الْحَبِيْبَ اِلَى الْحَبِيْبِ مُشْتَاقٌ

(خصائص کبریٰ، ج2، ص281۔ تفسیر کبیر، ج5، ص478)

اور عرض کیا یا رسول اللہ! یہ ابوبکر ہیں یہاں دفن ہونے کی اجازت مانگتے ہیں۔ تو میں نے دیکھا کہ ایک دم حجرۂ شریفہ کے کواڑ کھل گئے اور اندر سے آواز آئی کہ حبیب کو حبیب کے پاس پہنچا دو۔ بے شک حبیب اپنے حبیب کا مشتاق ہے۔

(خصائص 2/281۔ تفسیر کبیر 5/478)

54- حضرت شیخ شمس الدین صواب' حضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے روضۂ انور کے مجاور اور خدام حرم نبوی صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے رئیس فرماتے ہیں کہ میرے ایک مخلص دوست تھے جو امیر مدینہ کے ہاں کثرت سے آتے جاتے تھے۔ ایک دن میرے پاس آئے اور کہا کہ آج بہت بڑا حادثہ پیش آ گیا۔ میں نے کہا کیا ہوا؟ کہنے لگے کہ حلب کے رہنے والے رافضیوں کی ایک جماعت امیر کے پاس آئی ہے۔ اور بہت سا مال بطور رشوت دے کر امیر کو اس بات پر راضی کر لیا ہے کہ وہ حضرت ابوبکر صدیق و حضرت عمر رضی اللہ عنہما کو روضۂ انور میں سے نکالنے کے سلسلہ میں ان کی مدد کرے۔ حضرت صواب فرماتے ہیں کہ یہ سن کر میں بہت ہی زیادہ پریشان و مغموم ہوا۔ اسی فکر و غم کی حالت میں تھا کہ امیر کا قاصد مجھے بلانے آ گیا۔ میں گیا تو امیر نے مجھ سے کہا کہ آج رات کو کچھ لوگ مسجد میں آئیں گے۔ ان کے لئے دروازہ کھول دینا۔ اور جو کچھ وہ کریں ان کو کرنے دینا اور کسی بات میں دخل وغیرہ نہ دینا۔ میں بہت اچھا کہہ کر واپس آ گیا۔ اور حجرہ شریف کے پیچھے بیٹھ کر رونے لگ گیا۔ اور مسلسل

روتا ہی رہا۔ اور کسی کو خبر نہ تھی کہ مجھ پر کیا گزر رہی ہے۔ عشاء کی نماز کے بعد جب لوگ مسجد سے چلے گئے اور ہم نے دروازے وغیرہ بند کر لئے۔ تو باب السلام پر کسی نے دستک دی۔ میں نے دروازہ کھولا تو ان لوگوں نے اندر آنا شروع کیا۔ میں چپکے چپکے ان کو ایک ایک کر کے گنتا جا رہا تھا۔ وہ چالیس آدمی تھے اور ان کے پاس پھاوڑے، کدالیں، ٹوکریاں اور زمین کھودنے کے اور بہت سے آلات تھے۔ جب وہ اکٹھے ہو کر حجرۂ شریفہ کی طرف چلے۔

فَوَاللّٰهِ مَاوَصَلُوا الْمِنبَرَ حَتّٰى اِبْتَلَعَتْهُمُ الْاَرْضُ جَمِيْعَهُمْ بِجَمِيْعِ مَاكَانَ مَعَهُمْ مِنَ الْاٰلَاتِ وَلَمْ يَبْقَ لَهُمْ اَثَرٌ۔

تو خدا کی قسم! منبر تک بھی پہنچنے نہ پائے تھے کہ ایک دم ان کو زمین مع ان کے سارے سازوسامان کے نگل گئی اور ان کا نشان تک بھی نہ چھوڑا۔

امیر نے بہت دیر تک ان کا انتظار کر کے مجھے بلایا اور پوچھا کیا وہ لوگ تمہارے پاس مسجد میں نہیں پہنچے؟ میں نے کہا ہاں آئے تھے لیکن ان کا یہ حشر ہوا ہے۔ امیر نے کہا دیکھو کیا کہہ رہے ہو؟

میں نے کہا بالکل ایسا ہی ہوا جیسا کہ میں نے آپ کو بتایا ہے۔ چلئے میں آپ کو وہ جگہ بتلاؤں جہاں وہ غرق ہوئے ہیں۔

امیر نے کہا اچھا سنو یہ بات یہیں تک ہی رہے۔

وَاِنْ ظَهَرَ مِنْكَ كَانَ بِقَطْعِ رَاْسِكَ۔

(وفاء الوفا ص 471 ج، جذب القلوب ص 126)

اگر تم نے اس کو کسی اور پر ظاہر کیا تو تمہارا سر اڑا دیا جائے گا۔

خاتمہ

اللہ تعالیٰ اور اس کے حبیب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے محبوں اور عاشقوں کے اس قسم کے بیشمار واقعات کتابوں میں مذکور ومنقول ہیں۔ ان میں سے یہ چند واقعات ہدیہ اہل عقیدت و محبت ہیں۔ انشاء اللہ العزیز یہ واقعات اہل محبت کیلئے سرمایہ محبت ومعرفت اور روحانی غذا ثابت ہوں گے۔ لیکن یہ یاد رہے کہ اہل عشق اور اہل عرفان کے حالات و واقعات عام لوگوں کے حالات و واقعات سے بہت بلند اور ممتاز ہوتے ہیں۔ جس طرح بندوں کے درجات ومراتب میں بہت فرق ہوتا ہے اسی طرح ان کے علم وعمل اور صبر وتوکل وغیرہ میں بھی بہت فرق ہوتا ہے اور اس فرق کو ہمیشہ ملحوظ رکھنا چاہیئے۔ جو لوگ فرق مراتب نہیں کرتے وہ سخت الجھنوں میں مبتلا ہو کر رہ جاتے ہیں۔ بلکہ بعض مرتبہ گمراہ و بے دین ہو جاتے ہیں۔ ہم نااہلوں کو اپنی حیثیت وحالت پر نظر رکھنی چاہیئے اور ان پاک اور بلند لوگوں کے حالات ومعاملات کو اپنے اوپر قیاس نہیں کرنا چاہیئے۔ عارف روم رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں۔ ؎

کار پاکاں را قیاس از خود مگیر
گرچہ باشد در نوشتن شیر و شیر

اے عزیز! پاک لوگوں کے معاملہ کو اپنے پر قیاس نہ کرو۔ شیر (درندہ) لکھنے میں اگرچہ شیر (دودھ) کا ہم شکل ہوتا ہے۔ مگر دونوں کے خواص میں فرق ہے۔ ؎

شیر آں باشد کہ مرد او را خورد
شیر آں باشد کہ مردم را درد

یعنی شِیر وشِیر اگرچہ کتابت میں یکساں نظر آتے ہیں مگر شیر وہ ہے جس کو آدمی کھا جاتا ہے اور شیر وہ ہے جو آدمیوں کو پھاڑ ڈالتا ہے۔

جملہ عالم زیں سبب گمراہ شد
کم کسے زبدال حق آگاہ شد

اس غلط قیاس کے سبب سے تمام جہان گمراہ ہو گیا ہے اور شاذ و نادر ہی کوئی شخص اللہ کے ابدال سے واقف ہوا ہو۔

ہمسری با انبیاء برداشتند
اولیائے را ہمچو خود پنداشتند

(مثنوی)

چنانچہ اسی غلط قیاس کی وجہ سے کبھی انہوں نے انبیاء کرام کی برابری کا دعویٰ کر دیا اور کبھی اولیاء کرام کو اپنے برابر سمجھ لیا۔

اصل میں اہل عشق و محبت کے انداز بھی کچھ نرالے ہی ہوتے ہیں۔ یہ جلوتوں سے مفرور اور خلوتوں میں مسرور رہتے ہیں۔ ان کو آبادی سے وحشت اور ویرانے سے محبت ہوتی ہے۔ لوگ جن کو مصائب و تکالیف سمجھتے ہیں۔ یہ انہی مصائب و تکالیف میں فرحت و لذت محسوس کرتے ہیں۔ مولانا روم فرماتے ہیں۔

گر تو بینی شاں بدشواری دروں
نیست شاں خوفے وَلَا هُمْ يَحْزَنُوْنَ

اگر تم ان کو خلاف راحت کسی مشکل میں مبتلا دیکھو تو اس کو محض ظاہری دشواری سمجھو اور واقع میں ان کو نہ کوئی خوف ہے نہ غم۔

بلا شبہ یہ لوگ محرم اسرار ہوتے ہیں اور ازل ہی سے سرفراز ہوتے ہیں۔ ان کو شرف حضوری حاصل ہوتا ہے۔ کیونکہ محض طالب دیدار ہوتے ہیں۔ مولانا روم فرماتے ہیں

کو کسے کہ پیش شہ بند و کمر
تا کسیکہ ہست بیروں سوئے در

کہاں وہ شخص جو بادشاہ کے حضور میں کمر ہمت باندھ لے اور کہاں وہ جو دروازے

سے باہر ہے۔

فرق بسیارست ناید درحساب
آں زاہل کشف و ایں زاہل حجاب

ان دونوں میں بڑا فرق ہے جو حساب میں نہیں آسکتا۔ ایک اہل کشف میں سے اور ایک اہل حجاب میں سے ہے۔

کہاں ایک کامل اور کہاں ایک ناقص؟

کہاں صاحب معارف ومقامات اور کہاں اہل ہوس وخواہشات؟

کہاں نورولطافت کا پیکر اور کہاں ظلمت وکثافت کا مظہر؟

کہاں صفاتِ ملکوتی اور کہاں اوصافِ حیوانی؟

کہاں حال اور کہاں قال؟

مولانا روم فرماتے ہیں

کاملے گر خاک گیرد زر شود
ناقص ار زر برد خاکستر شود

کامل مرد اگر مٹی ہاتھ میں لے تو وہ سونا بن جائے برخلاف اس کے اگر ناقص آدمی سونا لے لے تو وہ بھی راکھ ہو جائے۔

جہل آید پیش او دانش شود
جہل شد علمیکہ در ناقص رود

کامل کے سامنے تو جہل بھی آتے ہی علم وعقل بن جاتا ہے بخلاف اس کے ناقص میں جو علم داخل ہوتا ہے وہ جہل بن جاتا ہے۔

زلت او برز طاعت پیش حق
نزد کفرش جملہ ایمانہا خلق

اس کی لغزش خدا تعالیٰ کے نزدیک دوسرے لوگوں کی طاعت سے بڑھ کر ہے۔ اس

کے کفر کے مقابلے میں تمام لوگوں کے ایمان بوسیدہ ہیں۔

ہر دمے او را یکے معراج خاص
بر سر تاجش نہد حق تاج خاص

اس کو ہر لحظہ ایک خاص معراج ہوتی رہتی ہے اور اس کے مقام و منصب کے تاج پر حق تعالیٰ ایک اور خاص تاج رکھ دیتا ہے۔

صورتش بر خاک و جاں در لامکاں
لا مکانے فوق وہم سالکاں

اس کا ظاہری وجود تو زمین پر ہوتا ہے اور روح لامکاں میں ہوتی ہے وہ لامکاں جو سالکوں کے وہم سے بھی بلند ہے۔

خلاصہ یہ ہے کہ ہم نہ تو ان پر کسی قسم کا اعتراض کریں اور نہ ان کے حالات و واقعات کو دیکھ کر ان کی برابری کیونکہ ان کا مقام اور ہے اور ہمارا مقام اور ہاں اگر اللہ تبارک و تعالیٰ اپنے فضل و کرم سے اپنے ان پاکیزہ بندوں کے طفیل کسی کو شراب عشق و محبت پلا دے اور ان کے مرتبہ پر پہنچا دے تو وَمَا كَانَ ذٰلِكَ عَلَى اللّٰهِ يَسِيْرًا

تو بزن یا رَبَّنَا آب طہور
تا شود ایں نار عالم جملہ نور

اے ہمارے پروردگار! تو رحمت کا پاک کرنے والا پانی ہم پر چھڑک دے تا کہ یہ (صفاتِ ذمیمہ کی) دنیوی آگ سربسر (صفات حمیدہ کا) نور بن جائے۔

کوہ و دریا جملہ در فرمانِ تست
آب و آتش اے خداوند آنِ تست

تیری قدرت اس قدر وسیع ہے کہ پہاڑ دریا سب تیرے حکم میں ہیں اے خداوند! پانی اور آگ تیری مملوک ہیں۔

گر تو خواہی آتش آب خوش شود
در نخواہی آب ہم آتش شود

اگر تو چاہے تو آگ خوش گوار پانی بن جائے اگر نہ چاہے تو پانی بھی آگ ہو جائے۔

در عدم کے بود مارا خود طلب
بے سبب کردی عطا ہائے عجب

ہم عدم میں تھے تو تُو نے ہم کو نعمت وجود سے ممتاز کرنا چاہا بھلا اس وقت ہمارا مطالبہ کہاں تھا تو نے بلا سبب نعمتیں بخشی ہیں۔

جان و ناں دادی و عمر جاوداں
سائر نعمت کہ ناید در بیاں

تو نے ہم کو بلا طلب جان دی، رزق دیا، ابدی زندگی عطا فرمائی اور باقی تمام نعمتیں دیں جو احاطہ بیان میں نہیں آسکتیں۔

هٰكَذَا اَنْعِمْ اِلٰى دَارِ السَّلَامِ
بِالنَّبِيِّ الْمُصْطَفٰى خَيْرِ الْاَنَامِ

الٰہی اسی طرح ہمارے بہشت میں داخل ہونے تک بطفیل سرورِ کائنات نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہم کو نعمتیں عطا فرمائے جا۔ (آمین)

بندہ
محمد شفیع الخطیب الاوکاڑوی غفرلہٗ
کراچی

فہرست تصاویر